بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَقَدِ اصْطَفَیْنٰہُ فِی الدُّنْیَا وَاِنَّہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ (قولہ تعالیٰ)

ترجمہ: اور ہم نے ان (ابراہیم علیہ السلام) کو دنیا میں منتخب کیا۔ اور (اسی کی بدولت) وہ آخرت میں بڑے متقی اور صالحین میں شمار کیے جاتے ہیں۔

پاسبانِ حرم و ملت

خلیل اللہ، ذبیح اللہ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



تصنیف

ڈاکٹر سید اصغر علی کاظمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاسبانِ حرم و ملّت

مصنّف

ڈاکٹر سیّد اصغر علی کاظمی

ملنے کا پتہ

اعجاز ٹریڈرز، بالمقابل سیشن کورٹ لاہور

نام کتاب ــــــ پاسبان حرم و ملّت

خلیل اللہ۔ ذبیح اللہ۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیف ــــــ ڈاکٹر سیّد اصغر علی کاظمی

ناشر ــــــ آستانہ سیّدی (عقب شالامار) لاہور

سائز ــــــ ۲۰×۳۰ / ۱۶

ضخامت ــــــ ۳۰۴

بار اوّل ــــــ

تعداد اشاعت ــــــ ۵۰۰

نگران طباعت ــــــ محمد اشرف ۔ محمد اسلم

قیمت ــــــ

ــــــ ملنے کا پتہ ــــــ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ سَابِقٍ نُوْرِہٖ وَاٰخِرِ ظُھُوْرِہٖ وَ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ وَجُوْدِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَبَدَ الْاٰبِدِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ -

---

۷۸۶

۹۲

شرف انتساب

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام
حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے حضور میں

نذرانۂ عقیدت

آج بھی ہو جو ابراہیمؑ کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

غریب و سادہ و رنگین ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسینؑ ابتدا ہے اسماعیلؑ

تعالی اللہ ذات مصطفےٰ کا حسنِ لاثانی
کہ یکجا جمع ہیں جس میں تمام اوصاف امکانی
دعائے یونسی خُلقِ خلیلی صبرِ ایوبی
جلالِ موسوی زہدِ مسیحی حسنِ کنعانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مؤلف ملاحظہ کریں

ہم سب مسلمان ملّت ابراہیمی سے تعلّق رکھتے ہیں۔ اور ہمارے آقا و مولیٰ رہبر کامل حضور سرور کائنات محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی زبان مبارک سے فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعاؤں کا ظہور ہوں اسی بناء پر ایک مدّت سے میری قلبی تمنا تھی کہ میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی حیات مقدس کے مکمل حالات و واقعات اور اسباب عنوانوں کے ساتھ تحریر کروں۔ الحمدللہ خداوند قدوس کا بیحد شکر گزار ہوں کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے مجھے یہ توفیق عطا فرمائی کہ میں اپنی دلی لگن۔ انتہائی خلوص اور والہانہ جذبہ عقیدت سے یہ کتاب لکھ کر پڑھنے والوں کی خدمت میں پیش کر کے روحانی مسرت حاصل کر رہا ہوں۔ اس کتاب میں جتنے اشعار حالات و واقعات کے پس منظر میں موقع کی نسبت سے درج کئے ہیں چند اشعار کے علاوہ باقی ذاتی تخیّل کا نتیجہ ہیں۔ ان اشعار کی پہچان صرف یہ ہے کہ یہ ایک انوکھے روحانی سوز سے تحریر کئے ہیں۔

اگر آپ اپنے ذاتی تصوّر یا عقیدہ کی بناء پر کوئی کمی بیشی محسوس کریں تو ازراہ کرم نظر انداز کر دیں کیوں کہ اس کتاب کی مکمل تحریر میری حقیقی عقیدت اور روحانی عشق و محبّت کا ثمر ہے۔ مکمّل طہارت کے ساتھ اور پاکیزہ ماحول میں لکھی گئی ہے۔ انشاءاللہ تکلفات اور تعصّب سے بالکل پاک ہے۔ کتاب اگرچہ اپنے موضوع کے اعتبار سے بہت ہی مختصر ہے لیکن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی حیات طیبہ کے حالات کے متعلّق جامع ہے۔ پڑھنے والے حضرات سے استدعا ہے کہ اس کتاب کو بے توجہی کے ساتھ ہرگز نہ پڑھیں۔ بلکہ مطالعہ کے وقت ادب و احترام کا پیکر بن کر اور تعظیم و تکریم کے جذبات صادقہ سے اپنے قلب، دماغ کو منور کر کے اس تصوّر کے ساتھ اس کی ایک ایک سطر کو پڑھیں تاکہ اس کا ایک ایک لفظ آپ کے لئے حسنات و برکات کا خزانہ بن جائے گا۔

آمین

سیّد دعا دے گا

اللہ جزاء دے گا

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدّس۔ آسمانی۔ الہامی کتاب قرآن پاک میں دیئے گئے تمثیلی قصے یا واقعات کے بارے میں ارشاد ربانی۔

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي
سورہ یوسف آیت (۱۱۱) الْأَلْبَابِ ۗ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن
تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَ
رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝

قرآن پاک جس میں یہ قصے بیان کئے گئے ہیں ان لوگوں کے لئے باعثِ عبرت ہیں جو شعور رکھتے ہیں۔ سابقہ انبیاء و اُمم کے یہ قصے تراشے ہوئے یا من گھڑت نہیں ہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہیں۔ اہلِ ایمان کے لئے ذریعہ ہدایت و رحمت ہیں۔ اور جو لوگ آسمانی کتاب کی تحقیق شدہ باتوں کو مانیں اور بعض کو نہ مانیں وہ دنیا میں بہت ذلیل ہوتے ہیں اور آخرت میں سخت عذاب کے مستحق ہوں گے۔

قرآنِ پاک میں دیئے گئے قصوں میں ایک قصہ یہ بھی ہے کہ جس میں ایک قوم نے حق و باطل کو آپس میں ملا دیا اور گمراہی کا راستہ اختیار کر لیا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ اسلام نے اس کفر و شرک کے خلاف جہاد کیا۔ چونکہ نمرود اس کا محرک تھا اس لئے

ابتدا میں مختصر قصہ اس کا بیان کیا گیا ہے اور بعد میں اصل موضوع پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اک جابر حاکم کا مختصر احوال

روایت ہے کہ ہزارہا برس پہلے دنیا میں ہفت اقلیم کی بادشاہی صرف چار شخصوں کو ملی دو مسلمان ان میں ایک حضرت سلیمان علیہ السلام اور دوسرے سکندر ذولقرنین تھے۔ اور دو کافر ایک نمرود بن کنعان اور دوسرا بخت نصر تھا۔ ایک اور روایت ہے کہ نمرود بن کنعان بادشاہ بڑا متکبر تھا۔ کبھی آسمان کی طرف نظر نہ کرتا تھا اور اپنی حاجت کبھی اللہ سے نہ مانگتا تھا۔ ایک روز نمرود تخت پر بیٹھا تھا اور تمام لشکر اس کے گرد حاضر تھا۔ تقدیر الہٰی سے نجومی اور منجم سب اپنا سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے۔ نمرود نے کہا کہ آج تم سب کو کیا ہوا ہے کہ دلگیر اور غمناک بیٹھے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ خدا تمہاری خیر کرے ایک عجیب ستارہ ملک پر نظر آتا ہے کہ کبھی ہم نے نہ دیکھا تھا۔ کہ آج مشرق کی طرف سے نکلا ہے۔ نمرود نے پوچھا وہ ستارہ کیسا ہے کیا میری سلطنت

کے لئے بھاری ہے یا میری ذات کے لئے یہ سن کر نجومی اور منجم خاموش ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد نمرود نے بڑی سختی سے کہا کہ تم سب خاموش کیوں ہو گئے ہو کیا میرے ملک پر کوئی حملہ کرنے والا ہے یا کوئی بادشاہ میرے ساتھ جنگ کرنا چاہتا ہے تو جلدی اس کا نام بتاؤ میں ابھی اس کا نام و نشان مٹا دوں گا۔ تب نجومی اور منجم فوراً بول اٹھے کہ اے بادشاہ سلامت تمہاری بڑی قوت اور حشمت و شوکت ہے بسبب قوتِ لشکر تم نے ملک شام میں سلطنت قائم کی ہے۔ ترکستان فتح کر کے اور یافث بن نوح کو اپنا فرمانبردار بنا لیا ہے۔ ہندوستان میں اولاد حام بن نوح کو تم نے اپنا مطیع کر لیا ہے۔ اے بادشاہ تم نے ملک روم کو اپنے قبضہ میں لے رکھا ہے۔ ترکستان اور ہندوستان اور روم اور مغرب اور مشرق سے تمہیں خراج آتا ہے۔ اور تمام جہان مشرق سے مغرب تک تم نے اپنے قبضہ و دخل میں لے رکھا ہے۔ تو کون تمہارے ملک پر حملہ کر سکتا ہے یا کون جرأت کر سکتا ہے کہ تمہارے ساتھ جنگ کرے تب نمرود نے پھر نجومی اور منجم سب کو کہا کہ جب تم جانتے ہو کہ میری قوت کا سکہ سب مانتے ہیں تو پھر تم سب ستارے کی فکر میں کیوں لگے ہوئے ہو۔ نمرود کی یہ بات سن کر انہوں نے جواب دیا کہ اے بادشاہ ہم اس بات سے خوفزدہ ہیں کہ بتانے سے کہیں تم خفا نہ ہو جاؤ۔ نمرود نے کہا کہ بے فکر ہو کر بتاؤ

تب نجومی اور منجم کہنے لگے کہ ایک لڑکا ایسا پیدا ہونے والا ہے جو جوان ہو کر تمہارے عقائد کو باطل قرار دے گا اور بت پرستی و شرک کے خلاف جہاد کرے گا۔ دین اسلام کی تبلیغ کرے گا۔ تم نے اگر اس کے بتلائے ہوئے دین کو قبول نہ کیا تو تم پر عذاب الٰہی نازل ہوگا۔ تمہاری سلطنت تباہ و برباد ہو جائے گی اور تم قدرت الٰہی سے ذلیل ہو کر سر پر جوتے کھاتے کھاتے مر جاؤ گے۔ نمرود نے پھر اُن سے کہا کہ تم اپنے علم کے زور سے بتلاؤ کہ وہ لڑکا کس دن اور کس گھر میں پیدا ہوگا۔ منجموں نے بتایا کہ لڑکا باپ کے صلب سے نکل کر شکم مادر میں آچکا ہے۔ عنقریب سال رواں میں پیدا ہوگا۔ مگر مشیتِ ایزدی ہے کہ ہم اس سے آگے اور زیادہ کچھ نہیں بتا سکتے۔ تب نمرود نے حکم جاری کیا کہ اس سال میری سلطنت میں جس گھر میں لڑکا پیدا ہو اس کو قتل کر دیا جائے حکم سنتے ہی تمام سرکاری سپاہی ملک کے ہر کونے میں پھیل گئے۔ اور جس گھر میں لڑکا پیدا ہوتا۔ بذریعہ دائی اطلاع پا کر فوراً اس گھر میں چلے جاتے اور نومولود لڑکے کو اس کے والدین سے زبردستی چھین کر دور جنگل میں لے جا کر قتل کر دیتے اور کسی گڑھے میں پھینک دیتے۔

مگر جس کو اللہ رکھے اُسے کون مار سکتا ہے اس کی پرورش اس کے دشمن ہی کے گھر میں ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرعون کے گھر میں ہوئی

ذکر ولادت باسعادت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت پاک کا وقت جب قریب آیا۔ تو آپ کی والدہ نمرود کے خوف سے اور بچے کی محبت سے گھر سے نکل کر ایک غار کی طرف جانے لگی تو اپنے خاوند آذر سے کہنے لگی کہ اگر میرے جانے کے بعد کوئی رشتہ دار یا ہمسایہ میرے بارے میں پوچھے تو کہنا کہ کہیں ملنے گئی ہے۔ تب بی بی صاحبہ غار کی طرف چل دی تو راستے میں ایک عورت ملی جس نے اپنا نام نورین خادمہ بتایا۔ وہ بی بی صاحبہ سے کہنے لگی کہ اے آذر کی بیوی اس زچگی کی حالت میں کہاں جا رہی ہو۔ آذر کی بیوی بی بی صاحبہ نے نورین خادمہ کو سارا واقعہ نمرود کے متعلق بتایا۔ نورین خادمہ نے بی بی صاحبہ کو تسلی دی اور کہنے لگی کہ غار تو ابھی دور ہے۔ چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں میرا گاؤں بھی اسی طرف ہے۔ تب دونوں شہر سے باہر کچھ فاصلے پر ایک غار میں چلی گئیں۔ تھوڑی دیر کے بعد جب نورین خادمہ نے رخصتی کی اجازت مانگی تو بی بی صاحبہ نے کہا کہ تمہارے جانے کے بعد میں اس غار میں اکیلی کیسے ٹھہروں گی۔ نورین خادمہ نے جواب دیا کہ میں تمہاری خاطر رک جاتی ہوں اور تم کو فارغ کر کے ہی جاؤں گی۔ چند گھنٹوں کے بعد بی بی صاحبہ کے

شکم سے لڑکا پیدا ہوا۔ نور سے غار یک بار روشن ہو گئی۔ بی بی صاحبہ بچے کو دیکھ کر رونے لگی۔ نورین خادمہ نے پوچھا بی بی صاحبہ روتی کیوں ہو۔ اللہ تعالےٰ نے تم کو چاند جیسا بچہ پاکیزہ بدن سنت آدم علیہ اسلام کے مطابق خوشبو میں بسے ہوئے عطا فرمایا ہے۔ بی بی صاحبہ کہنے لگی اگر نمرود کے کسی سپاہی کو پتہ چل گیا تو وہ اس بچے کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔ زبردستی چھین کر لے جائے گا اور مار ڈالے گا۔ تب نورین خادمہ کہنے لگی اے بی بی صاحبہ اس بچے کو کون مار سکتا ہے اس کی پیشانی پر نور محمدیؐ چمک رہا ہے اس بچے کو اللہ تعالےٰ نے نمرود کی سرکوبی کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ بی بی صاحبہ یہ سن کر بڑی متعجب ہوئی اور پوچھنے لگی کہ مجھے بتاؤ نور محمدیؐ کیا ہے۔ نورین خادمہ نے کہا کہ اے بی بی صاحبہ تمہارے اس بچے کی پشت سے ستر ہزار نبی پیدا ہوں گے۔ پہلے نبی کا نام حضرت اسماعیل علیہ السلام ہوگا اور آخر الزماں نبی کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور یہ نام تو اللہ تعالےٰ نے عرش معلےٰ پر لکھوا رکھا ہے اور تخلیق کائنات سے پہلے اس مقدس نام کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ بی بی صاحبہ نے جب یہ الفاظ سنے تو اس کا چہرہ پھول کی طرح کھل گیا اس کے بعد نورین خادمہ نے جانے کی اجازت مانگی تو بی بی صاحبہ نے کہا کہ غار چھوڑنے سے پہلے یہ بتاؤ کہ تم کہاں سے آرہی ہو اور کہاں جانا ہے اور یہ بھی بتلاؤ کہ میرے بچے کا اللہ نے نام کیا رکھا ہوا ہے۔ نورین خادمہ فوراً بول اٹھی کہ بی بی صاحبہ تمہارے بچے کا نام

ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ۔ بس ان الفاظ کے ساتھ نورین خادمہ اپنے بارے میں کچھ بتائے بغیر غائب ہوگئی۔ تب بی بی صاحبہ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ سوچنے لگی کہ نورین خادمہ شاید عورت کے روپ میں کوئی جادوگرنی یا کوئی چڑیل تھی جو خود بخود غار سے غائب ہوگئی ہے اور دل میں خیال کرنے لگی کہ میرے جانے کے بعد میرے بچے کا کیا ہوگا۔ دیکھ بھال کون کرے گا۔ دودھ کون پلائے گا اسی سوچ میں تھی کہ اُسی وقت بحکم خدا جبرائیل فرشتہ حاضر ہوا اور بی بی صاحبہ سے کہنے لگا کہ اے بی بی صاحبہ، وہ نورین خادمہ جس کے بارے میں تم سوچ رہی ہو اور خوفزدہ ہو وہ کوئی چڑیل یا جادوگرنی نہیں تھی۔ بلکہ وہ جنّت کی حور تھی جس کو اللہ تعالےٰ نے تمہارے بچے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پاک پیدائش کے موقع پر تمہاری خدمت کے لئے جنّت سے بھیجا تھا۔ اور اے بی بی صاحبہ اس بچے کے دونوں ہاتھوں کے دونوں انگوٹھے اس کے منہ میں رکھ دو۔ جونہی بی بی صاحبہ نے ایسا کیا تو دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے دودھ اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے شہد جاری ہوگیا۔ اس کے بعد جبرائیل فرشتہ غائب ہوگیا۔ تب بی بی صاحبہ مطمئن ہوکر اپنے بچے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو غار میں چھوڑ کر جانے لگی تو بے ساختہ اُس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ تو غیب سے پھر آواز آئی کہ اے بی بی صاحبہ تم بے غم ہوکر اپنے بچے کو غار میں چھوڑ کر اپنے گھر چلی جاؤ اس بچے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پرورش کا ذمہ

اللہ تبارک تعالےٰ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ تب بی بی غار سے نکل کر گھر آگئی
اور اپنے خاوند کو سب حالات سے آگاہ کیا۔ آذر نے کہا کہ یہ راز کسی کو نہ بتانا
تم ہر روز چپکے سے غار میں چلی جایا کرو تاکہ تمہارا دل سکون میں رہے تب
بی بی صاحبہ ہر روز غار میں جاتی اور اپنے بچے حضرت ابراہیم علیہ السلام
کو دیکھ کر گھر لوٹ آتی۔ جب غار سے نکل آتی تو اسی وقت ایک پتھر آکر غار کے
منہ کو بند کر دیتا۔ اور دوبارہ جب اُن کی والدہ اُن کے پاس آتی تو اس پتھر
کو الگ کر کے غار کے اندر داخل ہو جاتی۔ ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام
کی والدہ غار کی طرف جارہی تھی تو راستے میں ایک صالح بزرگ ملے اور فرمانے
لگے اے بی بی صاحبہ کئی دنوں سے میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ہر روز اسی راستے سے
کہیں آگے جاتی ہو اور شام کو تم اسی راستے سے ہوتے ہوئے واپس لوٹ جاتی ہو
آخر کیا ماجرا ہے۔ بی بی صاحبہ نے نمرود بادشاہ کے متعلق اور اپنے بچے حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش کے بارے میں سب حالات سے آگاہ کیا۔
تب وہ صالح بزرگ فرمانے لگے اے بی بی صاحبہ اپنے بچے کو غار میں سے لے جاکر
شہر سے دور کسی بستی میں رکھو۔ تمہارے بچے کی پرورش اور دیکھ بھال درست
ہو جائے گی۔ اور نمرود کا خوف بھی تمہارے ذہن سے جاتا رہے گا۔ یہ الفاظ
کہہ کر وہ بزرگ غائب ہو گئے۔ تب بی بی صاحبہ نے گھر پہنچ کر سارا واقعہ
اپنے خاوند آذر کو بتایا اور ساتھ ہی یہ بھی کہنے لگی کہ مجھے اور میرے بچے

کو شہر سے دور کسی بستی میں اپنے کسی رشتہ دار کے گھر چھوڑ آؤ۔ کیوں کہ میرے کانوں میں ہر وقت یہ آوازیں آتی رہتی ہیں کہ نمرود حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بدترین دشمن ہے۔ یہ سن کر آذر جھٹ بول اٹھا کہ یہ بچہ بھی بڑا ہو کر نمرود کے ساتھ جنگ کرے گا۔ آذر کی بیوی نے جواب دیا کہ یہ تو ٹھیک ہے کہ میرا بچہ بھی نمرود کا مخالف ہوگا۔ مگر میں تو بچے کی درست دیکھ بھال اور بہتر پرورش کے لئے کہہ رہی ہوں۔ چونکہ بچے کا چھلا بھی سوا ماہ پورا ہوگیا ہے لہٰذا اب اس سے زیادہ دن میں اپنے بچے کو غار میں نہیں رکھ سکتی اس لئے میری بات کو مان لو۔ اور اپنے بچے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور مجھے کسی بستی میں چھوڑ آؤ۔ آذر نے اپنی بیوی کی تجویز کو مان لیا اور دونوں کو شہر سے دور ایک بستی میں اپنے بھائی کفرون کے گھر چھوڑ آیا۔ جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پرورش ہوتی رہی۔

احوال حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب آپ کی عمر شریف ایک برس کی ہوئی

کفرون کے گھر میں پرورش پاتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف جب ایک سال کی ہوئی۔ تو نمرود نے پھر منجم اور نجومی دربار میں طلب کئے اور حکم دیا کہ تم سب اپنے علم کی رو سے بتاؤ کہ میرا دشمن

ابھی پیدا ہوا ہے یا نہیں کیوں کہ تمہارے علم کے حساب سے ایک سال کے اندر بچہ پیدا ہونا تھا۔ اور اب ایک سال پورا ہو گیا ہے۔ تب منجم اور نجومی عرض کرنے لگے کہ اے بادشاہ سلامت سال رواں میں جتنے بچے پیدا ہوئے تھے تمہارے حکم سے سپاہیوں نے ان کو قتل کر دیا اور گڑھوں میں پھینک دیا لہٰذا کوئی بچہ اس وقت کسی گھر میں بھی نہیں ہے۔ یہ سنتے ہی نمرود نے خوش ہو کر نجومی اور منجم سب کو زر و جواہرات بطور انعام دیئے۔ غریبوں اور مسکینوں کو خیرات بانٹی اور کھانے کھلائے۔ رات کو پورے شہر میں چراغ جلائے گئے۔ پھر نمرود بے غم ہو کر اپنی سلطنت کے امور میں مصروف ہو گیا۔ مگر اس ملعون کو کیا علم تھا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بچانے کے لئے منجموں اور نجومیوں کے علم کو ماؤف کر دیا تھا۔ اور وہ نمرود کی بیخ کنی کرنے والے بچے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نشاندہی نہ کر سکے۔ کیوں کہ اس ظالم کو معصوم بے گناہ بچوں کے یوں ناجائز قتل کرانے کی سزا ملنے والی تھی۔

احوال حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب آپ کی عمر شریف بارہ برس کی ہوئی

اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ جس گھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پرورش ہو رہی تھی۔ قدرت کی طرف سے اُس گھر میں اتنی برکتیں نازل ہوئیں کہ ہر طرح سے وہ گھر خوشحال ہوگیا اور اس بستی میں اس بات کا اتنا چرچا ہوا کہ لوگ دُور دُور سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشحالی اور برکت کی دعائیں کرانے کے لئے حاضر ہونے لگے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعائیں لوگوں کے حق میں مستجاب ہونے لگیں اور لوگ خوشحال ہونے شروع ہوگئے۔ ایک دفعہ اس علاقے میں سارا سال بارش نہ ہونے کی وجہ سے کھیت خشک ہو گئے اور تمام بارانی فصلیں تباہ و برباد ہوگئیں۔ چارہ نہ ملنے سے مویشی بھوکے مرنے لگے۔ دودھ دینے والے جانوروں کا دودھ کم ہوگیا۔ لوگ بھی خوراک کی قلّت سے بیزار ہو گئے آخر کار ایک معمر آدمی کے مشورے سے لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور بارش کے لئے دُعا کی درخواست کی اس وقت آپ کی عمر مبارک بارہ سال کی تھی۔ آپ نے لوگوں سے ایک کھلے میدان میں جانے کے لئے کہا۔ جب لوگ بستی سے باہر میدان میں اکٹھے ہوگئے

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دست مبارک دُعا کے لئے آسمان کی طرف اُٹھائے اور کہا اے میرے پالنے والے ہم سب پر اپنا فضل و کرم کر دے۔ اور بارانِ رحمت نازل فرما۔ ابھی ہاتھ مقدس دعا سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ اس قدر موسلا دھار بارش شروع ہوئی کہ لوگ بھیگتے ہوئے اپنے گھروں میں پہنچے۔ اور چند دنوں کے بعد پورے علاقے کی زمین سرسبز و شاداب ہو گئی اور برسوں کی خشک سالی دفع ہو کر پورے ملک میں خوشحالی کا دور دورہ ہو گیا اس واقعہ سے تمام لوگوں کے دلوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پارسائی اور پاک دامنی کا اس قدر اثر ہوا کہ گرد و نواح کے لوگ اپنے ہر قسم کے دُکھوں کا مداوا کرانے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے چنانچہ آپؑ کی دُعاؤں سے پیدائشی اندھوں کو برسوں کے بعد بینائی نصیب ہوئی۔ کوڑھ کے مریض شفایاب ہوئے۔ گونگے مریضوں کو قوّت گویائی ملی۔ جنون والے مریض درست ہونے لگے۔ بے اولادوں کو اولاد ملنے لگی۔ گویا ہر طرح سے لوگ فیض یاب ہونے لگے۔ اللہ تعالٰے نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظمت کو لوگوں پر روزِ روشن کی طرح اجاگر کر دیا۔ لوگوں نے آپؑ کی محبت میں رہ کر دیکھا کہ اتنی چھوٹی عمر میں آپؑ متقی پرہیزگار۔ عبادت گزار اور شب بیدار تھے۔ ہر وقت آپ خشوع و خضوع میں رہتے تھے۔ انتہائی حلیم الطبع تھے۔ جب بھی آپ کسی سے گفتگو کرتے تو بہت نرم اور آہستہ

آواز سے کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپؑ کی محفل میں بیٹھنے والے لوگ نہایت ہی بلند اقبال۔ عالی مرتبہ۔ ہوشمند اور باوقار تھے۔

احوال حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب آپؑ کی عمر مبارک پچیس برس کی ہوئی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف جب پچیس برس کی ہوئی تو اُس وقت آپ کا شباب مجسم ضیاء اور چال چلن عفت و پارسائی اور وقار کا کامل نمونہ تھا۔ سچائی۔ دیانتداری۔ وفاداری۔ عہد کی پابندی رشتہ داروں سے محبت۔ بزرگوں کی عزت۔ چھوٹوں پر شفقت۔ کم بولنا حرص۔ طمع۔ جھوٹ۔ فحش گوئی۔ عیب جوئی۔ ان تمام عیوب ونقائص سے پاک تھے۔ گویا اچھی اچھی عادتوں میں آپؑ اتنی بلند منزل پر پہنچ گئے کہ لوگوں کی وہاں تک رسائی تو کیا اس کا تصور بھی ممکن نہیں تھا اُس بستی کے ایک قبیلہ کے سردار کو آپ کا بلند کردار اور حسن اخلاق اس قدر پسند آیا کہ وہ خود چل کر آپؑ کے پاس آیا اور اپنی لڑکی قطورہ کے عقد کے لئے آپ کو دعوت دی۔ سردار کی اس بات کو سن کر آپؑ خاموش ہو گئے اسی وقت اللہ تعالٰے کی طرف سے حکم ہوا

کہ اے ابراہیم علیہ السلام دعوت قبول کرو یہ سنتِ آدم علیہ السلام ہے تب آپ نے سردار سے کہا کہ دعوت مجھے منظور ہے۔ سردار بریل یہ خوشی کی خبر سن کر واپس چلا گیا۔ معززین کو اپنے گھر میں دعوت طعام دی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شادی قطورہ رضی اللہ عنہا سے کر دی۔

احوال حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب آپؑ کی عمر مبارک چالیس برس کی ہوئی اور آپ نے قوم کو دعوت الی الحق دینی شروع کی

جب آپؑ کی مقدس زندگی کا چالیسواں سال شروع ہوا۔ تو اکیلے تنہائی میں بیٹھ کر خدا کی عبادت کرنے کا شوق پیدا ہو گیا آپ اکثر اوقات غور و فکر میں پائے جاتے تھے۔ اور آپ کا بیشتر وقت مناظر قدرت کے مشاہدہ اور کائنات فطرت کے مطالعہ میں صرف ہوتا تھا دن رات خالق کائنات کی ذات و صفات کے تصور میں مستغرق اور اپنی قوم کے بگڑے ہوئے حالات کے سدھار اور اس کی تدبیروں کے سوچ و بچار میں مصروف رہنے لگے۔ وہاں کے بیشتر لوگ سورج چاند

اور آتش پرست تھے۔ کچھ لوگ ستارہ پرست اور بت پرست تھے زمانۂ جاہلیت میں رہنے کے باوجود تمام مشرکانہ رسومات اور جاہلانہ اطوار سے ہمیشہ آپ کا دامن پاک رہا۔ حالانکہ آپ کے آباؤ اجداد بھی بت پرست تھے مگر پھر بھی آپؑ نے بتوں کے سامنے سر نہ جھکایا بلکہ آپؑ بت پرستی اور شرک جیسی لعنت کی برائی بیان کرتے رہتے تھے۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمین کی مخلوقات دکھائیں جن کو دیکھنے سے تمام معارف آپ پر کھل گئے اور آپ عارف ہو گئے اور یقین کامل ہو گیا۔ تب آپ نے ایک دن کھلے میدان میں اپنے باپ اور قوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو یہ حکم دیا ہے کہ میں تم لوگوں سے کہہ دوں کہ تم ایسی چیزوں کو اپنا معبود بناتے ہو جو تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ تم زمین اور آسمانوں کے خالق کو نہیں مانتے اور اپنی تمام حاجتوں کو اپنی ہی بنائی ہوئی مورتوں کے سامنے پیش کرتے ہو۔ چاند۔ سورج ستاروں کو پوجتے ہو۔ اور اپنا خدا تصور کرتے ہو حالانکہ ایسا نہیں ہے کیوں کہ تمہارے خداؤں کی حالت ہر وقت بدلتی رہتی ہے۔ کبھی طلوع ہوتے ہیں کبھی غروب مگر حقیقی خداوند قیوم کی ذات تغیر سے پاک ہے۔ زمین و آسمان اور جملہ مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام

فرمانے لگے کہ جن پتھروں کو تم سب نے اپنا معبود بنا رکھا ہے وہ تو تمہارے خود تراشیدہ ہیں۔ اس لحاظ سے تم خود ان کے خالق ہو۔ اے لوگو عقل سے کام لو اور جس ہستی نے تم سب کو پیدا کیا ہے اُسی ہستی کے قبضہ قدرت میں تمہاری جانیں ہیں پس اُسی ہستی کی عبادت کرو۔ پتھروں کی پرستش چھوڑ دو۔ یہ کام بالکل فضول اور عبث ہے۔ پھر آپ نے جذبۂ ربوبیت سے فرمایا کہ اللہ وہ ہے جو آسمان سے بارش برساتا ہے۔ زمین سے فصلیں پیدا کرتا ہے۔ پھولوں میں رنگ بھرتا ہے۔ پھلوں میں ذائقے پیدا کرتا ہے۔ سمندر پہاڑ سب اسی نے بنائے اور اسی خالق کے تابع ہیں۔ چاند ٹھنڈی روشنی سے پھلوں میں مٹھاس پیدا کرتا ہے۔ سورج تمازت سے تمام جاندار مخلوق کی زندگیوں کو محفوظ کرتا ہے پس مان لو کہ اللہ ایک ہے۔ پھر فرمایا اے میرے ابا جان تم کو اور ان لوگوں کو بہت بڑی گمراہی میں دیکھ رہا ہوں باپ نے بیٹے کی یہ بات سن کر کہا اے میرے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کیا آپ ہمارے پاس کوئی سچی بات لے کر آئے ہیں۔ یا ہم سے مذاق اور کھیل کر رہے ہیں یا کسی اور سے یہ باتیں سن لی ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے اے میرے ابا جان یہ سب باتیں اللہ تعالےٰ کے حکم سے کہہ رہا ہوں اور اُسی نے مجھ کو سکھلائی ہیں اس کے باوجود آذر اور اس کے ساتھی اپنی گمراہی کی ضد پر اصرار کرتے

رہے۔ تب مجبوراً حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے قسم ہے اللہ تعالےٰ کی کہ میں فکر کروں گا تمہارے بتوں کی جب تم سب لوگ کہیں جاؤ گے اس کے بعد آپ اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے اور لوگ آپس میں طرح طرح کی باتیں کرتے ہوئے گھروں میں چلے گئے اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا اے میرے بیٹے آپ میرے ساتھ میلے میں چلیں اور وہ عظیم الشان میلہ ایک بہت بڑے میدان میں لگتا ہے اور ہزاروں آدمی جشن میلہ میں شریک ہوتے ہیں اور اس طرح آپ کی بہت اچھی تفریح بھی ہو جائے گی مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ مانے اور فرماتے لگے اے میرے اباجان میں بیمار ہوں لہٰذا آپ میلے میں نہ گئے۔

بیان حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب آپکے خلاف مشرک لوگوں نے بتوں کے توڑنے کی شکایت نمرود بادشاہ سے کی

تمام لوگ جب میلے میں چلے گئے۔ تو آپ گھر سے ایک کلہاڑا لائے اور بڑے بت کدہ میں داخل ہو گئے کسی بت کا سر کاٹ دیا۔

کسی بت کا ایک اور کسی بت کے دونوں کان کاٹ دیئے۔ کسی بت کا ایک بازو اور کسی بت کے دونوں بازو کاٹ دیئے۔ کسی بت کی دونوں ٹانگیں اور کسی بت کی ایک ٹانگ کاٹ دی۔ کسی بت کا ایک پاؤں اور کسی بت کے دونوں پاؤں کاٹ دیئے۔ کسی بت کا ایک ہاتھ اور کسی بت کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے۔ کسی بت کا پیٹ کاٹ دیا۔ الغرض تمام بتوں کی بری طرح سے گت بنا کر ان کی حالت اس قدر بگاڑ دی کہ وہ پہچانے نہیں جاتے تھے کہ کس دیوتا کا بت ہے۔ آخر کار کلہاڑا ایک بڑے بت کے کندھے پر رکھ کر خود واپس تشریف لے گئے اور یاد الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ لوگ جب میلے سے واپس آئے تو سیدھے اپنے بڑے بت خانے میں پہنچے اور وہاں جا کر جب انہوں نے اپنے بتوں کی بگڑی ہوئی حالت کو دیکھا تو بہت سٹ پٹائے اور واویلا کرنے لگے اور سب نے یک آواز ہو کر کہا کہ یہ حرکت سوائے اُس نوجوان کے جو کھلے میدان میں ایک دن وعظ کر رہا تھا اور کوئی نہیں کر سکتا کیونکہ اُس نے ہی یہ کہا تھا کہ بتوں کی کسی دن میں ضرور خبر لوں گا جب سب لوگ کہیں جائیں گے لہٰذا اُسی نے ہی ہمارے بتوں کو نقصان پہنچایا ہے جب ہم سب لوگ میلے میں گئے ہوئے تھے اس لئے سب لوگ مل کر بادشاہ کے پاس چلو اس واقعہ سے اُس کو آگاہ کرو پھر جو فیصلہ ہو گا دیکھیں گے مگر ہم سب اُس سے بدلہ ضرور لیں گے۔

احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام جب نمرود اور اُس کی قوم مل کر آپ کو آگ میں ڈالنے کی سزا تجویز کرتے ہیں

تب سب لوگ اکٹھے ہوکر نمرود کے دربار میں گئے اور کہنے لگے کہ جس نے ہمارے بتوں کے ساتھ ناقابل برداشت حرکت کی ہے اور بلا وجہ مار پٹائی کی ہے اس کو سخت سے سخت سزا دی جائے۔ چنانچہ نمرود نے بڑے بڑے پروہتوں اور سرداروں کو بلایا اور مشورہ کے بعد دربار منعقد کرنے کی تاریخ مقرر کردی اور تمام شہر میں منادی کرادی کہ جس شخص نے ہمارے بتوں کی حالت بگاڑی ہے اُس کو مقررہ تاریخ پر دربار شاہی میں حاضر کر کے سب کے سامنے سخت سزا دی جائے گی۔ جب دربار شاہی کی تاریخ آئی تو لوگ اپنے بادشاہ وقت کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے سب کے سب دربار شاہی میں حاضر ہوگئے۔ جب مجمع کثیر ہوگیا تو نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دربار میں آنے کی دعوت بھیجی۔ جب آپؑ تشریف فرما ہوئے تو نمرود نے سخت لہجے سے کہا کہ کیا آپ نے ہمارے معبودوں کے ساتھ ایسا کیا ہے اور ہم لوگ زیادہ ترگمان بھی آپ پر ہی کرتے ہیں کیوں کہ مجھے خبر ملی تھی کہ آپؑ نے ایک دن بڑے ہجوم میں کہا تھا کہ بتوں کی خبر ضرور لوں گا۔ اس بات پر حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے مجھ سے کیوں دریافت کرتے ہو۔

تم اپنے بڑے معبود سے کیوں نہیں پوچھتے وہ تمام ماجرا لوگوں کو
بتائے گا۔ کیوں کہ کلہاڑا اس نے اپنے کندھے پر رکھا ہوا ہے۔
ہو سکتا ہے چھوٹے معبودوں نے اس کی تابعداری میں کوئی
کوتاہی کی ہو تو تب اس نے سزا کے طور پر سب کی پٹائی کی ہو
اگر وہ نہ مانے تو مجھ کو اس کے سامنے لے چلو اگر وہ تمہارا بڑا
خدا میرے بارے میں کہے کہ میں نے چھوٹے خداؤں کی حالت
بگاڑی ہے تو پھر جو سزا تجویز ہو گی۔ مجھے منظور ہو گی۔ فوراً نمرود
بولا کہ کیا بت بھی بولتے ہیں۔ وہ تو نہ سنتے نہ حرکت کرتے ہیں۔
اور نہ دیکھتے ہیں۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے
تف ہے تم سب پر باوجود سب کچھ سمجھتے ہوئے کہ یہ بت نہ تمہارا
بھلا کر سکتے ہیں اور نہ برا کر سکتے ہیں۔ پھر بھی حق کی مخالفت کرتے
ہو۔ اور حقیقی خدا کو چھوڑ کر باطل پر اڑے ہوئے ہو۔ نمرود یہ الفاظ
سن کر سخت غصے میں آیا اور آگ بگولا ہو کر کہنے لگا کہ آپ کی اتنی
جرأت میرے بھرے دربار میں میرے سامنے معبودوں کو برا بھلا
کہہ رہے ہو اور ہم سب پر لعنت بھیجتے ہو۔ تب حضرت ابراہیم
علیہ السلام جوش ربوبیت سے فرمانے لگے کہ تم جیسے جابر بادشاہ
کے سامنے کلمہ حق کہنا جہاد سمجھتا ہوں لہٰذا مجھے کسی قسم کا کوئی
خوف نہیں ہے تمہارے خود ساختہ معبودوں کو میں نے تباہ
و برباد کیا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قتل
کرنے کے لئے ایک بڑی مضبوط چار دیواری

جہاد سے نمرود کو اس کی قوم کے سامنے بھرے دربار میں جو کچھ بحکم خدا کہا نیچے دیئے ہوئے شعر سے اس کی بخوبی عکاسی ہو جاتی ہے سہ

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام جب آپ کو زندان میں رکھا اور پھر قوم کی تجویز پر آپ کو آتش کدہ میں ڈالدیا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایسے جرأت مندانہ کلمات سے نمرود کو آگ لگ گئی اور غصہ کی حالت میں بھڑک کر حکم دیا کہ دربار برخاست کیا جائے چنانچہ حکم سنتے ہی تمام لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ بعد ازاں نمرود کے حکم سے سپاہیوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زندان میں بند کر دیا نمرود نے یہ بھی حکم دیا کہ جب تک کوئی سزا ان کے لئے مقرر نہیں ہو جاتی ان کو باہر نہ آنے دیا جائے اور نہ ہی ان کو کھانا دیا جائے اور نہ ہی پینے کے لئے پانی دیا جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام زندان میں بھی اپنے خدا کی عبادت کرتے رہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زندان میں آپ ہفات دن گزر گئے تو ایک دن نمرود خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے ہجوم میں پہنچا اور کہنے لگا کہ اب آپ کا کیا حال ہے حضرت ابراہیم

علیہ السلام اسی جوش جہاد سے فرمانے لگے کہ اے نمرود تو کیسا بادشاہ ہے دیکھتا نہیں ہے کہ میرے دو جہانوں کے بادشاہ نے مجھے زندان میں بھی بھوکا اور پیاسا نہیں رہنے دیا۔ نمرود لعین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ گفتگو سنی تو کہنے لگا کہ اب بھی وقت ہے اور اس وقت میرے اور آپ کے سوا کوئی یہاں نہیں ہے آپ اپنی غلطی کا اعتراف کر لیں تو ابھی آپ کو رہا کر دیا جائے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے مجھے تمہاری اس بات کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ یہ کہہ کر آپ پھر عبادت میں مشغول ہو گئے۔ تب نمرود حیران و پریشان ہو کر زندان سے باہر آیا اور دربار میں بیٹھ کر ایک خصوصی مجلس طلب کی تا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے کوئی سزا مقرر کی جائے۔ ارکان مجلس نے اپنی اپنی رائے پیش کر دی۔ ایک ممبر نے مشورہ دیا کہ (نعوذ باللہ) ان کو قتل کر دیا جائے۔ دوسرے ممبر نے صلاح دی کہ ان کو زندہ درگور کر دو۔ تیسرے ممبر نے کہا کہ ان کو باندھ کر کسی پہاڑ کے اوپر لے جا کر وہاں سے ان کو کھلے میدان میں پھینک دو یا ان کو گہرے سمندر میں ڈبو دو۔ چوتھے ممبر نے کہا کہ ان کو ملک سے باہر نکال دیا جائے۔ آخر کار شیطان جو انسان کی شکل میں وہاں بیٹھا ہوا تھا اس نے چیخ کر کہا کہ تم سب کی رائے مجھے پسند نہیں ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ ان کو شعلہ مارتی ہوئی آگ میں جلا دو۔ پس یہ تجویز سنتے ہی سب نے ہاں کر دی۔ اور ملعون نمرود بھی اس رائے پر بہت خوش ہوا۔ اور ارکان مجلس سے تحریر لے کر اس پر شاہی مہر لگا کر تجویز پر عمل کرنے کا حکم صادر کر دیا اور محفل برخاست کر دی۔ اس کے دوسرے ہی دن قوم نے مل کر ایک مضبوط چار دیواری

بنائی جس کی لمبائی ایک میل اور اونچائی سو گز تھی۔ نمرود نے سارے ملک میں اعلان کرایا کہ جتنے ہمارے دوست لوگ ہیں وہ لکڑیاں لاکر چار دیواری کے اندر پھینکیں۔ نمرود کا حکم پاتے ہی ہر شخص نے اپنے حوصلہ کے مطابق لکڑیاں لاکر چار دیواری کے اندر چاروں طرف جمع کر دیں پھر اسمیں آگ لگا دی تو شعلے اسکے اس قدر اونچے ہوئے کہ وہاں سے تین میل کے فاصلے پر جانور اڑتے ہوئے اس کی تپش پر جل بھن کر گرتے تھے اور آگ کی تپش سے ارد گرد کے تمام علاقوں میں لوگوں کا جینا حرام ہو گیا۔ اس منظر کو دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عقیدتمند اکٹھے ہو کر نمرود کے پاس گئے اس سے ملاقات کی اور درخواست کی کہ ان کو آگ میں نہ جلاؤ۔ یہ پیغمبر مرسل ہیں۔ حق کی راہ بتلاتے رہتے ہیں۔ ان کی دُعائیں اللہ قبول کرتا ہے۔ اس ملعون نے جواب دیا میں سب کچھ سوچ چکا ہوں مگر اپنے فیصلے کو بدل نہیں سکتا۔ نمرود کا یہ جواب سن کر سب لوگ مایوس ہو کر دربار سے نکل آئے۔ جب آتش کدہ کی طرف جارہے تھے تو ایک بزرگ اُن کو راستے میں ملے اور پوچھنے لگے کیا ماجرا ہے لوگوں نے ان کو سارا ماجرا سنایا۔

انہوں نے فرمایا آؤ میرے ساتھ۔ سب لوگ اُن کے ساتھ ہو لئے۔ وہ بزرگ ان سب کو ایک پہاڑ کی غار کے قریب لے گئے اور بتانے لگے کہ مجھے اس غار میں رہتے ہوئے سو سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔ تارک الدنیا ہوں۔ اور اللہ مجھے پال رہا ہے۔

بھوک لگتی ہے کھانا آجاتا ہے۔ پیاس لگتی ہے پانی مل جاتا ہے تن ڈھانپنے کو کپڑے مہیا ہو جاتے ہیں اور پھر فرمانے لگے اے لوگو مت گھبراؤ جس نوجوان کو نمرود آگ میں جلانا چاہتا ہے وہ خلیل اللہ ہیں یعنی اللہ کے دوست ہیں آگ اُن کو نہیں جلا سکے گی۔ بزرگ فرمانے لگے میرا نام شمعون ہے میں نے سو سالہ زندگی میں کوئی اپنے لئے دُعا نہیں مانگی۔ مجھے میرے بزرگوں نے بتایا تھا کہ تین بار میری دعا مستجاب ہو سکتی ہے۔ لہٰذا ایک دعا آج میں آپ سب کے سامنے بارگاہ خداوندی میں پیش کرتا ہوں۔ میرے ساتھ سب ہاتھ اٹھاؤ۔ تب تمام لوگوں نے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور بزرگ دعا فرمانے لگے کہ اے اللہ میری سب عبادتوں کے صلہ میں میری دعا کو قبول فرما اور اپنے محبوب پیغمبر خلیل اللہ علیہ السلام کو نمرود کی آگ سے محفوظ رکھنا۔ جونہی غیب سے آواز آئی کہ اے شمعون تمہاری ایک دعا منظور ہوئی۔ یہ آواز اتنی اونچی تھی کہ سب لوگوں نے بخوبی سن لی۔ تب سب لوگ ان بزرگوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے تسلی کے ساتھ واپس چلے گئے جب آگ جلتے ہوئے کوئی سات دن گزر گئے تو نمرود کے وزیر ہامان نے نمرود کو مشورہ دیا کہ آج رات ان کو (نعوذ باللہ) قتل کر کے کسی گڑھے میں پھینک دو۔ اس وجہ سے کہ لوگ ان کو بہت چاہتے ہیں ایسا نہ ہو کہ بروقت کوئی ہنگامہ کھڑا ہو جائے نمرود نے اس شیطان کی تجویز کو مان لیا اور سپاہیوں کو دربار میں بلایا اور حکم دیا آج رات چپکے سے زندان میں چلے جانا اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سجدہ ریز ہوں تو اسی وقت فی الفور ان کی (نعوذ باللہ) گردن اتار

کہ ان کو باہر کسی گڑھے میں پھینک دینا۔ پس وہ سپاہی رات کے وقت
زندان میں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مصروف عبادت
تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کہ تم لوگ کون ہو اور اندر میرے پاس
کیا لینے آئے ہو۔ ایک آدمی جو نمرود کا خاص حلقہ بگوش تھا وہ تو خاموش
رہا کیوں کہ وہ نیک دل تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ (نعوذ باللہ) حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو قتل کیا جائے۔ مگر ملازمت کی مجبوری کی وجہ سے اس
کو نمرود کی حکم ماننا پڑا۔ دوسرے سپاہی فوراً بولے کہ ابھی بتاتے ہیں کہ
ہم لوگ آپ کے پاس کس کام آئے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب
سجدہ ریز ہوئے تو جلدی سے ایک آدمی نے تلوار میان سے نکالی اور حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی گردن مبارک پہ مارنے لگا تو اسی لمحہ ایک خوفناک
شکل والا آدمی اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور اس سپاہی کی تلوار اس کے
ہاتھ سے چھین کر کہنے لگا کہ اب بتاؤ کہ میں تمہاری گردن اتار دوں یہ آواز
سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فوراً سجدہ سے سر مبارک اٹھایا تو
خوفناک شکل والے آدمی نے آپ کو سلام عرض کیا اور کہنے لگا کہ میں
پہاڑوں کے تمام جنوں کا سردار ہوں میرا نام پہاڑ جن ہے میں بحکم
خدا آیا ہوں یہ کہہ کر اس پہاڑ جن نے ان چاروں سپاہیوں کو جو مجلس
کے ممبر بھی تھے اپنے کندھوں پر اٹھایا دو سپاہی دائیں کندھے پہ اور دو
سپاہی بائیں کندھے پر اٹھائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام
عرض کر کے غائب ہو گیا اور ان چاروں سپاہیوں کو ایک پہاڑ پہ لے گیا۔

جس سپاہی ممبر نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) قتل کرنے کا مشورہ دیا تھا اس سپاہی کو پہاڑو جن نے قتل کر دیا۔ جس سپاہی ممبر نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو ملک سے باہر نکالنے کا مشورہ دیا تھا اس کو پہاڑو جن نے نمرود کی سلطنت سے باہر لے جا کر ایک جنگل میں چھوڑ دیا۔ جس سپاہی ممبر نے یہ مشورہ دیا تھا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو زندہ درگور کر دو۔ اس کو پہاڑو جن نے زمین میں گڑھا کھود کر اس میں زندہ دفن کر دیا جس سپاہی ممبر نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بارے میں یہ مشورہ دیا تھا کہ ان کو پہاڑ سے میدان پر گرا دیا جائے یا گہرے سمندر میں پھینک دیا جائے۔ اس کو پہاڑو جن نے قتل کر کے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ اس کے جسم کا ایک ٹکڑا پہاڑ پر پھینک دیا اور دوسرا ٹکڑا گہرے سمندر میں ڈبو دیا۔ اور پھر پہاڑو جن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضور میں وہی پہاڑو جن ہوں۔ جن لوگوں نے آپ کے خلاف مشورے دیئے تھے ان کو میں نے ان کے ناپاک ارادوں کے مطابق سزا دے دی ہے اور وہ سب بحکم خدا جہنم کا ایندھن بن چکے ہیں۔ اب اگر آپ اجازت دیں تو نمرود کو بھی اٹھا کر لے جاؤں اور دہکتی ہوئی آگ میں اسی کے آتش کدہ میں ڈال دوں۔ آپ نے فرمایا امر الٰہی کے خلاف عمل مت کرو۔ بس یہ سن کر وہ پہاڑو جن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام عرض کرنے کے بعد واپس چلا گیا پہاڑو جن کا یہ عجیب واقعہ حب حلقہ بگوش نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

تو سخت خوف زدہ ہوا اور زندان سے نکل کر سرپٹ بھاگا۔ اور نمرود کے پاس پہنچ کر سارا واقعہ اس کو بتایا۔ نمرود نے جب یہ حیران کن واقعہ حلقہ بگوش کی زبانی سنا۔ تو بہت گھبرایا اور جلدی سے اپنی خواب گاہ سے اُٹھا اور دربار میں پہنچ کر تخت پر جا بیٹھا۔ اور ہامان وزیر کو دربار میں طلب کیا۔ جب ہامان وزیر دربار میں آیا تو نمرود نے پہاڑ وجن کا سارا واقعہ بتایا۔ وزیر ہامان یہ واقعہ سن کر سخت پریشان ہوا اور کہنے لگا کہ اے بادشاہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس کوئی جادو کا علم نہ ہو۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اپنا بچاؤ کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ تاخیر کرنے میں ہم دونوں کو پہاڑ وجن اٹھا کر لے جائے۔ ہامان وزیر کی یہ بات سن کر نمرود نے حکم دیا کہ صبح ہوتے ہی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو باقاعدہ طور پر آتش کدہ میں ڈال دیا جائے۔

صبح ہوتے ہی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو آتش کدہ کے پاس لے گئے۔ ہزاروں لوگ اس عجیب منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے لئے آتشکدہ کے اردگرد موجود تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکنے کے لئے منجنیق میں بٹھا دیا تو نمرود اور اس کا وزیر ہامان دونوں وہاں موجود تھے۔ نمرود کے حکم سے اس کے وزیر ہامان نے تمام لوگوں کے سامنے وہ حکم نامہ پڑھا جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلاف قوم نے بتوں کو توڑنے کی شکایت کی تھی اور ارکان مجلس نے جو سزا کے لئے تجویزیں پیش کی تھیں۔ نمرود نے آخری فیصلہ دے کر شاہی مہر ثبت کر کے اپنے دستخط

کر دیئے تھے۔ اس حکم نامہ کے اختتام پر نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا کہ اب وقت ہے کہ معذرت کر لیں اور وہ کلمات جو میرے سامنے میری قوم اور ہمارے معبودوں کے خلاف کہے تھے ان تمام تماشائیوں کے سامنے واپس لے لیں۔ اور اس بھڑکتی ہوئی آگ سے اپنے آپ کو بچا لیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے اے نمرود میرا ایک مہربان دوست ہے وہ مجھے اس وقت دیکھ رہا ہے اور میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ میرے مہربان دوست کی مجھ پر اتنی عنایات ہیں کہ میں گن نہیں سکتا اور نہ بھول سکتا ہوں۔ میں دوستی کی لاج رکھنا چاہتا ہوں۔ میں اس دہکتی ہوئی آگ سے ہرگز خوف زدہ نہیں ہوں۔ بلکہ اس میں کود جانے کے لئے بیقرار ہوں، اس لئے تم مجھ سے معذرت کی توقع مت کرو۔ نمرود نے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ باتیں سنیں تو کہنے لگا آپ اپنے دوست سے کہیں کہ آپ کو اس آگ سے بچا لے۔ اور یہ بھی بتائیں کہ آپ کا دوست کہاں اور اس کا نام کیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے تو بھی بادشاہ ہے اور میرا مہربان دوست بھی بادشاہ ہے فرق صرف اتنا ہے کہ تیری بادشاہی چند دنوں کی ہے اور تو خود بھی مہمان ہے۔ مگر میرے دوست کی بادشاہی ازل سے ابد تک رہے گی۔ اور وہ خود بھی ہمیشہ قائم رہے گا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کہ میرے مہربان دوست کا نام ہے اللہ جو زمین و آسمان کا مالک ہے اور جس نے مجھے تمہارے باطل عقائد کو توڑنے کے لئے پالا ہے۔ میرا مہربان دوست اللہ جس نے تمہارے نجومیوں اور منجموں کے علم کو ماؤف کر دیا تھا اور

تمہارے دشمن کا اپنے علم سے سراغ نہ لگا سکے اور اے نمرود تو نے بے گناہ بچوں کو قتل کرایا مگر اپنے دشمن کو قتل نہ کرا سکا۔ اور اب تو اپنے جرم کی سزا کے لئے تیار رہ۔ اور دیکھ میرا مہربان دوست اللہ میرے ہر حال سے آگاہ ہے۔ اور مجھ کو تمہارے آتش کدہ سے محفوظ باہر نکالے گا۔ مگر اے نمرود تو کیسا بادشاہ ہے کہ میرے ساتھ اتنی طویل گفتگو کے باوجود تو میرے دل کی کیفیت کو نہ پا سکا۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو کچھ فرمایا اس شعر کے متن میں پنہاں ہے۔

خدا نے تجھ کو عطا کی ہے خواجگی کہ تمہیں
خبر نہیں روشِ بندہ پروری کیا ہے

لوگوں نے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان مبارک سے ایسے پیارے کلمات سنے تو ہر طرف سے مرحبا مرحبا۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر کی صدائیں فضا میں گونجنے لگیں۔ نمرود ملعون شرمندگی کے مارے زمین میں گڑا جا رہا تھا۔ اس نے حکم دیا کہ جلدی سے منجنیق کو ہلا دے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینک دو۔ جب سپاہی نمرود کے حکم کی تعمیل کرنے لگا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام تماشائی لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے ؎

عقل کہتی ہے مجھے مان لے نمرود کی بات
عشق کہتا ہے مجھے پیمانہ کو بدنام نہ کر

اس کے بعد نمرود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ؎

جذبۂ عشق حقیقی ہے سلامت میرا — کب جلائیگی تیری آگ مجھے اے نمرود

بس اس کے بعد آپ نے بلند آواز سے ھٰذَا رَبِّیْ ھٰذَا اَکْبَر کہہ کر شعلہ مارتی ہوئی آگ میں چھلانگ ماردی - اس موقع کی نسبت سے یہ شعر موزوں ہے ؎

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل تھی محو تماشائے لب بام ابھی

بیان حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب آپ امرِ الٰہی سے محفوظ ہو کر آتش کدہ نمرود سے باہر تشریف فرما ہوئے اور ملک شام کی طرف چل دیئے

فرشتے آسمان کے یہ منظر دیکھ کر سجدے میں گر پڑے - اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ سب آسمانوں کے دروازے کھول دو - تاکہ ملائیکہ، فرشتے - حوریں اور دیگر تمام سماوی مخلوق خلیل اللہ کے عشق کی انتہا کو دیکھیں - تب یہ نظارہ سب نے دیکھا -

جبرائیل فرشتہ بمع دیگر فرشتوں کے بحکم خدا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے - اور عرض کرنے لگے اے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اگر آپ چاہتے ہیں تو میں ایک پر آگ پہ ماردوں اور آگ کو سمندر میں ڈالدوں - مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے میں اسی میں خوش ہوں جس میں میرا رب خوش ہے - جبرائیل پوچھنے لگے آپ کا کیا مطلب ہے - حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام فرماتے لگے کوئی حاجت میری ہے تو اس رب العالمین

سے تم سے نہیں۔ جبرائیل مع فرشتوں کے آسمانوں پر چلے گئے۔ کئی دن گزر گئے آگ جلتی رہی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واسطے جبرائیل فرشتہ ایک تخت بہشت سے لایا اور ایک حلہ اعلیٰ قسم کا لاکر پہنا دیا اور اسی تخت پر ان کو بٹھا دیا۔ اور جبرائیل پھر آسمانوں کی طرف اڑ گئے۔ ایک دن نمرود پالکی پر بیٹھ کر آتش کدہ کی طرف آیا اور دیکھ کر متعجب ہوا کہ آگ بھڑک رہی ہے اور شعلے آسمان سے باتیں کر رہے ہیں لیکن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی اس آگ سے آواز آ رہی تھی جب اس ملعون نے قریب ہو کر سنا تو آواز تھی اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

نمرود حیران ہوا اور اس نے جا کر اپنے وزیر ہامان کو یہ واقعہ بتلایا۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں میں نے بھی بلند مینار پر چڑھ کر یہ آواز سنی ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ وہ نیک مرد ہے۔ نمرود کی بیٹی بھی بالاخانہ پر چڑھ کر آتش کدہ کا نظارہ دیکھ رہی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے اس کو ہدایت دے رکھی تھی۔ اس کے دل میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ اسلام کا بہت احترام تھا مگر نمرود کے خوف سے ظاہر نہیں کرتی تھی۔ اس وقت نمرود آیا اور اس نے اپنی بیٹی سے کہا کہ اترو بالاخانہ سے تم کیا دیکھ رہی ہو۔ اتنے دن گزر چکے ہیں وہ آگ میں جل کر خاک ہو گئے ہوں گے۔ اس کی بیٹی نے فوراً جواب دیا نہیں وہ زندہ ہیں میں نے ان کو ایک تخت پر بیٹھے دیکھا ہے۔ نمرود نے ڈانٹ کر کہا کہ چلو اندر جاؤ۔ تب اس کی بیٹی روتی ہوئی چلی گئی۔ آگ جلتے ہوئے جب چالیس دن گزرے تو فرشتہ جبرائیل دوبارہ اللہ

کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوا اور عرض کی کہ اے خداوند قدوس حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی برکت وعظمت سے کلیم اللہ ہوں گے انہی کی پشت سے ذبیح اللہ اور محمدؐ رسول اللہ ہوں گے۔ آتش کدہ نمرود کو جنت کی مانند بنایا جائے تاکہ خلیل اللہ علیہ السلام کو کوئی گزند نہ پہنچے اور قیامت تک لوگ اس واقعہ کو یاد کرتے رہیں۔ تب رحمت خداوندی جوش میں آئی۔ اور اسی وقت اللہ کی طرف سے ندا آئی۔ جس کو بڑی عقیدت اور خلوص سے اشعار میں تحریر کیا ہے۔

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي اللہ نے فرمایا
بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبراھیم کا پیغام پہنچایا
پھر اپنی کریمی سے باران رحمت برسایا
اک لمحہ میں پھر آتش نمرود بجھایا
پھر اپنی رحیمی سے وہاں چشمہ چلایا
ان خشک درختوں کو ہرا کر کے دکھایا
پھر شان ربوبیت سے پھل ان کو لگایا
موتیا چنبیلی و نرگس سنبل وریحان اور گلاب کھلایا
اللہ نے پل بھر میں آتشکدہ نمرود کو گلستان بنایا
اس باغ میں اک تخت خلیلی تھا سجایا
زریں تاج رکھا سر پہ اور جوڑا پہنایا

پھر فرشتوں نے مل کر اللہ اکبر کا اک نعرہ لگایا
سب نے کہا کیا خوب ہے کس انداز سے یار نے یار کو بٹھایا

(اصغر کاظمی)

الغرض اللہ تعالےٰ کے اس حکم کے ساتھ ہی آتش کدہ جنت نما بن گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑی شان سے تخت پر بیٹھے ہوئے نظر آتے تھے قدرت کے اس کرشمہ کو اور عظمتِ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو کہ کس شان سے تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ لوگ ہجوم در ہجوم دیکھنے کے لئے آگئے۔ لوگ دیکھ دیکھ کر حیران ہوئے کہ آپ کے جسم اقدس کو آنچ تک نہ آئی تھی جبہ اور لباس مبارک میں لہک مہک تھی۔ کہ سارا میدان خوشبو سے بس گیا سب سے پہلے نمرود کی بیٹی آپ کے قدموں میں گری اور کلمہ پڑھ کر مومنہ ہوگئی۔ وہ کہنے لگی میں اپنے باپ کو بھی اس کلمہ کی دعوت دوں گی۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام فرمانے لگے۔ بہت بہتر ہے وہ اپنے باپ کے پاس جاکر بولی کہ کیوں حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے خدا پر ایمان نہیں لاتے ہو۔ میں تو ان کے دین سے مشرف ہوچکی ہوں اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا خدا برحق ہے اور تمہارا خدا باطل ہے۔ تب اس کے باپ نے اس کو مارنا چاہا اچانک زبردست اندھیری چلنے لگی۔ سیاہ بادل ملک پر چھا گئے آسمان سے بجلی کی کڑک سے کئی لوگ مر گئے۔ تمام ملک میں مانند رات کے اندھیرا چھا گیا۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔ اندھیری

کیا تھی قدرت کی طرف سے ایک طوفان تھا۔ جس نے لوگوں کے دلوں کو ہلا دیا۔ نمرود کے پورے شہر میں طوفانِ الٰہی نے ایک عجیب منظر پیش کر دیا۔ نمرود کے محل کے چاروں طرف خاک اڑتی ہوئی نظر آتی تھی تین گھنٹے لوگ اس پریشانی میں گرفتار رہے۔ جب عذاب ختم ہوا تو بے شمار لوگ جنہوں نے دین ابراہیمی کی مخالفت کی تھی مرے پڑے تھے۔ نمرود کو جب ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ محل کے اندر اس کی لڑکی رملہ نہیں ہے۔ جلدی سے وزیر ہامان کو بلایا اور حکم دیا کہ میری لڑکی رملہ کی تلاش کرو۔ تمام شہر میں تلاش کیا کہیں اس کا پتہ نہ چلا۔ روایت ہے کہ رملہ کو اندھیری نے شاہی محل کے اندر سے اٹھایا اور اس کو ایک پہاڑ کی غار میں جا کر رکھ دیا۔ اسی دن سے وہ عبادت میں مشغول ہو گئی۔ نمرود رملہ کے غم میں ہر وقت پریشان رہتا تھا اس نے اپنے منجم اور نجومی دربار میں طلب کئے اور ان سے کہا کہ اپنے علم کی رُو سے رملہ کا پتہ کرو کہ وہ اس وقت کہاں ہے تب منجم اور نجومی کچھ دیر سوچنے کے بعد کہنے لگے اے بادشاہ تمہاری بیٹی رملہ ایک پہاڑ کی غار میں ہے زندہ سلامت ہے ہر وقت عبادت کرتی رہتی ہے۔ اور اس کو تم وہاں سے لا نہیں سکتے کیوں کہ کوہ قاف پر جنوں اور پریوں کا قبضہ ہے یہ سن کر نمرود بیچارہ خاموش ہو گیا۔ اور موت تک اپنی شہزادی رملہ کو نہ دیکھ سکا۔ جب طوفان الٰہی ختم ہوا تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

آتش کدہ نمرود سے بڑی شان و شوکت کے ساتھ باہر تشریف لائے۔ شام کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا۔ تو آپ نے چلنے سے پہلے اپنے پیروکاروں، عقیدت مندوں کے ساتھ کھڑے ہو کر آپ نے دعا فرمائی۔

اے میرے پروردگار شکر گزار ہوں کہ نارِ نمرود سے محفوظ فرمایا اے خداوند قدوس مجھ کو حکمت عطا فرما اور مراتب قرب میں مجھ کو اعلےٰ درجہ کے نیک لوگوں کے ساتھ شامل کر اور میرا ذکر آئندہ آنے والوں میں جاری رکھ۔ قیامت کے دن نجات کے لئے نہ مال کام آوے نہ اولاد۔ مگر ہاں اُس کی نجات ہو گی جو اللہ کے پاس کفر و شرک سے پاک دل لے کر جائے گا اور اے اللہ جنہوں نے تمہارے دین کو قبول کیا ہے ان کو اجر عظیم عطا فرما اور اُن کو توفیق دے کہ ہمیشہ صراطِ مستقیم پر رہیں۔ میرے والدین کو ایمان کی توفیق عطا فرما کہ وہ گمراہ لوگوں میں ہیں۔

پھر آپ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا آمین۔ دعا میں شامل لوگوں نے بھی کہا آمین۔ تب آپ نے اپنے چہرہ مبارک پر اپنے دست مبارک پھیرے اور سب سے رخصت لے کر پھر ملک شام کی طرف چل دیئے۔

بیان حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب سائرہ رضی اللہ عنہا اور حاجرہ رضی اللہ عنہا آپ کی زوجیت میں آگئیں

راستے میں ایک شہر آیا وہاں آپ نے قیام کیا۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ سینکڑوں آدمی نفیس لباس پہن کر ایک عظیم الشان میدان کی طرف جا رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دیکھ کر وہاں کے لوگوں سے دریافت کیا کہ تم لوگ سب کے سب نفیس لباس پہن کر کہاں جا رہے ہو انہوں نے بتایا کہ اس شہر کی شہزادی اپنی پسند کی شادی کرنا چاہتی ہے اور اس کا طریقہ عمل یہ ہے کہ جب سب لوگ میدان میں جمع ہو جاتے ہیں تو وہ شہزادی خود نکل کر دیکھتی ہے لیکن پسند کسی کو نہیں کرتی۔ اور اس طرح سے آج تقریباً سات دن ہو رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ بات جب سنی تو انہی لوگوں کے ساتھ ہو لئے اور اس میدان کے ایک گوشہ میں ایک سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ گئے تھوڑی ہی دیر میں بہت سے لوگ اس میدان میں جمع ہو گئے۔ تب وہ شہزادی تاج زریں سر پہ رکھ کر اور نقاب چہرے

پرڈال کر اور ایک جواہرات سے جڑا ہوا ہار ہاتھ میں لے کر میدان میں جا کر ایک سرے سے سب کو دیکھنے لگی مگر کوئی آدمی اس کو پسند نہ آیا۔ جب واپس جانے لگی تو اس کی خادمہ نے کہا کہ اے شہزادی ایک اجنبی شخص اس میدان کے گوشہ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا ہے اس کو بھی جا کر دیکھ لو۔ تب شہزادی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قریب آئی۔ اور آپ کے چہرہ اقدس پر نگاہ پڑی تو پیشانی پر نور اور سر پر نورانی تاج چمکتا ہوا نظر آیا اور اچانک شہزادی کے کانوں میں ایک غیبی آواز آئی کہ یہ خلیل اللہ ہیں ان کی پیشانی پر چمکتا ہوا نور محمدی نور ہے۔ ڈال دو ان کی جھولی میں ہار تم خوش بخت شہزادی ہو اس غیبی آواز سے شہزادی پہ ایک عجیب وجدانی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ اور فوراً اس نے ہار آپ کی جھولی میں ڈال دیا اور خود اس خادمہ کے ساتھ محل میں واپس چلی گئی اس کے بعد بادشاہ کے خدمت گار لوگ آگے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کرنے لگے کہ ہمارے بادشاہ نے آپ کو دربار میں بلایا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کون بادشاہ جاؤ اس سے کہو کہ مجھے اس سے کوئی حاجت نہیں ہے۔ میں اپنے بادشاہ کی زمین پر اسی کے درخت کے نیچے بیٹھا ہوا ہوں۔ ان حلقہ بگوشوں نے جا کر

بادشاہ کو اسی طرح بتایا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا۔ بادشاہ یہ سن کر کہنے لگا کہ شاید کوئی نیک مرد ہوگا چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ لہٰذا بادشاہ حلقہ بگوشوں کے ہمراہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کرنے کے بعد کہنے لگا کہ آپ جانتے ہیں میں وقت کا حاکم ہوں سب مخلوق میرے تابع فرمان ہے۔ خادم ہر وقت دست بستہ میرے دربار میں میرے سامنے کھڑے رہتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے میں بھی جب اپنے بادشاہ کے سامنے پیش ہوتا ہوں تو تمہارے خادموں کی طرح دست بستہ کھڑا رہتا ہوں۔ اور صرف کھڑا ہی نہیں رہتا بلکہ اپنی جسمانی حالت بدل بدل کر حاضری دیتا ہوں۔ کبھی سر جھکا کر اور کبھی سجدہ ریز ہو کر۔ تب بادشاہ نے حیران ہو کر پوچھا کہ وہ بادشاہ کہاں ہے اور کون ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کہ وہ بادشاہ ہر جگہ موجود ہے دونوں جہانوں کا مالک ہے اور سب مخلوق کا پیدا کرنے والا اور رکھوالا ہے۔ ہمیشہ اس کی بادشاہی رہے گی اور خود بھی قائم رہے گا۔ مگر اے بادشاہ سن لے نہ تو رہے گا اور نہ تمہاری بادشاہی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جذبات صادقہ کی ترجمانی کے لئے یہ شعر خوب ہے ؎

نگاہِ فقر میں شانِ شہنشاہی کیا ہے
خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے

بادشاہ نے حضرت ابراہیم کی زبانِ مبارک سے یہ کلمات سن کر عرض کی کہ ہیں آپ سے معذرت چاہتا ہوں مجھے معاف فرما دیں اور میرے ساتھ میرے مہمان بن کر شاہی مہمان خانے میں تشریف لے چلیں حضرت ابراہیم علیہ اسلام بادشاہ کے ساتھ شاہی مہمان خانے میں تشریف لے گئے۔ بادشاہ نے شہزادی کو بھی وہیں بلایا اور جب اس کی طرف نگاہ کی تو کہا اے شہزادی تو نے ایک نیک شوہر پایا مگر غریب ہے۔ شہزادی جس کا نام سائرہ رضی اللہ عنہا تھا نے بادشاہ کو کہا کہ اے اباجان دولت کسی کے پاس ہمیشہ نہیں رہتی آنے جانے والی چیز ہے۔ اللہ جب چاہے گا ان کو مالدار کر دے گا۔ یہ بزرگ درویش فقیر ہیں مجھے ان کی فقیری قبول ہے۔ یہ خلیل اللہ ہیں میں نے ان کے سر پر نورانی تاج چمکتا ہوا دیکھا اور پیشانی پر نور محمدی چمکتا ہوا پایا اور غیبی آواز سے میں نے انکے گلے میں ہار ڈال دیا۔ بس میرے شوہر یہی ہیں۔ بادشاہ نے سب امراء کو دعوت دی اور شاہانہ رسومات سے سائرہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کر دی۔ شہر میں خوشی منائی گئی۔ رات کو پورے شہر میں چراغاں ہوئی۔ شادی کے

چند دن بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک شام کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ سائرہ رضی اللہ عنہا عرض کرنے لگی کہ آپ کے بعد میری زندگی محال ہے۔ مجھے بھی ساتھ لے چلیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کہ تمہارا باپ شاید تم کو میرے ساتھ جانے کی اجازت نہ دے۔ سائرہ رضی اللہ عنہا بولیں کہ میرے باپ کی قدر آپ کے وجود کے سامنے میرے نزدیک کچھ بھی نہیں ہے۔ اگرچہ وہ باپ ہے مگر آپ میرے خاوند ہیں آپ کے حقوق مجھ پر زیادہ ہیں لہذا میں آپ کے ساتھ چلوں گی کیوں کہ آپ کے بغیر میری زندگی محال اور وبال ہے۔ پھر سائرہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ سے رخصت مانگی اس نے اجازت دے دی۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام سائرہ رضی اللہ کو ساتھ لے کر جانے لگے تو بادشاہ یعنی سائرہ رضی اللہ عنہا کا باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کرنے لگا کہ جتنا ساز و سامان میں نے دیا ہے وہ اپنی بیٹی سائرہ رضی اللہ عنہا کو دیا ہے۔ یہ تو اس کا جہیز ہے مگر آپ کو میں نے کچھ نہیں دیا ہے اور نہ ہی آپ نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے۔ میرے خزانے میں زر و جواہرات کے انبار لگے ہیں آپ کا سفر لمبا ہے جتنے چاہیں خزانہ سے زر و جواہرات اپنے ساتھ لے جائیں۔ آپ کے پاس اس وقت کوئی زر نہیں ہے۔

یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے میں ہمیشہ اللہ تعالےٰ کے خزانے سے خرچ کرتا ہوں اور جب چاہتا ہوں جتنا چاہتا ہوں خرچ کر لیتا ہوں کیوں کہ الٰہی فقیر اللہ تعالےٰ کے خزانچی ہوتے ہیں وہ دوسرے لوگوں سے لیتے نہیں بلکہ بانٹتے ہیں۔ یہ باتیں سن کر بادشاہ بہت شرمندہ ہوا۔ حضرت سائرہ رضی اللہ عنہا قریب بیٹھی سن رہی تھی اس نے اپنے باپ بادشاہ سے کہا کہ مرد مومن ہمیشہ رضا الٰہی پر راضی رہتا ہے۔ اور دنیا دار ہمیشہ تمہاری طرح ہر وقت مال و دولت کی دھن میں لگا رہتا ہے۔ شعر میں اس طرح بیان کیا گیا ہے ؎

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے

مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

اس کے بعد پھر سائرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مرد مومن کا زوال یہ نہیں کہ اس کے پاس خزانہ نہیں ہے۔ بلکہ کوئی اور سبب ہوتا ہے۔ مزید جو کچھ کہا یہ اشعار یقیناً ان الفاظ کی طرف توجہ مبذول کرائیں گے ؎

اگرچہ زر بھی جہاں میں ہے قاضی الحاجات
جو فقر سے ہے میسر تونگری سے نہیں
سبب کچھ اور ہے جس کو تو خود سمجھتا ہے
زوال بندہ مومن کا بے زری سے نہیں

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے کر شہر سے نکلے اور اللہ تعالیٰ کا حکم بھی یہی تھا۔ راستے میں کچھ لوگوں نے کہا کہ اے حضرت ابراہیم علیہ السلام مصر کا بادشاہ بڑا ظالم ہے اور اس نے آدمی متعین کر رکھے ہیں جو کوئی مال و اسباب کے ساتھ وہاں سے گزرتا ہے وہ اس سے اس مال کا محصول وصول کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی سوداگر اپنی عورت کو ساتھ لے جاتا ہے تو اس عورت کو اس سے چھین لیتے ہیں اور بادشاہ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اگر عورت اس کو پسند آ جائے تو وہ اس کو اپنے پاس رکھتا ہے اور پھر جانے نہیں دیتا کیوں کہ وہ عورتوں کی خواہش بہت رکھتا ہے بالخصوص عروسِ نو کا بہت شائق ہے۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم نے ایک صندوق بنوایا۔ سارہ رضی اللہ عنہا کو اس میں چھپا کر قفل لگا دیا اور صندوق کو اونٹ پر کسوا دیا۔ جب شہر میں جا پہنچے تو محصول والے آ کر صندوق کھولنے لگے تاکہ اس کی جنس کے مطابق محصول لیویں حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے صندوق مت کھولو اس کا محصول جو ہو گا میں دوں گا اور اگر تم چاہو تو اس صندوق کے وزن کے مطابق محصول لے لو۔ مگر وہ بادشاہ کے اہل کار نہ مانے اور

صندوق کھول دیا۔ تو دیکھتے ہیں کہ اس میں زرق برق لباس پہنے
ایک خوبصورت جوان عورت بیٹھی ہے۔ اس کو بادشاہ کے پاس
لے گئے۔ بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شاہی مہمان
خانے میں بھجوا دیا۔ اور حکم دیا کہ ان کی خوب خدمت کرو۔ بعد
میں سائرہ رضی اللہ عنہا کو اس نے اپنی خواب گاہ میں بھجوا
دیا۔ اور ایک خدمت گار عورت کو حکم دیا کہ وہ سائرہ رضی اللہ
عنہا کی خدمت میں رہے جب رات ہوئی تو بادشاہ اپنی خوابگاہ
میں گیا اور سائرہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ جب
اس نے دست درازی کا ارادہ کیا تو اس وقت اس کا ہاتھ شل
اور خشک ہو گیا۔ فوراً بولا اے عورت تو جادوگر ہے۔ سائرہ
رضی اللہ عنہا نے اس ملعون سے کہا اے بدبخت میں جادوگر نہیں
ہوں۔ لیکن خداوند قدوس کا میرا خاوند دوست ہے۔ جو سب
کی نگہبانی کرنے والا ہے۔ اور میرا خاوند بارگاہ خداوندی میں
دعا کرتا ہے تاکہ تو مجھے بے عزت نہ کر سکے۔ یہ سن کر اس نے
توبہ کی اور سائرہ رضی اللہ عنہا سے معافی مانگی تو فی الفور اس
کا ہاتھ درست ہو گیا۔ پھر دوسری مرتبہ جب اس نے سائرہ
رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھا تو اس کی نگاہ بد بدلی تو اسی وقت اندھا

ہوگیا۔ تب اس ملعون نے کہا اے بی بی صاحبہ میرے حال پر رحم کرو
تم نیک مرد کی بیوی ہو۔ جب سائرہ رضی اللہ عنہا نے دعا فرمائی تو
اسی وقت اُس کی آنکھیں درست ہوگئیں۔ جب تیسری دفعہ اس
ظالم نے سائرہ رضی اللہ عنہا کی طرف ناپاک ارادوں سے ہاتھ بڑھائے
تو اللہ کے حکم سے وہ اپنے زانو تک زمین میں دھنس گیا۔ اونچی اونچی رونے
لگا اور سائرہ رضی اللہ عنہا سے کہنے لگا کہ اس دفعہ مجھے معاف کردو
تو میں اس کام سے ہمیشہ کے لئے توبہ کرتا ہوں۔ پھر کہنے لگا۔ اے بی بی
پاک دامن میرے واسطے اپنے خدا سے دعا کرو۔ سائرہ رضی اللہ بولیں
اے بدبخت یہ دعا میری نہیں ہے بلکہ میرے شوہر جو میرے ساتھ ہیں
اُن کی دعا ہے اور وہ خداوند کریم کے دوست ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو تمہیں
معاف کریں یا نہ کریں۔ تب بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلانے
کے لئے پیغام بھیجا۔ تو آپ وہاں تشریف لے گئے۔ دوبارہ بادشاہ بولا۔
اے ابراہیم علیہ السلام مجھے معاف کیجئے۔ میں نے آپ پر بڑا ظلم کیا ہے
اور میں توبہ کرتا ہوں۔ پھر اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔
عرض کرنے لگا کہ اب آپ میرے لئے دعا فرمائیں تاکہ زمین مجھے چھوڑ دے
حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے۔ جس کا مفہوم اس شعر سے .
عیاں ہے ؎

خرد نے کہہ بھی دیا لا اِلٰہ تو کیا حاصل
دل ونگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

تب حضرت ابراہیم علیہ السلام پوچھنے لگے کہ اب بتا تو نے توبہ کیسی کی ہے۔ اس بادشاہ نے کہا صدق دل سے کلمہ پڑھا ہے اور توبہ کی ہے اور آپ کی زوجہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو اپنی بیٹی سمجھوں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے اے بادشاہ یہ میرے حکم سے نہیں ہے یہ سب کچھ خداوند قدوس کے حکم سے ہوتا ہے جو اس جہاں کا مالک ہے۔ دیکھو اس کی مرضی کیا ہوتی ہے۔ میں کون ہوں معاف کرنے والا۔ اگر تو نے واقعی سچے دل سے توبہ کی ہے تو ضرور تم کو اللہ تعالےٰ معاف کریں گے اور زمین سے چھڑائیں گے کیوں کہ زمین آسمان کا مالک وہ ہے اسی وقت فرشتہ جبرائیل حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ خدا نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کو معاف کردو تب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بادشاہ کے حال پر دعا کی اور ان کی دعا کی برکت سے زمین نے اس کو رہا کردیا اور بادشاہ مکمل صحت یاب ہوگیا۔ بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کی کہ میرے پاس ایک خادمہ ہے آپ اس کو اپنی خدمت میں لے جائیے کہ جس وقت میں اس سے برا قصد کرتا ہوں میرا دل پھرنے لگتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کہ اس

خادمہ کا نام کیا ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ میں نے اس کو ساربانوں کے ایک قبیلہ سے خریدا تھا۔ اس کے نام کا مجھے علم نہیں ہے۔ قبیلہ والے بھی اس کو خادمہ کے نام سے پکارتے تھے۔ آپ خود اس سے اس کا نام دریافت کر لیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت سائرہ رضی اللہ عنہا سے فرمانے لگے کہ اس خادمہ سے اس کا نام پوچھو۔ تب حضرت سائرہ رضی اللہ عنہا نے اس خادمہ سے اس کا نام پوچھا تو خادمہ رونے لگی کہ کیا بتاؤں مجھے اپنا نام تو کیا کچھ بھی یاد نہیں ہے۔ تم مجھ کو اپنی خدمت میں لے جا رہے ہو نام بھی خود ہی رکھ لو۔ حضرت سائرہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسی طرح بتا دیا۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کا نام اس کی پارسائی اور پاکدامنی کی وجہ سے ہاجرہ رکھ دیا۔ پھر بادشاہ نے اس کا نکاح حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کر دیا۔ کچھ دن اس بادشاہ کے پاس ٹھہرنے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت سائرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا دونوں کو اپنے ہمراہ لے کر کنعان کی طرف چل دیئے۔

بیان حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب آپ بحکم خدا فلسطین سے واپس نمرود کے شہر میں آئے اور نمرود کو دعوت حق دی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کنعان سے ہوتے ہوئے بیت المقدس میں پہنچے جس کو اب فلسطین بھی کہتے ہیں تو وہیں قیام کیا۔ چند دن گزرے بذریعہ وحی آپ کو اللہ کا حکم ہوا کہ نمرود کے پاس جاؤ اور اس کو تمام قوم سمیت میری طرف بلانے کی دعوت دو۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شہر بابل میں جا کر نمرود بادشاہ سے کہا کہ اے نمرود دین اسلام قبول کر لو۔ ورنہ تمہاری ہلاکت ہونے والی ہے۔ نمرود کہنے لگا کہ منجم تو کہتے تھے کہ میرا دشمن قتل کر دیا گیا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام مسکرا کر فرمانے لگے کہ تمہیں اس وقت بھی پتہ نہ چلا کہ جب میں نے تمہارے خود ساختہ خداؤں کو تباہ و برباد کیا تھا اور تم نے مجھے چالیس دن آتش کدہ میں رکھا اور میرے حقیقی خدا نے مجھے آگ سے بچا کر باہر نکالا۔ نمرود کہنے لگا کہ آپ مجھے قتل کر کے اپنا بدلہ لینا چاہتے ہیں یا میری سلطنت اور دولت پر قبضہ کرنے کا ارادہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کہ اے نمرود مجھے

تمہاری سلطنت اور دولت سے کوئی غرض نہیں۔ تمام دنیاوی ناجائز خواہشوں سے میرے اللہ نے مجھے پاک کر دیا ہوا ہے۔ میں تو صرف تمہارے فائدہ کے لئے کہہ رہا ہوں کہ اب بھی وقت ہے دین اسلام قبول کر لو۔ اللہ تمہیں معاف کر دے گا۔ کیوں کہ تم نے اپنی سلطنت کے لئے بے گناہ معصوم بچوں کو قتل کرایا تھا۔ تب نمرود جھٹ بول اٹھا کہ آپ کے خدا سے مجھے کچھ حاجت نہیں ہے اور اب یہ بھی دیکھنا کہ آسمان کی مملکت بھی آپ کے خدا سے چھین لوں گا۔ اس کے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کہ تو آسمان پر کس طرح جائے گا۔ وہ بولا آسمان پر جانے کی مجھے ضرورت نہیں اگر آپ کا خدا آسمان کا مالک ہے تو میں زمین کا مالک اور بادشاہ زمین پر سے ہی ایسا تیر چلاؤں گا کہ آپ کے خدا کو "نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد" ہلاک کر دوں گا۔ تب اس نے آسمان کی طرف تیر چھوڑا۔ اس وقت جناب باری تعالےٰ سے جبرائیل کو حکم ہوا کہ نمرود کے تیر کو مچھلی کی پشت پر لگا دو اور نمرود کی طرف پھینک دو تاکہ میرا دشمن بھی میری بارگاہ سے محروم یا مایوس نہ لوٹے۔ تب جبرائیل نے اللہ کے حکم سے نمرود کے تیر کو مچھلی کے خون سے آلودہ کر کے نمرود کی طرف ڈال دیا جب نمرود نے اپنے تیر کو خون آلودہ دیکھا تو بہت خوش ہوا اور کہنے لگا اے ابراہیم علیہ السلام دیکھو آپ کے خدا کو میں نے مار ڈالا ہے "نعوذ باللہ

نقل کفر کفر نہ باشد" میرے تیر میں جو خون لگا ہوا ہے یہ اسی کا نشان ہے اب آپ کے خدا کا مجھے کوئی ڈر نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے میرے خدا کو کوئی نہیں مار سکتا۔ وہ ہمیشہ قائم رہے گا۔ وہ قادرِ مطلق ہے۔ نمرود کہنے لگا کہ مجھے اب کوئی ڈر نہیں ہے۔ جائیں اپنے خدا سے کہیں کہ وہ کوئی لشکر آسمان سے اتارے جو مجھے اور میری فوج کو ہلاک کر دے۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے۔ کہ ایسا ہونے میں کوئی تعجب ہے۔ اگر میرا اللہ مجھ کو تمہاری شعلہ مارتی ہوئی آگ سے محفوظ باہر نکال سکتا ہے۔ تو آسمان سے یقیناً فوج بھی اتار سکتا ہے۔ اے نمرود تو پتھروں کے بنے ہوئے بتوں کو اپنا معبود نہ بنا یہ کفر ہے۔ نمرود نے کہا ہماری تو امیدیں ان پتھر کی مورتیوں سے وابستہ ہیں تب آپ نے جو کچھ نمرود کو اس وقت فرمایا اس کا مفہوم شعر ادا کرتا ہے ؎

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے ناامیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

نمرود یہ سن کر بولا کہ اے حضرت ابراہیم علیہ السلام کیا صرف میں اکیلا بت پرستی نہیں کرتا۔ بلکہ سارا جہان انہی کو معبود سمجھ کر پرستش کر رہا ہے۔ کوئی بھی ایسا آدمی نہیں ہے جو مخالفت کرے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کہ باطل کے خلاف حق کا کلمہ کہنا انتہائی

مشکل ہوتا ہے۔ بس جس کو اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے۔ پھر آپ نے جو کچھ فرمایا شعر سے وضاحت ہوجاتی ہے ؎

صنم کدہ ہے جہاں اور مردِ حق ہے خلیل
یہ نکتہ وہ ہے جو پوشیدہ لاالہ میں ہے

مگر جب کوئی آدمی مکمل طور پر یا کھلم کھلا شیطان کی پیروی شروع کر دے وہ کب حق کی طرف لوٹ سکتا ہے پھر نمرود لعین نے کہا کہ آپ حق پرست ہیں اپنے اللہ سے فوج طلب کریں۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ اے اللہ تمہاری دی ہوئی ہدایت اور توفیق کے مطابق میں نے نمرود کو بہت سمجھایا ہے لیکن وہ متکبر ہے۔ اس کے ارادے ناپاک ہیں۔ وہ میرے ساتھ جنگ کرنا چاہتا ہے۔ اور لاتعداد فوج جنگی سامان۔ ہاتھی اور گھوڑ سوار فوج میدان میں موجود ہے۔ اپنی رحمت کاملہ سے میری مدد فرما اور کوئی آسمانی فوج اتار جس سے نمرود کا متکبر ذہن راہِ راست پر آجائے۔

احوال حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب آپ کی دعا سے مچھروں کی فوج آسمان سے میدانِ جنگ میں اُتری اور آناً فاناً نمرود کی فوج کو ہلاک کر دیا۔

اسی وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے لاتعداد مچھر آسمان کی طرف سے اُڑتے ہوئے آئے جن سے سب میدان بھر گیا پھر بحکم خدا ہر سپاہی کے سر پر ایک مچھر بیٹھ جاتا اور خون چوسنے لگتا۔ یہاں تک کہ مچھر سواروں کے نتھنوں آنکھوں اور منہ میں گھس گئے۔ مچھروں کا میدان میں اتنا شور و غل تھا کہ لشکر میں افراتفری پڑ گئی اور فوج کے سپاہیوں نے میدان جنگ سے بھاگنا شروع کر دیا۔ اگرچہ یہ جانور بظاہر بہت چھوٹے نظر آتے تھے مگر نمرود کی فوج کو انہوں نے تڑپا تڑپا کر ہلاک کر دیا۔

آخر کار مچھروں کے ایک سردار نے درگاہ الٰہی میں عرض کی کہ نمرود پلید کو میرے ہاتھوں سے ہلاک کراؤ تو اس کے عوض مجھے ثواب ملے گا۔ خدا نے اس کی عرض قبول کر لی۔ جب نمرود اکیلا بالاخانہ میں حرم بابل میں بیٹھ کر تشویش کر رہا تھا کہ ہمارا اتنا بڑا لشکر سارے کا سارا مارا گیا ہے۔ اسی سوچ وبچار میں تھا کہ وہ سردار مچھر جو ایک آنکھ سے کانا تھا اور ایک ٹانگ سے لنگڑا تھا نمرود کے زانو پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنی بیوی کو بتایا کہ

اِس طرح کے جانور آکر ہمارے سارے لشکر کو کھا گئے ہیں۔ اگرچہ یہ جانور نہایت کمزور اور چھوٹا نظر آتا ہے۔ مگر ہمارے لشکر کچھ نہ کر سکے اور یہ کہہ کر نمرود نے چاہا کہ مچھر کو پکڑے اتنے میں وہ اس کی پیشانی پر بیٹھ گیا۔ پیشانی سے پکڑنے لگا تو اس کے سر پر بیٹھ گیا۔ سر سے پکڑنے لگا تو اس پلید کی ناک میں گھس کر اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اور تسلی سے بیٹھ کر نمرود کا مغز چاٹنے لگا۔ نمرود جب اس عذاب میں گرفتار ہوا تو اس نے اس کا چارہ کرنے کے لئے شاہی طبیب کو بلایا اور مشورہ کیا۔ شاہی طبیب نے نمرود سے کہا کہ کہ میرے پاس اس کی کوئی ایسی دوا نہیں ہے کہ اس مچھر کو تیرے دماغ سے نکال دے۔ کیوں کہ مچھر بہت ہی چھوٹا سا جانور ہے میری حکمت کی رو سے صرف اس کا ایک ہی علاج ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو نسخہ استعمال کروں۔ نمرود نے بخوشی اجازت دے دی۔ تب طبیب نے پہلے نمرود کے پاؤں کا جوتا پکڑ کر اس کے سر پہ مارا اور پھر اپنے پاؤں سے جوتا اتار کر اس کے سر پر مارنے شروع کر دیئے۔ جب ایک سو ایک جوتا نمرود کے سر پر پڑا تو نمرود کو سکون مل گیا۔ نمرود نے حیرانگی سے پوچھا کہ یہ علاج کیسا ہے کہ سر پر جوتے کھانے سے آرام حالانکہ مچھر دماغ میں گھسا ہوا ہے طبیب نے کہا کہ اے نمرود جب جوتے پڑتے ہیں تو مچھر سمجھتا ہے کہ اس کو لوری مل رہی ہے اور وہ دماغ میں گھومنے کی بجائے آرام سے سو جاتا ہے

تو پھر تم کو بھی سکون مل جاتا ہے نمرود اس بات کو مان گیا اور طبیب کے جانے کے بعد نوکر کو بلایا اور کہنے لگا میرے سر پر جوتے لگاؤ نوکر نے حیرانگی سے پوچھا کہ آپ ہمارے بادشاہ ہیں آپ کے سر پر جوتے کیسے لگاؤں۔ نمرود نے اس کو سارا ماجرا سنایا۔ تب نوکر نے جوتا پکڑا اور اس کے سر پر لگانے شروع کر دیئے۔ جب ایک سو ایک جوتا پڑا تو نمرود کو کچھ سکون مل گیا۔ اور سو گیا اور نوکر چلا گیا۔ نمرود جب نیند سے بیدار ہوا تو پھر بےچین ہو گیا۔ پھر نوکر سے اپنے سر پر جوتے لگوانے شروع کئے۔ بس اسی طرح ہر روز صبح دوپہر شام اپنے سر پر ہر بار ایک سو ایک جوتے کھاتا اور آرام پاتا۔

تقریباً چالیس روز اسی طرح سے گزر گئے تو ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف فرما ہوئے۔ تو نمرود سے کہنے لگے کہ اب بتا کہ تمہارے کسی معبود نے تمہاری مدد کی ہے جب کہ الٹا تمہارے سر پر جوتے مروا رہا ہے۔ ابھی وقت ہے تو کلمہ حق پڑھ لے نمرود نے جواب دیا کہ جس بات کا اندیشہ تھا وہ ہو گیا۔ جب میری قسمت میں جوتے ہیں تو کھاتا رہوں گا مگر آپ کے دین کو قبول نہیں کر سکتا۔ پھر نمرود نے کہا کہ اے حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ بتاؤ کہ جب آپ کے پاس کوئی جنگی ہتھیار نہیں تھے اور نہ ہی آپ کے پاس کوئی فوج تھی۔ تو پھر اتنی بے سرو سامانی کی حالت میں آپ میرے ساتھ جنگ کے لئے کیسے برسرِپیکار

ہو گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کہ فتح یا شکست کا دارومدار کثیر ہتھیار یا فوج پر نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالےٰ کی رحمت اور تائید ایزدی سے ہوتا ہے۔ اور مومن کی یہی پہچان ہے کہ وہ اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اور متکبر انسان جیسے تم ہو وہ اپنی طاقت پر گھمنڈ کرتا ہے۔ جس طرح تم نے بادشاہ ہونے کی وجہ سے کیا ہے اور چھوٹے چھوٹے حقیر جانوروں نے تمہاری فوج کو ہلاک کر دیا ہے مجھے اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت سے ہی فتح بخشی ہے۔ آپ نے اس اس کے علاوہ جو کچھ فرمایا نیچے دیا ہوا شعر اس کا مفہوم ادا کرتا ہے ؎

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کہ جو لوگ اللہ کے حکم بردار ہوتے ہیں اللہ ان کی ہر حالت میں مدد فرماتا ہے ان الفاظ کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود کے ہاں سے تشریف لے گئے تو نمرود نے پھر جوتے کھانے شروع کر دئیے۔ چالیس دن جوتے کھاتا رہا آخر کار ایک دن تنگ آکر نوکر نے اس کے سر پر ایک ایسا ڈنڈا مارا کہ اس کا دماغ پھٹ گیا تو خدا کی قدرت دیکھئے کہ مچھر اسی وقت زندہ سلامت باہر نکل کر اڑ گیا اور نمرود اسی حالت میں مر گیا اور جہنم میں داخل ہو گیا۔

بیان حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی مراجعت کا جب نمرود واصلِ جہنم ہو گیا اور قوم نے دینِ اسلام قبول کیا

جب نمرود واصل جہنم ہو گیا تو اس کی قوم کے تمام لوگ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے کہ اب یہ ملک آپ کا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے ملک گیری کی ہوس نہیں ہے جس مقصد کے لئے اللہ تعالےٰ نے مجھے یہاں بھیجا تھا۔ الحمدُللہ وہ پورا ہو گیا ہے۔ اب میں واپس بیت المقدس کی طرف جا رہا ہوں کیونکہ وہ نبیوں کی جگہ ہے۔ بوقت رخصت بے شمار لوگ آپ کی ملاقات اور زیارت کے لئے آئے۔ جو شخص آپ کے مبارک چہرہ کی طرف دیکھتا وہ فوراً ادب و احترام سے جھک جاتا قدم بوسی کرتا اور کلمہ پڑھ کر دین اسلام قبول کر لیتا تھا۔ اسی طرح سے بہت سے لوگوں نے دین اسلام جیسی نعمت عظمٰی کو قبول کر لیا۔ جو لوگ نمرود کے خوف سے پہاڑوں میں بھاگ کر چلے گئے تھے۔ نمرود کی موت سن کر شہر واپس آئے اور تمام قبیلے والے مشرف بہ اسلام ہوئے آپ نے لوگوں کو دین اسلام کے مسائل سکھلائے اور وہاں سے دریائے فرات کے کنارے آ

پہنچے وہاں ایک شہر آباد کیا۔ اس کے بعد آپ بیت المقدس میں تشریف لے آئے۔ تب حاجرہ رضی اللہ عنہا اور سائرہ رضی اللہ عنہا دونوں نے دو سو دینار غریبوں اور مسکینوں میں بطور خیرات وصدقہ تقسیم کئے اور شہر کے لوگ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی آمد کا سن کر، ہجوم در ہجوم آئے اور آپ کی زیارت اور ملاقات سے بہت خوش ہوئے۔ سب لوگ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے وہاں سکونت اختیار کر لی۔

احوال ولادت باسعادت حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام جب کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو اور حاجرہ رضی اللہ عنہا کو بحکم خدا مکہ مکرمہ میں چھوڑ آئے

ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نماز پڑھنے کے بعد دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ ایک صالح لڑکا عطا فرما۔ سائرہ رضی اللہ عنہا قریب کھڑی سن رہی تھی۔ پوچھنے لگی آپ کس کے لئے دعا کر رہے ہیں۔

• آپ نے فرمایا کہ نور حاجرہ رضی اللہ عنہا کی پیشانی پر چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ سن کر حضرت سائرہ رضی اللہ عنہا کے دل میں کچھ حسد اور

جلاپا پیدا ہوگیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام گھر سے باہر تشریف لے گئے تو سائرہ رضی اللہ عنہا نے حاجرہ رضی اللہ عنہا کے کان اور ناک چھید کر اُن میں کیکر کے پھول ڈال دیئے۔ اس ارادہ سے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آکر حاجرہ رضی اللہ عنہا کو دیکھیں گے۔ تو نفرت کرینگے کہ چہرہ عجیب سا لگ رہا تھا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام گھر آئے تو پوچھنے لگے کہ حاجرہ رضی اللہ عنہا کہاں ہے۔ سائرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ باورچی خانہ میں کھانا تیار کر رہی ہے جا کر دیکھ لیں۔ آج تو حاجرہ رضی اللہ عنہا ایسے لگ رہی ہے جیسے بھیل واسوں کی عورت ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب حاجرہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو فرمانے لگے قسم ہے اللہ کی آج حاجرہ رضی اللہ عنہا مجھے ایسے لگ رہی ہے جیسے جنت کی حور ہوتی ہے اس بات سے سائرہ رضی اللہ عنہا کو اور بھی زیادہ جلاپا آیا۔ اس کے کچھ دنوں بعد حاجرہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ سائرہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اگر حاجرہ رضی اللہ عنہا یہاں رہے گی تو پھر میں یہاں نہیں رہوں گی اور میں یہاں سے کہیں چلی جاؤنگی نہیں تو حاجرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام دونوں کو دور کسی بے آب وگیاہ کی بستی میں چھوڑ کر آؤ تاکہ اچھی طرح آرام نہ

پا سکیں۔ اور میں اُن کو نہ دیکھ سکوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس بات کو سن کر بہت متفکر ہوئے۔ اتنے میں جبرائیل حاضر ہوئے اور کہا کہ بحکم خدا سائرہ رضی اللہ عنہا کی بات مان لو اور جس طرح کہتی ہے۔ اس طرح کرو۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حاجرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام دونوں کو ایک اونٹ پر سوار کیا۔ اور آپ ایک دوسرے اونٹ پر سوار ہو کر بیت المقدس سے نکل کر اب جہاں خانہ کعبہ ہے وہاں پہنچے۔ تب حاجرہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو میں جاتا ہوں امر الٰہی یہی ہے۔ تب حاجرہ رضی اللہ عنہا حضرت اسماعیل کو لے کر وہاں بیٹھ گئیں۔ اس وقت حضرت اسماعیلؑ پندرہ دن کے تھے۔

بیان حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام جب آپ نے شدت پیاس سے زمین پر ایڑیاں رگڑیں اور بحکم خدا پانی کا چشمہ جاری ہوا

جب وہ گھڑی گزری دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف نہ لائے اور آفتاب گرم ہوا تو سر پر گرمی پہنچی تو پیاس کی شدت محسوس ہوئی اور اس پیاس کی شدت سے حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کوہ صفا اور مروہ کی طرف دوڑیں وہاں بھی کہیں پانی نظر نہ آیا۔ اسی طرح

پانی کے لئے صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا تک سات مرتبہ دوڑیں
لیکن پانی نہ پایا پھر تو بہت حیران ہو گئیں۔ تو آپ کے چہرے کا رنگ متغیر
ہوا۔ جب وہاں سے واپس آئیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے
پاس آکر دیکھا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام شدت پیاس سے جس جگہ پر
ایڑیاں رگڑتے تھے۔ اس جگہ حکم خداوندی سے پانی کا ایک چشمہ جاری ہوا جہاں
چاہ زمزم ہے اور بفضل خدا اب بھی چشمہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہیگا
اور یہ دوڑنا صفا مروہ کا سات مرتبہ حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کا اللہ
تعالےٰ کو اتنا پسند آیا کہ مسلمانوں کے مذہب میں حاجیوں پر قیامت تک
یہ سنت جاری رہے گی۔ حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا بہت خوش ہوئیں
اور کہنے لگیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یہ مبارک فرزند اللہ تعالےٰ نے عطا فرمایا ہے پس وہی
پانی حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا نے خوب سیر ہو کر پیا۔ مٹی اور پتھر لا کر چاروں
طرف اس پانی کو بند لگا دیا۔ تاکہ پانی زیادہ پھیلنے نہ پائے۔ ایک روایت ہے
کہ حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا اگر اس پانی کے ارد گرد بند نہ لگاتیں تو وہ پانی
ملہ مکرمہ کی تمام حدود میں قیامت تک جاری رہتا۔

بیان جب بحکم خدا فرشتوں نے حاجرہ رضی اللہ عنہا کی عظمت کی خاطر ایک حجرہ تعمیر کیا اور پانی کے چشمہ کی برکت سے اُس جگہ قافلہ والوں نے اپنے خیمے نصب کئے اور جنگل میں منگل ہو گیا

جب سورج غروب ہوا تو اندھیرا چھانے لگا تب حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کے دل میں طرح طرح کے خدشات اٹھے اور ذہن میں سوچ پیدا ہوئی۔ کہ دن کا کچھ حصہ تو پانی کی تلاش میں گزرا پھر پانی ملا تو دن کا باقی حصہ پانی کے ارد گرد بند لگانے میں گزر گیا۔ اب رات سر پر آ رہی ہے عورت ذات ہوں۔ معصوم بچہ گود میں ہے بے آباد جگہ ہے اے اللہ میری عظمت کے تم رکھوالے ہو۔ اسی سوچ کے ساتھ ہی آنکھوں میں صبر کے آنسو آ گئے۔ اور آسمان کی طرف چہرہ مبارک کا رخ کیا اور کہا کہ اے میرے پروردگار میرے اس معصوم بچے کی برکت سے دعا قبول فرما۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

دعا مستجاب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ مقدس زمین پر جاؤ اور میرے حکم بردار بندے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ذرّیت کو محفوظ کر دو۔ آنکھ جھپکنے کے وقفہ میں فرشتہ جبرائیل بمع دیگر فرشتوں کے ساتھ حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ ان کے چہرے اس قدر منوّر تھے کہ وہ جگہ روشن ہو گئی۔ کچھ فرشتے پہاڑوں سے مختلف قسم کے پتھر لاتے اور کچھ فرشتے مٹی میں زمزم کا پانی ملا کر گارا بناتے اور ان پتھروں سے دیواریں بناتے اس طرح سے ایک حجرہ تیار کر دیا۔ جگہ صاف کر دی اور پھر سب فرشتے آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔ حاجرہ رضی اللہ عنہا یہ سب کچھ دیکھ کر سجدہ ریز ہوئیں اور اپنے پروردگار کا شکر بجا لائیں۔ تب حجرہ میں جا کر اطمینان سے آرام کرنے لگیں۔

جب خواب سے بیدار ہوئیں تو بھوک کی حاجت ہوئی تو آپ اٹھیں تو دیکھا کہ حجرہ کے اندر ایک کونے میں دستر خوان بچھا ہوا تھا۔ اور اس پر طرح طرح کے پھل اور کھانے رکھے تھے حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کھانا کھایا زمزم کا پانی پیا اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ بس جب آپ کو کھانے کی طلب ہوتی تو اسی طرح کھانا دستر خوان پر لگا ہوتا اور آپ تمنا کے مطابق کھا لیتیں۔ رات کو جب آپ اپنے

بچے کو ساتھ لے کر حجرہ میں سو جاتیں تو حجرہ کے ارد گرد فرشتے پہرہ دیتے تھے۔ گویا اللہ تعالےٰ نے حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کے لئے ہر آسائش فراہم کر دی۔ حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا ہر وقت عبادت میں مشغول رہتی تھیں۔ جب آپ حجرہ سے باہر رفع حاجت کے لئے تشریف لے جاتیں تو جس جگہ بیٹھتیں اس جگہ کے ارد گرد حوریں پردا کرتی تھیں اور جب حاجرہ رضی اللہ عنہا فارغ ہو جاتیں تو حوریں پانی لا کر آپ کو طہارت کراتیں تھیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا جھولا حوریں جھلایا کرتی تھیں۔

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر مبارک سوا ماہ کی ہوئی تو حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کو حوروں نے چھلا کا غسل کرایا اور پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو نہلا دھلا کر پاکیزہ خوشبو میں بسے ہوئے کپڑے میں لپیٹ کر حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کی گود میں رکھ دیا۔ اور مبارک مبارک کہتے ہوئے غائب ہو گئیں۔ تب حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کچھ تنہائی محسوس کرنے لگیں تو اچانک آپ کی نگاہ اٹھی تو دیکھتی ہیں کہ ایک قافلہ آ رہا ہے۔ جب وہ سوداگروں کا قافلہ حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا تو قافلہ کا سردار آگے بڑھا اور حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا سے پوچھنے لگا آپ کون ہیں

اور اس جگہ اکیلی کیسے بیٹھی ہیں۔ پھر قافلہ کے سردار نعمان نے کہا اِس سے چند ماہ پہلے ہمارا قافلہ یہاں سے گزرا تھا۔ مگر پانی نہ ملنے کی وجہ سے قافلہ یہاں ٹھہر نہ سکا۔ ابھی وہ باتیں کر ہی رہا تھا کہ اچانک اس کی نظر چشمہ کی طرف اٹھی تو دیکھتا ہے کہ بہت سے پرندے گھیرا بنا کر اُڑ رہے ہیں فوراً وہاں گیا تو پانی دیکھ کر متعجب ہوا اور واپس آ کر حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا سے کہنے لگا کہ یہ سب کیا ماجرہ ہے میری عقل فکر سے تو باہر ہے آپ ضرور کچھ بتائیں تاکہ ہمارا قافلہ یہاں ٹھہر سکے حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا نے قافلے والوں کو جو حال اپنے اوپر گزرا تھا۔ وہ سب سرگزشت انہیں سنائی۔ یہ سن کر وہ سب لوگ اور بھی حیران ہوئے۔ تب وہ لوگ کہنے لگے اگر اجازت ہو تو ہم لوگ آپ کے پاس اپنی بود و باش اختیار کریں اور پانی کے عوض عشر دیویں۔ تاکہ ہم پر پانی حلال ہو۔ حاجرہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میری طرف سے اجازت ہے۔ تب وہ لوگ وہاں آئے اور اپنے اپنے خیمے نصب کئے اور اونٹوں اور بکریوں کو چراگاہ میں چھوڑ آئے۔ ایک دن حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا حجرہ سے کسی کام کے لئے باہر گئیں تو واپسی پر دیکھا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام جھولے میں نہیں تھے جلدی سے قافلہ والوں کے پاس گئیں اور ان سے کہا کہ میرا بچہ کون لے گیا ہے۔ قافلہ کے سردار نعمان نے اپنے قافلہ کی عورتوں اور مردوں

سے پوچھا کہ تم سب بتاؤ کہ بی بی حاجرہ رضی اللہ عنہا کا بچہ کون اُٹھا کر لایا ہے۔ وہ سب کہنے لگے کہ ہم سب خدا پرست ہیں۔ ہم ظالم نہیں ہیں کہ بی بی صاحبہ کا بچہ اٹھاتے۔ سردار نعمان نے حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا سے کہا اے بی بی صاحبہ جن فرشتوں اور حوروں کا آپ نے ہم سے ذکر کیا ہے وہ جنات اور پریاں تو نہیں ہیں یا کوئی ہوائی مخلوق تو نہیں ہے جو آپ کی خدمت اس لئے کرتے تھے کہ جب بچہ کچھ صحت مند ہو گا تو اُٹھا کر لے جائیں گے۔ فوراً حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے ان کے والد بزرگوار تو حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات سن کر قافلے کا سردار نعمان کہنے لگا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک شام میں کیوں سکونت اختیار کر رکھی ہے جبکہ ان کا معصوم بچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور آپ اس جنگل میں تنہا رہ رہی ہیں۔

اور اے حاجرہ رضی اللہ عنہا آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کس گناہ کی بناء پر اس ویران جگہ میں چھوڑ گئے ہیں۔ حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں کہ میرے خاوند خلیل اللہ ہیں ان کا ہر فعل اللہ کے حکم کے تابع ہوتا ہے ہو سکتا ہے کہ مجھ سے کوئی ایسی غلطی سرزد ہوئی ہو جس کو میں نہ جانتی ہوں مجھ کو کیا حق حاصل ہے کہ میں اپنے جلیل القدر خاوند کو یہ پوچھتی کہ کیوں مجھے اس بے آب وگیاہ کی بستی میں تنہا چھوڑ کر

جا رہے ہوئے اللہ کے کاموں میں کیوں دخل دیا جائے یقیناً اس بات میں
بھی کوئی مصلحت ہے کیوں کہ بعض کام ایسے ہوتے ہیں جو بظاہر دیکھنے
میں اچھے نظر آتے ہیں مگر نتائج غلط نکلتے ہیں اور کچھ کام ایسے ہوتے ہیں جو
بظاہر دیکھنے میں غلط نظر آتے ہیں مگر ان کے نتائج اچھے نکلتے ہیں۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی یہ گفتگو سن کر قافلے کا سردار نعمان بہت
خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اے بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا واقعی آپ پاکدامنہ
اور مومنہ ہیں۔ میں اپنے علم کی رو سے کہتا ہوں کہ آپ کا صبر ایک ایسا رنگ
لائے گا کہ آنے والی نسلوں کے لئے یہ جگہ زیارت بن جائے گی اور اس مقدس
جگہ کو دیکھنے کے لئے لوگ اللہ کی بارگاہ میں دعائیں مانگا کریں گے اور جو
شخص یہاں آجایا کرے گا وہ اپنے آپ کو خوش بخت تصور کیا کرے گا۔
کیوں کہ اکثر ٹھنڈی ہوائیں مدینہ منورہ کی طرف سے یہاں آتی رہتی ہیں
پھر ان تمام باتوں کے بعد قافلہ کے سردار نعمان نے کہا اے بی بی ہاجرہ
رضی اللہ عنہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں ہم سب کی جانیں
ہیں میرے قافلے والوں میں سے کسی نے آپ کا بچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام
یہاں سے نہیں اٹھایا مجھے یقین ہے کہ آپ کا بچہ ضرور مل جائے گا آپ بہت عظمت
والی عورت ہیں اور اگر آپ کا بچہ نہ ملا تو ہم سب قافلے والے یہاں سے چلے جائیں گے
اور پھر کبھی لوٹ کر یہاں نہیں آئیں گے۔

قافلہ کے سردار نعمان کے یہ الفاظ سن کر حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا واپس حجرہ میں گئیں تو دیکھتی ہیں کہ ایک برقع پوش عورت جھولے کو ہلا رہی ہے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام پنگھوڑے میں سو رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر حاجرہ رضی اللہ عنہا متعجب ہوئیں اور اسی وقت واپس جا کر قافلے والوں کو اپنے ہمراہ لائیں اور فرمانے لگیں کہ اب آپ لوگ بتائیں کہ یہ عورت کون ہے اور میرے بچے کو کیوں اٹھا کر لے گئی تھی۔

حاجرہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات سن کر ایک بزرگ عورت حجرہ کے اندر گئی اور اس اجنبی عورت کو دیکھ کر کہنے لگی۔ اے قافلہ والو اگر یہ عورت بچہ کو اٹھا کر لے جاتی تو اب خود ہی کیسے یہاں چھوڑنے آجاتی۔ اس عورت کے انداز کچھ ہم سے الگ تھلگ ہیں۔ عام عورتوں جیسی نہیں ہے لہٰذا اس سے ہی پوچھ لو تو بہتر ہے۔ تب قافلہ کے سردار نعمان آگے بڑھ کر اس اجنبی عورت سے پوچھا کہ اے بی بی تم نے اس پاکدامنہ کے بچے کو کیوں حجرہ سے اٹھایا اور تین گھنٹے غائب رکھا اور ہم سب کو سخت پریشان کیا۔ سردار نعمان کی یہ بات سنتے ہی اس عورت نے اپنا چہرہ سے نقاب اٹھایا اور کہنے لگی اے قافلہ والو میں ہی اس بچے کو بحکم خدا پنگھوڑے سے اٹھا کر لے گئی تھی اور جنت میں لے جا کر اس نور کے چشمہ سے نہلایا ہے جس نور کے چشمہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے

محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو تخلیق فرمایا اور پھر مقدس نام کو ساق عرش
پر لکھ دیا۔ اسی بچے یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کے والد بزرگوار حضرت ابراہیم
خلیل اللہ علیہ السلام کی پیدائش مبارک کے موقع پر غار کے اندر میں نے ہی خدمت کی
تھی پس یہ کہہ کر کہ میں جنت کی حور بھی ہوں اور میرا نام نورین خادمہ ہے غائب ہو گئی تب
اسی وقت حاجرہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بچے حضرت اسماعیل علیہ السلام
کو پنگھوڑے سے اٹھایا تو یہ دیکھ کر کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ختنہ
کی سنت بھی پوری ہو چکی تھی بہت خوش ہوئیں پھر سب قافلہ والوں کو
بچے کی یہ سنت دکھائی اور نورین خادمہ حور کا سارا واقعہ سنایا۔ قافلے کے
سب لوگ یہ سن کر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور حاجرہ رضی اللہ عنہا سے
کہنے لگے کہ آپ اب آسمانی کھانوں۔ فرشتوں کی پہرہ داری اور حوروں
کی خدمت ان سب کے لئے آپ اللہ کا شکر ادا کریں اور آئندہ کے لئے
معافی لیویں۔ ہم سب قافلہ والے آپ کی خدمت کریں گے یا جس
طرح ہم عشر دیتے ہیں آپ اسی طرح مزدوری کر لیا کریں۔ تب حضرت
حاجرہ رضی اللہ عنہا سجدہ میں گریں تو اللہ تعالےٰ نے اُن کی خواہش
کے مطابق اجازت دی۔ چنانچہ بحکم خدا آسمانی خدمات بند ہو گئیں
اور حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا ابریشم بن کر اپنی گزر اوقات کرنے
لگیں۔ اسی طرح ایک مدت گزر گئی۔ حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کچھ

وقت مزدوری کرتیں اور باقی وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام کو درس دینے اور عبادت کرنے میں صرف کرتیں۔

بیان حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب آپ ملک شام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حاجرہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنے کیلئے تشریف لائے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دیکھنے کی آرزو ہوئی۔ تب حضرت سائرہ رضی اللہ عنہا سے اجازت لی اور بیت المقدس سے نکل کر بیابان کی راہ لی۔ جب مکہ مکرمہ میں پہنچے اور وہاں قوم عرب کو دیکھا کہ اونٹ بکری چراتے ہیں۔ کسی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہ پہچانا۔ مگر دور سے جب حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو استقبال کے لئے آگے بڑھیں اور اُن کو نہایت تزک و احتشام سے اپنی جائے رہائش پر لائیں لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام سواری سے نہ اُترے۔ حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بلایا اور کہا کہ بیٹے یہ تمہارے والد بزرگوار ہیں ان کو انتہائی ادب سے سلام کرو۔ حضرت

اسماعیل علیہ السلام دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ سلام عرض کی اور والد بزرگوار سے سر پر پیار لیا۔ اس وقت حضرت اسماعیلؑ کی عمر مبارک پانچ برس کی تھی مگر والد بزرگوار کا ادب اللہ اللہ سے

وہ مکتب کی کرامت تھی یا فیضانِ نظر تھا
سکھائے کس نے اسماعیلؑ کو آدابِ فرزندی

حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اصرار کیا کہ آپ سواری سے اتریں کہ آپ کے ہاتھ پاؤں دھلوا دیں اور کھانا کھلائیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے۔ چلتے وقت سائرہ رضؓ نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ اپنی سواری سے نہ اُتریں۔ یہ سن کر حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا ایک پتھر لائیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کہا کہ اپنے والد بزرگوار کے پاؤں کے نیچے رکھ کر اپنے دونوں ہاتھوں سے اُٹھائے رکھو۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے حکم کی تعمیل کی تو حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا نے دونوں پاؤں دھلائے۔ اور پھر دونوں ہاتھ دھلائے۔ جس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پاؤں رکھا تھا اللہ تعالےٰ نے اس کو خلائق کا مصلےٰ بنا دیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام جانے لگے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جا کر قافلے

والوں کو بتایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے ہیں۔ تب قافلے کے مرد اور عورتیں آپ کی زیارت کے لئے آئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ٹھہرنے کی دعوت دی۔ مگر حضرتِ ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے نہ رکنے کی وجہ میں نے بتادی ہے۔ تب اُن سب سے اجازت لیکر واپس بیت المقدس تشریف لے گئے۔ اور حضرت سائرہ رضی اللہ عنہما کے پاس مہمان سرا بنا کر خلق اللہ کی دعوت و مہمانداری کرتے۔

احوال حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب آپ کو قربانی کرنے کا حکم ہوا اور آپ ملک شام سے مکہ مکرمہ حاجرہ رضی اللہ عنہما کے پاس مشورہ کے لئے تشریف لائے

کچھ دیر بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل چاہا کہ اپنے پیارے فرزند حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کو اور اس کی والدہ حاجرہ رضی اللہ عنہما کو دیکھیں۔ تب سائرہ رضی اللہ عنہما کو بتا کر اپنے اونٹ پر سوار ہوئے اور ملک شام سے مکہ مکرمہ تشریف لائے۔ تمام قبیلے والوں نے بڑے اعلےٰ انداز سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خیر مقدم کیا اور والہانہ

جوش عقیدت سے آپ کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کی۔ جب تمام لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیادت کے بعد خیموں میں واپس چلے گئے۔ تو آپ حجرہ کے اندر حاجرہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ اور فرمایا۔ اسلام علیکم۔ جواب میں حاجرہ رضی اللہ عنہا نے کہا وعلیکم السلام اور اٹھ کر آپ کا ادم احترام کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے میرا بیٹا حضرت اسماعیل علیہ السلام کہاں ہے۔ حاجرہ رضی اللہ عنہا ابھی بتانے ہی لگی تھیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام باہر سے حجرہ کے اندر آئے اور اپنے والد بزرگوار حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھ کر کہا السلام علیکم یا خلیل اللہ جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے وعلیکم السلام اے ذبیح اللہ۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام پوچھنے لگے کہ اے اباجان علیہ السلام آپ کو تو تمام لوگ اللہ کا دوست کہتے ہیں اور میری والدہ صاجرہ رضی اللہ عنہا نے بھی مجھے یہی بتایا ہے اس لئے میں نے آپ کو خلیل اللہ کہا۔ مگر آپ نے مجھے ذبیح اللہ کیسے کہہ دیا۔ کیا آپ مجھے ذبح کرنے آئے ہیں یا ذبح ہونے والا ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے بیٹے اگر بحکم خدا ایسا ہی ہوا تو ہمیں راضی برضا رہنا چاہیئے۔ اس کے بعد حاجرہ رضی رضی اللہ عنہا سے پوچھنے لگے کہ بتاؤ تمہارے شب و روز کیسے گزر رہے ہیں

حاجرہ رضی اللہ عنہا عرض کرنے لگی کہ گزر اوقات کے لئے کچھ محنت کر لیتی ہوں۔ کچھ وقت آپ کے فرزند ارجمند علیہ السلام کو درس دیتی ہوں۔ اور باقی سارا وقت مشغول عبادت رہتی ہوں بہرکیف آپ کی دعاؤں سے اچھا وقت گزر رہا ہے۔ پھر حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا نے تمام واقعات فرشتوں۔ حوروں اور قافلہ والوں کے متعلق آپ کو بتائے۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے اے حاجرہ رضی اللہ عنہا تم کو اللہ تعالےٰ نے صبر کا اجر دیا ہے۔ جتنی تم نے میری تابعداری کی ہے۔ اتنا ہی اللہ تعالےٰ نے تم کو آرام بخشا ہے میری دُعا ہے کہ رہتی دنیا تک تمہارا نام روز روشن کی طرح چمکتا رہے۔ اللہ تعالےٰ نے تمہیں نیک اور صالح بچہ عطا فرمایا ہوا ہے۔ اور جتنی سعی تم نے کی ہے۔ آنے والے لوگ جو دین اسلام قبول کرینگے ہمیشہ تمہاری تقلید کرتے رہیں گے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف اپنا چہرہ مبارک کرکے فرمانے لگے کہ تمہاری مصروفیت کیسی ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام عرض کرنے لگے کہ صبح ہر روز اپنی والدہ صاحبہ سے درس لیتا ہوں۔ دین اسلام کے مسائل سیکھتا ہوں اور باقی وقت مناظر قدرت کا مشاہدہ کرتا رہتا ہوں۔ ان باتوں کو سن کر حضرت ابراہیم

علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے بیٹے اللہ کا تم پر فضل و
کرم جاری ہے تم کو پیغمبری عطا ہو چکی ہوئی ہے۔ اس کے بعد آپ نے
جانے کا ارادہ کیا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے ابا جان حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے مبارک قدموں میں گر پڑے اور شکوہ کرنے لگے کہ
آپ جب بھی آتے ہیں۔ جلدی سے ہی واپس چلے جاتے ہیں۔ آج آپ
مجھے یہ بتائیں کہ کہاں جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے
لگے بیٹے اور بھی ایک گھر ہے مگر یہاں نہیں ہے ملک شام میں ہے
وہاں بھی مجھے رہنا ہوتا ہے کیوں کہ تمہاری ایک اور والدہ بھی ہے
جس کا نام حضرت سائرہ رضی اللہ عنہا ہے حضرت اسماعیل علیہ
السلام جھٹ بول اُٹھے کہ اے ابا جان علیہ السلام آپ ملک شام
والی امی جان کو یہاں لائیں یا مجھے آپ وہاں ملک شام والی امی
جان سائرہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے چلیں اب جس وقت ملک
واپس جائیں گے میں ضرور آپ کے ساتھ چلوں گا اور اے ابا جان علیہ
السلام آپ میری اس والدہ صاحبہ حاجرہ رضی اللہ عنہا کو آپ نے
یہاں اتنی مدت سے اکیلے کیوں چھوڑا ہوا ہے کیا آپ کو یہ اچھی نہیں
لگتیں یا کوئی ایسی غلطی ان سے سرزد ہو گئی ہوئی ہے کہ آپ نے
ان کو سزا کے طور پر اس ریگستان میں رکھا ہوا ہے۔ تب حضرت

ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے اے میرے بیٹے اسماعیل علیہ السلام ابھی تو تمہاری امی جان حاجرہ رضی اللہ عنہا بتا رہی تھیں کہ تمہاری اور اس کی خدمت کے لئے اللہ فرشتے اور حوریں بھیجتا رہا ہے۔ یہ حجرہ فرشتوں نے بنایا ہوا ہے اور تمہارا جھولا حوریں ہلایا کرتی تھیں۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے والد بزرگوار حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف رخ کر کے کہنے لگے کہ اے ابا جان علیہ السلام میں نے یہ بھی سب کچھ سن لیا ہے اور آپ کے متعلق بھی سب کچھ جان لیا ہے کہ آپ کو غار میں اللہ نے پیدا فرمایا۔ دشمن کے ہاتھوں سے محفوظ فرمایا اور آتشکدہ نمرود سے بچایا۔ اور آپ خلیل اللہ ہیں اور جب میری والدہ صاحبہ حاجرہ رضی اللہ عنہا اور میرے ابا جان حضرت ابراہیم علیہ السلام دونوں پر اللہ اتنا مہربان ہے تو پھر دونوں کو آپس میں ملنے کیوں نہیں دیتا۔ کیا حضرت آدم علیہ السلام اور مائی حوّا رضی اللہ عنہا ان دونوں کی طرح بطور لغزش جدا کر کے الگ الگ تو نہیں رکھا ہوا ہے اگر ایسا ہے تو مجھے آپ بتائیں کہ کب معافی ہو گی اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کے ساتھ ہی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو مبارک جاری ہو گئے اور کہنے لگے کہ اے ابا جان حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ اللہ سے ضرور معافی لیویں تاکہ اس امی جان حاجرہ رضی اللہ عنہا

کے پاس بھی رہا کریں۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے سر پر دوبارہ پیار دیا اور چھاتی مبارک سے لگایا اور فرمانے لگے اے میرے بیٹے میں نے تمہاری والدہ حاجرہ رضی اللہ عنہا کو سارہ رضی اللہ عنہا کے کہنے سے یہاں نہیں رکھا ہوا وہ تو صرف ایک عذر تھا میں حقوق زوجیت کو ملحوظ خاطر رکھتا ہوں۔ اور حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو خوب سمجھتا ہوں۔ اس سلسلے میں منشائے ایزدی شامل ہے۔ یہ راز کی باتیں ہوتی ہیں۔ جب تم اس مقام پر پہنچو گے تو تمہیں خود بخود ہی پتہ چل جائے گا سدرہا میرے ٹھہرنے کے متعلق۔ اب میں دو چار دن یہیں تمہارے پاس رہونگا لہٰذا میری سواری چراگاہ میں چھوڑ آؤ تب خوشی خوشی حضرت اسماعیل علیہ السلام اُٹھے اور اپنے والد بزرگوار کے اونٹ کو جس پر وہ سوار ہو کر شام سے آئے تھے لے جا کر چراگاہ میں چھوڑ آئے۔ اور پھر اپنے بزرگ والدین کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ اور رات کو حجرہ میں اکٹھے سوئے۔

ذی الحجہ کا مہینہ تھا اور آٹھ تاریخ تھی۔ رات کو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بحکم خدا سوئے تو نصف شب گزر جانے کے بعد اچانک ایک غیبی آواز نے آپ کو بیدار کر دیا تو کوئی غیب سے

کہہ رہا تھا کہ اے ابراہیم علیہ السلام اٹھو اور اللہ کی راہ میں قربانی دو
صبح ہوئی تو آپ نے دو اونٹ اپنے دست مبارک سے ذبح کئے
اور باقی کام آپ نے قبیلہ کے لوگوں کے سپرد کر دیا اور حکم دیا کہ گوشت
پوست سب آپس میں بانٹ لو گویا بطور خیرات دونوں ذبح شدہ
اُونٹوں کا گوشت خیرات کر دیا۔ دوسری رات نویں ذی الحجہ کو پھر
نصف شب کے بعد غیب سے آواز آئی کہ اے ابراہیم علیہ السلام
اللہ کی راہ میں قربانی دو۔ صبح ہوتے ہی آپ نے دو صحت مند
دنبے پانی سے اُن کو نہلا کر اپنے دست مبارک سے ذبح کیے اور اُنکا
گوشت بطور خیرات قبیلے والوں کو دے دیا۔ تیسری شب دسویں
ذی الحجہ پھر اسی طرح ندا آتی رہی صبح اُٹھ کر آپ نے دو پہاڑی
بکرے جو موٹے تازے اور خوب صحت مند تھے پانی سے ان کے
جسموں کو صاف کر کے اپنے دست مبارک سے اُن کو ذبح کیا اور
خیرات کے طور پر لوگوں کو دے دئیے۔ چوتھی مرتبہ ذی الحجہ
کی گیارھویں تاریخ کو رات کے وقت پچھلے پہر آپ نے وہی غیبی
آواز سنی کہ غیب سے کوئی کہہ رہا تھا کہ متاع عزیز کو قربان کرد گویا
تین مرتبہ یہی الفاظ دہرائے گئے۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام
مکمل طور پر سمجھ گئے کہ متاعِ عزیز سے مراد جانور نہیں بلکہ اولاد

ہے صبح ہوتے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حاجرہ رضی اللہ عنہا سے مشورہ کیا تو حاجرہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہی عرض کیا کہ حضور متاع عزیز جانور نہیں ہوتے بلکہ نرینہ اولاد ہوتی ہے۔ تب حضرت ابراہیم فرمانے لگے کہ کچھ دن پہلے بھی میں نے خواب دیکھا تھی جس میں متاع عزیز کی قربانی کا اشارہ تھا جب صبح میں نے سارہ رضی اللہ عنہا سے مشورہ کیا تو اس نے بھی یہی بتایا تھا کہ متاع عزیز جانور نہیں ہوتے بلکہ اولاد ہوتی ہے اور اب جبکہ متواتر چاروں راتوں سے بھی کہا جا رہا ہے کہ متاع عزیز قربان کرو۔ تم بتاؤ کیا صلاح ہے تمہاری۔ حاجرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ حضور حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ میرے مالک ہیں اور اللہ آپ کا مالک ہے جب آپ نے کبھی اپنے مالک کا حکم نہیں ٹالا۔ تو پھر میں کون ہوں آپ کا حکم ٹالنے والی۔ میں تو آپ کی خدمت گزار ہوں۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کہ جلدی سے اپنے بیٹے کو نہلاؤ اور تیار کر دو۔ حکم سنتے ہی حاجرہ رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو نہلایا اور پاکیزہ صاف ستھرے کپڑے پہنائے آنکھوں میں سرمہ ڈالا۔ سر مبارک پر کنگھی کر کے کہا کہ اے میرے اکلوتے لاڈلے اور تابعدار بیٹے آج تم اپنے والد بزرگوار حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ دعوتِ الی اللہ میں جاؤ۔ بیٹے نے انکار نہ کیا انکار کرتا بھی کیسے آخر خلیل اللہ علیہ السلام کا فرزند ارجمند تھا حضرت

ابراہیم علیہ السلام نے چپکے سے ایک زنبیل میں چادر۔ تیز دھار والی چھری اور رسی رکھ لی اور حاجرہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ اے حاجرہ رضی اللہ عنہا ہمارے لئے دعا کرنا ہم اس امتحان میں کامیاب ہو جائیں۔ تب حضرت حاجرہ رضی اللہ کی آنکھوں میں مبارک آنسو آئے اپنے بیٹے کے سر پر پیار دیا گلے سے لگایا اور جانے کی اجازت دی۔ جب حضرت ابراہیم گھر سے نکل کر کچھ دور پہنچے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے پوچھا کہ اے میرے ابا جان علیہ السلام آپ مجھ کو کہاں لے جا رہے ہیں۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وحی ہوئی تھی وہ اپنے لختِ جگر فرزند ارجمند کے سامنے انہیں الفاظ کے ساتھ بیان کر دی۔ اس وقت حضرت اسماعیلؑ کی عمر شریف سات سال کی تھی اور وہ اچھی طرح سے چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے ہوئے تھے گویا صحت مند تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے اے بیٹے میرے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھ کو اللہ کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں۔

پس اے بیٹے میرے مجھے بتاؤ تمہاری اس میں کیا رائے ہے۔

بیان حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام جب اُن کو حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ بحکم خدا قربانی کے لئے لے جارہے تھے راستے میں شیطان نے دل میں وسوسے پیدا کئے اور دونوں نبیوں نے مل کر کنکریاں اُٹھا کر ماریں اور منزل پر پہنچ گئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ بات سن کر حضرت اسماعیل علیہ السلام عرض کرنے لگے کہ اے اباجان علیہ السلام آپ کا خواب بمطابق وحی ہے اے ابا جان علیہ السلام یہ تو میرے واسطے بڑی بھاری سعادت ہے اور آپ تو خداوند قدوس کے دوست ہیں اور رات کو آپ کم سوتے ہیں جب آپ بحکم خدا سوئے تو آپ کو خواب کی سعادت نصیب ہوئی اور آپ کو خدا کی طرف سے حکم ہوا ہے اس لئے آپ جلدی کیجئے اور مجھے آپ صابرین میں سے پائیں گے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام منیٰ میدان کی طرف جارہے تھے تو اتفاق سے حضرت ابراہیم علیہ السلام

کچھ قدم آگے نکل گئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کچھ قدم پیچھے رہ گئے تو اچانک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قریب آکر کہنے لگے بیٹے کیا ماجرا ہے کیوں رک گئے ہو۔ تمہارے چہرے کا رنگ کیوں اتر گیا ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام کہنے لگے کہ ایک سفید ریش والے بزرگ شکل وصورت سے متقی پرہیز گار لگتے تھے۔ مجھے کہہ رہے تھے کہ (نعوذ باللہ) آپ کو جنون ہو گیا ہے ورنہ کوئی باپ اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھوں سے ذبح نہیں کرتا۔ اگرچہ بیٹا قصوروار ہی کیوں نہ ہو۔ یہ کہہ کر وہ میری نظروں سے غائب ہو گیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے بیٹے وہ شیطان تھا حضرت اسماعیل علیہ السلام حیرانگی سے پوچھنے لگے اے اباجان علیہ السلام ایسی شکل میں کوئی شیطان ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے نبیوں کے پاس شیطان متقی اور پرہیز گار بن کر آتا ہے۔ حضرت اسماعیلؑ یہ سن کر مطمئن ہو گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے اس لعین کا علاج کرتے ہیں یہ کہہ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام دونوں نبیوں نے زمین سے کنکریاں چن کر اور لاحول پڑھ کر اس سمت پھینک دیں تب حضرت اسماعیل علیہ السلام کہنے لگے کہ میرے دل میں وسوسے آنے بند ہو گئے ہیں تب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل

علیہ السلام دونوں پھر چلنے لگے ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کہنے لگے کہ اب میرے سامنے ایک سایہ سا آتا ہے اور آناً فاناً گم ہو جاتا ہے اس سے میرے دل میں پھر وسوسے پیدا ہو رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام دونوں نبیوں نے پھر کنکریاں شیطان کی جانب پھینک دیں اور چلنے لگے۔ تھوڑی ہی دور گئے تو تیسری مرتبہ پھر شیطان نے حملہ کیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام رک گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پوچھنے لگے اے بیٹے اب کیوں رک گئے ہو۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کہنے لگے کہ دل تو مطمئن ہے مگر میرا ذہن قبول نہیں کرتا۔ اور میں سوچتا ہوں کہ اس بزرگ کی بات شاید درست ہو۔ حضرت ابراہیم فرمانے لگے بیٹے اس کو بزرگ مت سمجھو وہ شیطان ہے اب اس نے تمہاری عقل پر حملہ کیا ہے۔ بیٹے عقل کے پیچھے نہ جاؤ۔

عقل عیار ہے سو بھیس بدل لیتی ہے۔

پھر حضرت ابراہیم فرمانے لگے اے بیٹے کچھ احکام خداوندی ایسے ہیں جن میں عقل کا کوئی دخل نہیں جیسے حکم ہو ویسے ہی عمل کرنا چاہئے۔ یعنی امرِ الٰہی کو من و عن تسلیم کرنا چاہئے اگرچہ عقل دل کی نگران ہے مگر بیٹے کبھی کبھی اس کو اکیلے چھوڑ دینا چاہئے۔ یہی مقام عشق ہے۔ اور

حقیقی عشق بیٹے ہمیشہ زندہ رہتا ہے بلکہ آنے والے لوگوں کے لئے سنت بن جاتی ہے۔ باقی جو کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اس شعر کا متن عین اُن کے جذبات کے مطابق ہے ؎

بہتر ہے دل کے پاس رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اِسے تنہا بھی چھوڑ دے

اس کے بعد پھر تیسری دفعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام دونوں پیغمبروں نے زمین سے کنکریاں اٹھا کر اس شیطان کی جانب لاحول پڑھ کر پھینک دیں یہی وہ سنت ہے۔ جس کو حاجی لوگ دورانِ حج ادا کرتے ہیں۔ تب حضرت اسماعیل علیہ السلام کہنے لگے کہ اے میرے ابا جان علیہ السلام اب میرا ذہن اور قلب دونوں مکمل طور پر مطمئن ہو چکے ہیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اس جگہ پر جا پہنچے جہاں جا کر تمام حاجی اپنے جانوروں کو ذبح کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اب تمہاری کیا صلاح ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام عرض کرنے لگے کہ ہزار جان بھی میری خدا کی راہ میں تصدّق ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ نے مجھے قربان ہوتے ہوئے اپنے خواب میں دیکھا پس جس طرح بھی ممکن ہو جلدی کیجئے اور امرِ الٰہی بجا

للٹیے۔ جب دونوں حکم خداوندی پر راضی ہو گئے تو حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے ذنبیل سے چادر نکال کر حضرت اسماعیل علیہ السلام
کی آنکھوں پر باندھ دی اور زمین پر لٹانے لگے تو حضرت اسماعیل علیہ
السلام نے عرض کیا کہ اے میرے ابا جان علیہ السلام میری اس
وقت تین گذارشیں ہیں یا وصیتیں سمجھ لیجئے اور ان کو قبول فرمائیے
سب سے پہلے میرے ہاتھ پاؤں مضبوطی سے باندھ لیجئے کہ جان نازک
ہے چھری کے زخم سے کہیں جنبش میں نہ آجاؤں۔ خدانخواستہ قطرہ
خون کا بھی آپ کے کپڑوں میں لگ گیا تو میں قیامت کے دن اللہ کو
کیسے منہ دکھاؤں گا اور کیا جواب دوں گا۔ گرفتار ہو جاؤں گا اور عذاب
خدا برداشت نہ کر سکوں گا۔ دوسری گذارش یہ ہے کہ منہ کے بل مجھے
لٹائیے یعنی منہ میرا زمین کی طرف کر لیجئے تاکہ چہرہ میرا آپ کو نظر
نہ آوے۔ اور میں بھی آپ کی طرف نظر نہ کر سکوں تاکہ آپس میں
محبت جوش نہ کرے۔ اور یہ میرے اور آپ کے درمیان قصود کا باعث
نہ بن جائے۔ اور تیسری گزارش یہ ہے کہ میرے خون آلود کپڑے میری
والدہ صاحبہ کو دیں اور میری طرف سے اُن کی خدمت میں سلام
عرض کرنا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی باتیں
سن لیں تو ذنبیل سے رسی نکال کر حضرت اسماعیل علیہ السلام

کے ہاتھ پاؤں مضبوطی سے باندھ دیئے اور چہرہ مبارک کا رخ زمین کی طرف کر کے نیچے لٹا دیا۔ اپنی آنکھوں پر کپڑا باندھ لیا اور تیز دھار والی چھری اپنے ہاتھ میں پکڑ کر زور سے گردن مبارک پر پھیری مگر حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبح نہ ہوئے۔ دوسری دفعہ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بڑی سختی سے چھری کو گلے پر چلایا مگر پھر بھی کچھ نہ کٹا۔ تیسری دفعہ چھری کی نوک گلے کے اندر ڈال کر خوب زور سے ذبح کیا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ تب حضرت اسماعیل علیہ السلام عرض کرنے لگے۔ اے اباجان علیہ السلام کیا چھری کی پشت سے مجھے ذبح کرتے ہیں جو کاٹتی نہیں ہے۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری کو ایک پتھر پر مارا تو پتھر کے دو ٹکڑے ہو گئے اور اس میں سے ایک چھوٹا سا کیڑا نکلا اور بحکم خدا کہنے لگا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میری قسمت کا ستارہ بلند ہوا اور میرے نصیب جاگ اٹھے کہ میں نے آج خلیل اللہ اور ذبیح اللہ کی اپنی گناہ گار آنکھوں سے زیارت کر لی ہے اور ایک طویل عرصہ کے بعد میری رہائی ہوئی ہے پھر وہ کیڑا بولا کہ دیکھنے میں میں کیڑا ہوں مگر دراصل میں ایک عبادت گزار جن ہوں پس مجھ سے کوئی ایسی کوتاہی ہوئی کہ میری شکل بدل کر اللہ نے مجھے سزا کے طور پر بند کر دیا بس آپ کے صدقے سے میری

رہائی ہوگئی شکر گزار ہوں اللہ کا اور آپ دونوں جلیل القدر پیغمبروں کا یعنی
حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا انہی
الفاظ کے ساتھ وہ جن پرواز کر گیا اس کے بعد چھری سے آواز آئی کہ
اے حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ نے بحکم خدا تین دفعہ مجھ کو گلے
پر پھیرا تاکہ گلا کٹ جائے۔ مگر مجھے سات دفعہ حکم ہوا کہ گلا نہ کاٹنا
اے ابراہیم علیہ السلام مجھے معاف کر دیں حکم الٰہی سب سے بڑا
ہوتا ہے اور اس کے حکم کے آگے کسی کا حکم نہیں چل سکتا۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام اس گفتگو میں تھے کہ اتنے میں پیچھے
سے ایک آواز تکبیر کی آئی۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ
واللہ اکبر وللہ الحمد اور جبرائیل فرشتہ کو دیکھا کہ بلند آواز
سے کہتے ہوئے آیا قولہ تعالےٰ اے ابراہیم علیہ السلام آپ نے امر الٰہی کی
تعمیل کر دکھائی تحقیق اس وجہ سے ہم جزا دیتے ہیں حکم ماننے والوں کو
اور ایسے مشکل حکم میں ڈال کر آزماتے ہیں اور پھر ثابت قدم رکھتے
ہیں اور اس کے بدلے میں بلند درجات عطا فرماتے ہیں۔ بیشک یہی
ہے صریحاً آزمانا۔ اس کلام الٰہی کو سن کر حضرت اسماعیل علیہ
السلام کہنے لگے اے میرے ابا جان علیہ السلام میں اس
وقت اپنے آپ کو ایک اعلےٰ و ... باغ میں دیکھ رہا ہوں جہاں

ملائکہ۔ فرشتے۔ حور و غلمان اللہ کی حمد کر رہے ہیں اور درود پاک پڑھ رہے ہیں۔ اور مجھے ذبیح اللہ کے نام سے سب نے پکارا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے تابعدار۔ وفادار۔ بیٹے کی بات سن کر فرمانے لگے کہ حق ہے بیٹے کہ تم ذبیح اللہ ہو بیٹے خلیل اللہ کے۔ تب اللہ تعالےٰ کے حکم سے حضرت اسماعیل کی قربانی کے بدلے میں ایک بڑے درجے کا دنبہ سامنے کی جانب سے یعنی مدینہ منورہ کی طرف سے بھاگتا ہوا آیا اور آکر زمین پر لیٹ گیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اٹھ کر بیٹھ گئے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی مبارک آنکھوں سے پٹی اتاری تو دیکھا کہ ان کے ہاتھ مبارک میں پکڑی ہوئی چھری سے ایک جنتی خوش نصیب خوش بخت دنبہ ذبح شدہ پڑا تھا۔ تب بارگاہ رب العزت کی طرف سے ندا آئی کہ اے ابراہیم علیہ السلام یہ سنت تمہاری ملت میں قیامت تک جاری رہے گی اور سلامتی ہو اے حضرت ابراہیم علیہ السلام تم پر ہم یوں بدلہ دیا کرتے ہیں ہر حکم ماننے والے اور نیکی کرنے والوں کو اور ان کی نسل پر بھی ہمارا لطف و کرم جاری رہتا ہے یہ حکم سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام سجدہ میں گر پڑے اور اپنے خداوند قدوس کا شکر بجا لائے۔ اور پھر دونوں باپ اور بیٹا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر کی طرف چل دیئے۔ ابھی چند ہی

قدم چلے تو شیطان کو موقع ملا اس نے فوراً حضرت ہاجرہ رضی اللہ
عنہا کو شکل نسوانی میں جاکر کہا کہ اے بی بی صاحبہ غضب ہو گیا آپ کے
بچے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ان کے والد بزرگوار حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے ایک تیز دھار چھری سے ذبح کر دیا ہے۔
حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے فوراً جواب دیا کہ میرا دل سکون میں ہے
اور اگر ایسا ہوا بھی تو الحمد للہ ایک بچہ گیا ایسے کئی بچے اللہ کی راہ پر
قربان۔ اور ساتھ ہی لاحول پڑھا تو شیطان غائب ہو گیا۔ اتنی دیر میں
حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر واپس
تشریف لائے۔ جب ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے اپنے لخت جگر فرزند ارجمند
حضرت اسماعیل علیہ السلام کو دیکھا تو مادری پیار بیدار ہوا جلدی سے
بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو اپنے گلے سے لگایا اور پیار کیا۔ بعدہٗ سجدہ
ریز ہوئیں اور پھر ہاتھ مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر کہا کہ اے اللہ میں
تیری شکر گزار ہوں کہ میرے بلند مرتبہ مالک حضرت ابراہیم علیہ السلام
اور بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام دونوں کو آزمائش سے گزارا۔ اور
پھر کامیابی عطا فرمائی۔ اس کے بعد ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو شیطان کی حرکت کا بھی حال بتایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام
فرمانے لگے کہ ہمارے ساتھ بھی وہ ایسے ہی کرتا رہا ہے مگر اللہ نے ہمیں

اپنی رحمت کاملہ سے کامیابی عطا فرمائی ہے ان سب باتوں کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام حاجرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام تینوں نے مل کر کھانا کھایا۔

احوال حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب آپ قربانی سے فارغ ہو کر ملک شام روانہ ہو گئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب قربانی سے فراغت پائی تو کچھ دن حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہرنے کے بعد واپس ملک شام جانے کے لئے تیار ہوئے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کہنے لگے کہ اے اباجان علیہ السلام آپ نے تو ہمارے پاس رہنے کے لئے کہا تھا مگر آپ تو تشریف لے جا رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کہ ملک شام نبیوں کا شہر اور بیت المقدس نبیوں کا گھر ہے اس لئے وہاں بہت دل چاہتا ہے رہنے کے لئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کہنے لگے کہ اباجان علیہ السلام یہ جگہ بھی تو اللہ کا گھر ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے اے بیٹے تمہاری امی جان حضرت سائرہ رضی اللہ عنہا بھی تو انتظار کر رہی ہوں گی۔ اس وجہ

سے میں چلتا ہوں۔ تب حضرت اسماعیل علیہ السلام چراگاہ سے ان
کا اونٹ لائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پر سوار ہو کر ملک
شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام
ملک شام اپنے گھر پہنچے تو حضرت سائرہ رضی اللہ عنہا کو سارا
واقعہ قربانی کا بتایا۔ حضرت سائرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ آپ
میرے لئے بھی دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ مجھے بھی صاحب اولاد کرے
حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے ہاں انشاءاللہ ضرور اللہ تم
کو اولاد عطا فرمائے گا اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام گھر سے
نکل کر مہمان سرائے میں چلے گئے۔ ایک دن ان کے پاس ایک نصرانی
عقیدے کا آدمی آیا اور اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے
قربانی کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے جب سارا واقعہ بیان کیا تو
وہ نصرانی آدمی کہنے لگا کہ آپ سچ کہتے ہیں میں نے آپ کے متعلق پہلے
بھی سنا تھا کہ آپ نمرود کے آتشکدہ سے چالیس دن کے بعد محفوظ نکلے
تھے آپ خلیل اللہ ہیں اور آپ کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام
ذبیح اللہ ہیں۔ تب وہ نصرانی اپنے سب گھر والوں کو لایا اور حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے قدموں میں بٹھایا سب نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو دین اسلام کے مسائل سے آگاہ
کیا اور ان سب کو واپس جانے کی اجازت دے دی۔

احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ جب آپ نے بحکم خدا خانہ کعبہ کی تعمیر کی

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنے گھر میں آرام فرما رہے تھے تو اچانک ایک غیبی آواز سے بیدار ہوئے تو دیکھتے ہیں کہ فرشتہ جبرائیل سامنے کھڑے ہیں۔ سلام عرض کرنے کے بعد کہنے لگے کہ اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے کہ اس سرزمین میں ایک میرا گھر یعنی خانہ کعبہ بناؤ جو توحید کا پہلا گھر تصور کیا جائے گا اور اس سے مخلوق خدا کو زیادہ فائدہ پہنچ سکے گا۔ یہ بات جبرائیل فرشتہ کی سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کہنے لگے کہ یہ خانہ کعبہ کہاں بناؤں۔ جبرائیل کہنے لگے کہ اے ابراہیم علیہ السلام جس جگہ پر حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کا حجرہ بنا ہوا ہے اس جگہ پر اللہ تعالےٰ کے واسطے خانہ کعبہ بناؤ۔ وہ جگہ بیت المعمور کے نیچے ہے۔ یہ کہہ کر فرشتہ جبرائیل آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام گھر سے باہر نکلے اپنا اونٹ سواری کے لئے لائے۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو بتا کر آپ اونٹ پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ کی طرف چل پڑے۔ جب آپ مکہ مکرمہ پہنچے تو حضرت

حاجرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جب حضور کو آتے ہوئے دیکھا تو انتہائی عقیدت اور مسرت کے ساتھ آپ کا استقبال کیا۔ سلام عرض کی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے آگے بڑھ کر اونٹ کی مہار پکڑلی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سواری سے اترے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام اونٹ کو چراگاہ میں چھوڑ آئے کوئی دو تین دن آرام کرنے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کے متعلق اللہ کا حکم سنایا اور فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہم دونوں باپ بیٹا خانہ کعبہ کی تعمیر کریں گے اور آئندہ آنے والے لوگ جو دین اسلام کو قبول کریں گے ان کو بھی اس کا فائدہ ہوگا۔ بعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بارگاہ خداوندی میں عرض کرنے لگے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کے لئے کتنی زمین ہونی چاہئے اور تعمیر کے لئے اتنے پتھر کہاں سے ملیں گے حکم ہوا اے ابراہیم علیہ السلام جن پتھروں کی آپ کو ضرورت ہے وہ پتھر آپ کو پانچ پہاڑوں یعنی کوہ لبنان اور حرا اور ابوقبیس اور صفا اور مروہ سے ملیں گے اور بوقت تعمیر آسمان سے رحمت کی بارش ہوگی۔ جتنی جگہ پر ہوگی بس اتنی ہی جگہ میں خانہ کعبہ تعمیر کر لینا۔ بس یہ حکم سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قلبی سکون ہوا اور آپ مطمئن ہو گئے۔ تو آپ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا کہ تم

زمین سے مٹی کھود کر ایک جگہ پر اکٹھی کر کے اس میں زمزم کا پانی لا کر ڈال دو تاکہ عمارت کی چنائی کے لیے گارا تیار ہو جائے۔ اور اس کے علاوہ پہلا حجرہ جو تمہاری رہائش کے لئے بنا ہوا ہے اس کو گرا دو وہ جگہ بھی خانہ کعبہ میں شامل کرنی ہے۔ پس حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد بزرگوار حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حکم کی تعمیل کی اور عین حکم کے مطابق کام شروع کر دیا اور جب گارا تیار ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے دست مبارک سے چند پتھر اٹھا کر لائے تاکہ تعمیر کا کام شروع کیا جائے۔ ابھی حضرت ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ کی چاروں طرف دیواروں کی چنائی کے بارے میں دل میں خیال کر رہے تھے کہ اچانک ایک بدلی مدینہ منورہ کی طرف سے آئی اور آ کر برسنے لگی اور چند منٹ برسنے کے بعد بارش بند ہو گئی۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مبارک ہاتھوں سے جتنی جگہ باران رحمت سے تر ہوئی تھی اس کے چاروں طرف بنیادوں کے نشان لگا دیئے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے دست مبارک سے گارا ایک ٹوکرے میں ڈال کر خود اپنے سر مبارک پر اٹھا کر اس مقدس ہستی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس لا کر رکھ دیا اور خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے جب ارادہ تعمیر کا کیا تو ایک غیبی آواز آئی

گئے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تعمیر سے پہلے مسجد کی محراب کا پتھر نصب کرو۔
بموجب فرمان الٰہی پہلا پتھر اسی جگہ پر رکھا یعنی محراب مسجد میں نصب کر
دیا۔ تو حضرت اسماعیل علیہ السلام پاس کھڑے تھے آپ نے پتھر کی طرف
نگاہ کی تو دیکھا کہ پتھر پر لکھا ہوا تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
اسی وقت کہنے لگے کہ اے ابا جان علیہ السلام یہ نام مبارک کسی مقدس
ہستی کا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بیٹے یہ نام تو اللہ تعالےٰ
نے عرش پر بھی لکھ رکھا ہے اور بیٹے یہ تمہاری ہی پشت سے پیدا ہوں گے
اگر اللہ تعالےٰ نے اس متبرک نام کو دنیا میں پیدا نہ فرمانا ہوتا تو کائنات
کو تخلیق ہی نہ کرتا۔ یہ سن کر حضرت اسماعیل علیہ السلام اللہ کا شکر
بجا لائے اور پھر گارا دینے میں مصروف ہو گئے اور تعمیر کا کام باقاعدہ
شروع ہو گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ
السلام جب خانہ کعبہ کی دیواریں اُٹھا رہے تھے تو یہ کہتے جاتے تھے
کہ اے ربّ العزت یہ خدمت ہم سے قبول فرمائیے بلاشبہ آپ خوب
جاننے والے اور سننے والے ہیں۔ ابھی چند ہی پتھر حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے لگائے تھے کہ اچانک حضرت اسماعیل علیہ السلام
نے کہا کہ اے ابا جان علیہ السلام کہ گارے کے پاس ایک سانپ بیٹھا
ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے اے بیٹے سانپ

انسان کا دشمن ہوتا ہے اس کو پتھر سے مار کر کسی سوٹی یا کسی چھڑی سے اٹھا کر کعبہ کی حدود سے باہر پھینک دو۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام ایک پتھر اٹھا کر مارنے لگے تو بحکم خدا سانپ کہنے لگا کہ اے ذبیح اللہ ابن خلیل اللہ مجھے مت مارو میں آپ کی زیارت کے لئے یہاں اس جگہ پر آ کر کافی دنوں سے بیٹھا ہوا انتظار کر رہا تھا۔ سو میری تمنا پوری ہو گئی ہے اب میں عرض کرتا ہوں کہ میں بظاہر تو سانپ کی شکل نظر آتا ہوں لیکن حقیقتاً میں سانپ نہیں ہوں بلکہ میں جنت کا رضوان فرشتہ ہوں میری شکل تبدیل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب اللہ نے حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سب ملائکہ، فرشتے اور دیگر سماوی مخلوق سجدہ کریں تو سب اللہ کا حکم بجا لائے مگر صالح فرشتہ نے انکار کر دیا۔ چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی پر نور محمدی موجزن تھا اس لئے خداوند قدوس کا حکم ہوا کہ اس نے عظمت آدم علیہ السلام کے مطابق تعظیم و تکریم نہیں کی لہٰذا اس ابلیس کو جنت سے نکال دو۔ حکم کے مطابق ابلیس کو جنت سے نکال دیا گیا۔ ابلیس جنت کی جدائی میں روتا رہتا تھا۔ بالآخر اس نے میری منت سماجت کی تو میں نے ترس کر کے اس کو دوبارہ جنت میں داخل ہونے کا موقع دے دیا۔ اللہ تعالےٰ نے میری اس حرکت کو ناپسندیدہ خیال کیا اور حکم عدولی کی وجہ سے عزرائیل فرشتہ کو حکم دیا

کہ مجھے سانپ کی شکل میں تبدیل کر کے زمین پر پھینک دیا جائے۔ تب میں نے عرض کی اے خداوند قدوس میں آپ کا مقبول فرشتہ رضوان ہوں مجھ پر ایسا عتاب کیوں نازل ہونے والا ہے۔ حکم باری تعالےٰ ہوا کہ صالح فرشتہ کو حکم عدولی کی سزا ملی کہ اس کو ابلیس یعنی شیطان بنا کر جنّت سے نکال دیا اور لعنت کا طوق اس کے گلے میں ڈال دیا۔ قیامت تک میری مخلوق اس سے نفرت کرتی رہے گی۔ اسی طرح تم نے میرے حکم کے بغیر ابلیس کو دوبارہ جنّت میں داخل ہونے کا موقع دیا ہے۔ لہٰذا تمہیں سانپ کی شکل میں اس وجہ سے تبدیل کیا جا رہا ہے کہ جتنا تم سے سب ملائکہ اور فرشتے پیار کرتے تھے اتنی ہی میری مخلوق زمین پر بسنے والی تم سے نفرت کرے گی۔ جہاں تم کو کوئی دیکھ پائے گا تم کو فوراً نفرت کے ساتھ مارنے کی کوشش کرے گا اور قیامت تک تم ابلیس کی طرح جنت کو ترستے رہو گے۔ تب میں نے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ مجھے سانپ بنا کر زمین پر پھینکنا ہے تو میری دو آرزوئیں ہیں ایک یہ کہ مجھ کو زمین پر بیت المعمور کے نیچے سرزمین مکہ مکرمہ پر پھینکنا۔ دوسری یہ کہ جب تک میں اپنی گنہگار آنکھوں سے تیرے محبوب "جس کا نام میثاق عرش پر لکھا ہوا ہے" محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں نہ دیکھ لوں اُسوقت تک

مجھے موت نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کی اور بحکم خدا عزرائیل فرشتہ نے مجھے سانپ کی شکل میں تبدیل کر کے اس سرزمین پر پھینک دیا اس دن سے اسی خطۂ زمین پر ادھر اُدھر گھومتا رہتا ہوں۔ کبھی غار ثور میں اور کبھی غار حرا میں رات گزار لیتا ہوں اور اس وقت کا انتظار کر رہا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوں تو میں ان کا دیدار کر کے مر جاؤں۔ یہ کہتے ہی سانپ خانہ کعبہ کی حدود سے باہر نکل گیا اور پھر غائب ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام تعمیر کے کام میں پھر مصروف ہو گئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام گارا لاتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام دیواروں کی چنائی کرتے تھے۔ تھوڑی ہی دیر گذری کہ ایک قبیلہ بنو قینقاع کا سردار آیا اس نے عرض کیا کہ حضور آپ حکم کریں کہ میں قبیلہ کے سب لوگوں کو آپ کی مدد کے لئے بھیج دیتا ہوں۔ اور آپ کا گھر جلدی تعمیر ہو جائے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کہ یہ گھر میرا نہیں ہے بلکہ میرے دوست کا گھر ہے اور اسی نے مجھ کو بنانے کا حکم دیا ہے۔ اب وہی میری مدد کرے گا یہ سن کر قبیلہ کے سردار نے پوچھا کہ وہ دوست کہاں ہے آپ نے فرمایا ہر جگہ موجود ہے اور وہ ہے اللہ جو سب کا پالنے والا اور مددگار ہے۔ یہ سن کر سردار

متعجب ہو کر چلا گیا۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف ہو گئے اور دونوں مقدس ہستیاں باپ اور بیٹا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام جب خانہ کعبہ کی دیواریں اٹھا رہے تھے تو یہ کہتے جاتے تھے کہ اے ربّ العزت یہ خدمت ہم سے قبول فرما۔ ان کلمات کے ختم ہوتے ہی دو نورانی شکل والے آدمی اچانک آئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے اور عرض کرنے لگے کہ حضور کتنی دیر سے تعمیر شروع ہے آپ فرمانے لگے چونکہ آج جمعۃ المبارک ہے اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ ہے اس لئے ہم نے اس دن کو مقدس خیال کرتے ہوئے صبح طلوع آفتاب سے پہلے تعمیر کا کام شروع کیا تھا۔ نورانی شکل والے آدمی عرض کرنے لگے کہ ہم بحکم خدا ادھر سے گزرے ہیں اور خیال کیا آپ کے دوست کا گھر بن رہا ہے ہمیں بھی اس خدمت کی سعادت نصیب ہو جائے۔ یہ الفاظ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے ہاں ضرور حصہ لیویں۔ تب ایک نورانی شکل والے آدمی نے پہاڑوں سے پتھر لانے شروع کر دیئے اور دوسرے نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ دیواریں بنانی شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال تھا آفتاب غروب ہوتے ہی خانہ کعبہ توحید کا پہلا گھر ملت ابراہیمی

اُمّتِ محمدیہؐ کا مرکز مکمل طور پر تعمیر ہو گیا اس کے بعد ان دونوں نورانی شکل والے آدمیوں نے خانہ کعبہ کو اندر سے صاف کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جانے کی اجازت طلب کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے لئے دعا فرمائی اور جانے کی اجازت دے دی۔ جاتے وقت ایک نورانی شکل والے آدمی نے کہا میں آپ کا خادم جبرائیل فرشتہ ہوں اور دوسرے نے کہا میں میکائیل فرشتہ ہوں۔ پس پھر غائب ہو گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سجدہ ریز ہوئے اور پھر اللہ کا شکر ادا کیا۔

تب اللہ تعالیٰ نے اس وقت حکم دیا کہ اے ابراہیم علیہ السلام اس گھر کو طواف کرنے والوں اور کھڑے رہنے والوں اور رکوع کرنے والوں کے واسطے پاک صاف رکھنا اور کسی دوسرے کو میرا شریک نہ ٹھہرانا اس حکم کے ساتھ ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے لئے خانہ کعبہ کی چار دیواری سے باہر رہائشی گھر تعمیر کیا اور اپنے دوسرے عزیز و اقارب کو بھی وہاں آباد کیا۔ اور دعا فرمائی کہ یا رب میں نے اپنی اولاد ایک ایسے میدان میں جہاں کھیتی باڑی نہیں ہے۔ تیرے ادب والے گھر کے پاس بسائی ہے۔ اے ہمارے رب ہم کو قائم رکھ واسطے اپنی

نمازوں کے جو تیرا ہو جاتا ہے اس کا دل تیری طرف ہی جھک جاتا ہے
اور جو لوگ اس جگہ آباد ہو جائیں ان لوگوں کو میوؤں سے روزی دے
تاکہ وہ تیرا شکر ادا کر سکیں۔ اور پھر عرض کی کہ اے پروردگار اس گھر کو
ایک آباد اور امن والا شہر بنا دے۔ اس کے بسنے والوں کو پھلوں سے
بھی نواز دیجیے، جو ان میں سے اللہ تعالےٰ پر اور روز قیامت پر ایمان
رکھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا جو شخص کافر ہے تو ایسے شخص
کو تھوڑے روز تو خوب آرام دوں گا اور پھر اس کو کشاں کشاں عذاب
دوزخ میں پہنچاؤں گا اور وہ جگہ بہت بری ہے تب حضرت ابراہیم علیہ
السلام شکر بجالائے کہ ہم نے اپنے ہاتھوں سے بیت اللہ بنایا ہے۔
اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ تم نے بڑی محنت کی ہے تب یہ گھر
بنا ہے میرے نزدیک اس محنت کی بہت ہی زیادہ قدر و منزلت ہے
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خداوند قدوس سے عرض کی کہ تو نے فرمایا
ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا اور ننگے کو کپڑے پہنانا میرے نزدیک
ایک بڑا ایسا درجہ رکھتا ہے جیسا کہ اس گھر کا مرتبہ ہے اور ایک ہزار
رکعت ہر ہر رکن پر تو نے اس کی ادا کی۔ پھر ارشاد ہوا اے ابراہیم علیہ
السلام لوگوں کو اس گھر کی طرف بلانے کی دعوت دو اور اعلان
کرو لوگوں میں حج کے واسطے کہ لوگ خانہ کعبہ کے واسطے پیادے

اور اگر سواری میسر ہو تو سواری پر اگرچہ ان کے اونٹ دبلے ہی کیوں نہ ہوں۔ کہ یہ حکم دوری مسافت کے لئے ہے ہر ممکن طریقہ پر اس گھر کی طرف چلے آئیں یہ حکم سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ ربّ العزت میں عرض کی کہاں تک میری آواز پہنچے گی اور اس آواز کو کون سنے گا۔ حکم ہوا کہ بلند آواز سے پکارو اور میں تیری آواز کو تمام مخلوقات کے کانوں میں یہاں تک کہ جو روحیں باپ کے صلب اور ماؤں کے شکم میں ہیں سب کو سنوا دوں گا۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک پہاڑ پر چڑھ کر بآواز بلند لوگوں کو اس گھر کی طرف بلانے کی دعوت دی اور کہا کہ اے لوگو تم پر اللہ تعالٰی نے حج فرض کیا ہے لہٰذا ہر شخص کو اس حج کے واسطے آنا ضروری ہے چنانچہ جن کی قسمت میں حج تھا ایک بار یا دو بار یا زیادہ مرتبہ اپنے شوق سے باپ کی پشت اور ماؤں کے شکم میں لبیک کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کسی کو نہ دیکھا اور چاروں طرف سے آواز آئی۔
لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ وَلَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ یَا سَیِّدِیْ وَمَوْلَائِیْ

احوال حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب آپ نے تعمیر کعبہ کے بعد لوگوں کو مناسکِ حج سکھلائے اور ملک شام کی طرف لوٹ گئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب تعمیر کعبہ کے بعد بحکم خدا لوگوں کو پہلے حج کے لئے دعوت دی اور لوگوں کو مناسکِ حج بتلا کر ملک شام پہنچے تو گھر میں بیٹھے ہوئے ایک دن آپ کو دل میں خیال آیا کہ خانہ کعبہ کی عمارت کو لوگ خراب نہ کر دیں۔ تو اسی وقت بذریعہ وحی آگاہی ہوئی کہ خانہ کعبہ خراب نہ ہوگا بلکہ رہتی دنیا تک آباد رہے گا۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام مہمان سرائے میں چلے گئے اور عہد کیا کہ بغیر کھانا کھلائے کسی مہمان کو خود کھانا نہیں کھاؤں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کئی دنوں تک کھانا نہ کھایا۔ وہیں عبادت کرتے رہے ایک دن عزرائیل فرشتہ آدمی کی شکل وصورت میں آپ کے پاس آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے

جواب دیا میں آپ کا مہمان ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کیلئے کھانا منگوایا اور کہنے لگے کہ کھانا تناول فرمادیں۔ مہمان نے کہا کہ آپ بھی میرے ساتھ شمولیت کریں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کہ میں نہیں کھاؤں گا۔ مہمان بولا کہ آپ نے جو وعدہ کیا تھا وہ کیا تھا۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام سوچنے لگے کہ کوئی بزرگ مہمان ہے۔ پھر آپ نے اس مہمان کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ جب اس مہمان نے کھانا کھالیا تو اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جانے کی اجازت مانگی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کہ اپنا نام تو بتاتے جاؤ اور یہ بھی بتاؤ کہ کہاں سے آپ آئے ہیں۔ تب مہمان نے کہا کہ میں عزرائیل فرشتہ ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سن کر حیران ہوئے اور عزرائیل سے کہنے لگے کہ تم میرے مہمان بن کر آئے ہو یا میری جان قبض کرنے کے لئے آئے ہو۔ فرشتہ عزرائیل کہنے لگے کہ آپ کی ملاقات کے لئے آیا ہوں۔ اور ایک آپ کو خوشخبری دینے آیا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے ایک بندے کو دوست بنایا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام پوچھنے لگے اس کی علامات کیا ہیں۔ عزرائیل فرشتہ کہنے لگے کہ اس کی صرف ایک ہی بہت بڑی علامت ہے کہ وہ مردے زندہ کرسکتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کہنے لگے کہ کاش میں ویسا ہی ہوتا یا

اُسے دیکھتا تو اس کے ساتھ دوستی کرتا اس کے بعد عزرائیل غائب ہو گئے ایک روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تلاوت کرتے یا عبادت کرتے تو آپ کی آواز ایک کوس تک جاتی اور ان کی آواز کو جو شخص سنتا وہ فوراً کہتا کہ یہ آواز تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے وہ اپنے خدا کی عبادت کر رہے ہیں۔ ایک دن آپ نے تمنا کی اے خداوندا تو مردے کو کس طرح زندہ کرتا ہے اگر یہ چیز تو مجھے آنکھوں سے دکھا دے تو بہت ہی اچھا ہو پس حکم ہوا کہ تمہیں یقین نہیں ہے ۔ عرض کی اے خداوند قدوس یقین تو کامل ہے مگر دلی تسکین کے لئے عرض کر رہا ہوں۔ تب حکم ہوا اے ابراہیم علیہ السلام پکڑ لو چار پرندے اُڑنے والے۔ پھر ان کو اپنے سے مانوس کر لو۔ اور پھر اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے پہاڑ پر الگ الگ کر کے پھینک دو پھر ان کو اپنی طرف بلاؤ۔ وہ آواز سن کر پھر اصلی حالت میں تمہارے پاس آویں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندے مرغ ۔ طاؤس۔ کوّا اور گدھ پکڑ کر ان کو اپنی آواز پر لگا لیا۔ جب آپ اُن کو بلاتے فوراً بھاگتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آجاتے ۔ تب ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو ذبح کیا اور ان کی

کھال اتار کر بوٹیاں بنا دیں اور چاروں جانوروں کا گوشت آپس میں ملا دیا
پھر پہاڑ کے اوپر چڑھ کر مختلف جگہوں میں رکھ دیا۔ اور کچھ فاصلے پر کھڑے
ہو کر بحکم خدا آپ نے چاروں جانوروں کو ان کے ناموں سے آواز دی۔
بحکم الٰہی وہ جانور اپنی پہلی حالت میں آ گئے اور چاروں زندہ ہو گئے۔
اور فوراً اڑ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف آئے تو طاؤس حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے سر پر بیٹھ گیا۔ دائیں کندھے پر مرغ اور بائیں
کندھے پر کوا اور گدھ آپ کے قدموں میں بیٹھ گئی۔ ایک روایت ہے
کہ وہ چاروں جانور آپ کے گرد طواف کرنے لگے اور مسلسل سات
دن تک کرتے رہے۔ پس یہ دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام
اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لائے اور پھر عبادت میں مصروف ہو گئے کچھ
عرصہ کے بعد پھر امر الٰہی ہوا کہ اے ابراہیم علیہ السلام جیسے اپنے
بیٹے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کو خدا کی راہ میں دیا۔
ویسے ہی اپنا جمع کیا ہوا مال و متاع بھی دے دے اور حکم ہوا کہ
کیا آپ میرے حکم بردار ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بولے میں
حکم بردار ہوں۔ یہ حکم سنتے ہی اپنا مال و متاع فقیروں کو لٹا دیا۔
اور حضرت ابراہیم سائرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے اولاد کی طرف
سے مایوس تھے اور اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر نوے

برس تھی۔ سائرہ رضی اللہ عنہا بھی بوڑھی ہو چکی تھیں اور اولاد نہ ہونے سے بدگمان ہو کر ایک خوبصورت چھوٹا سا بچھڑا پالا ہوا تھا اس سے سائرہ رضی اللہ عنہا بہت پیار کرتی تھیں ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کہنے لگے کہ اے سائرہ رضی اللہ عنہا میں منت کے طور پر سات دن تک کھانا نہیں کھاؤں گا صرف مشغول عبادت رہوں گا۔

احوال حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب آپکے پاس بارہ فرشتے (بشکل انسان) بحکم خدا حاضر ہوئے اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے تولد ہونیکی بشارت دی

جب ساتواں دن ہوا تو صبح کے وقت بارہ اشخاص جوان نیک رُو مثال غلاموں کے مزیّن ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے السلام علیکم اس کا جواب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وعلیکم السلام دیا۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام مہمان سرائے میں بیٹھے ہوئے تھے اسی وقت گھر آئے اور آ کر کہنے لگے کہ بارہ اشخاص بطور مہمان آئے ہیں کھانا تیار کرو

سائرہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ گھر میں روٹیوں کے لئے جو کا آٹا تو ہے لیکن پکانے کے لئے کیا بندوبست کریں ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے مہمان خاص ہیں کوئی بندوبست اچھا ہونا چاہئے ۔ تب سائرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی حضور بچھڑا ذبح کر لیں ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بچھڑا حلال کر کے اس کی بوٹیاں بنا کر سائرہ رضی اللہ عنہا کو دیں اور فرمانے لگے کہ تم گوشت روٹی تیار کرو اور مہمان یہیں آ کر کھا لیں گے ۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو سائرہ رضی اللہ عنہا نے گھر میں ایک الگ کمرہ میں دستر خوان بچھا کر کھانا لگا دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ مہمانوں کو گھر لے آئیں تا کہ کھانا کھا لیں ۔

تب حضرت ابراہیم علیہ السلام ان مہمانوں کو گھر لے آئے اور دستر خوان کے پاس خود بھی بیٹھ گئے اور مہمانوں کو بھی بٹھایا ۔ جب کافی دیر تک بیٹھے رہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے آپ سب کھانا کیوں نہیں تناول فرماتے ۔ مہمانوں نے جواب دیا کہ بغیر قیمت ادا کئے ہم کیسے کھانا کھا سکتے ہیں ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کہ کھانا شروع کرتے وقت بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کہہ دینا اور جب کھانا کھا لیں گے تو الحمد للہ کہہ دینا بس یہی کھانے کی قیمت ہو گی ۔ تب مہمانوں نے باآواز بلند کہا اے ابراہیم علیہ السلام اس بات سے

خداتعالےٰ آپ سے بہت خوش ہوئے ہیں۔ پھر کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔ جب کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو کہنے لگے اے ابراہیم علیہ السلام ہم آپ کو ایک خوشخبری دیتے ہیں وہ یہ کہ سائرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے آئندہ مستقبل قریب میں ایک بچہ تولد ہوگا۔ سائرہ رضی اللہ عنہا کہیں قریب کھڑی یہ سن رہی تھی۔ مہمانوں کے پاس جا کر کہنے لگی کہ میں بوڑھی ہو چکی ہوں اور میرے خاوند بھی نوّے سال کے بوڑھے ہو گئے ہوئے ہیں۔ ہائے اللہ میں کیا بچہ جنوں گی۔ مہمانوں نے کہا کیسی عجیب بات آپ نے کہہ دی ہے۔ پھر بولے اے بی بی صاحبہ امر الٰہی میں کیا تعجب کرتی ہو۔ یہ تو خداوند قدوس کی حکمت اور مہربانی ہے اور اللہ کی تمام برکتیں ہیں تم پہ اور تمہارے گھر پہ۔ پھر مہمان بولے اے بی بی صاحبہ ایک خوشخبری تو یہ ہے کہ تمہارے بطن سے جو بچہ پیدا ہوگا اس کا نام اسحاق ہوگا دوسری خوشخبری یہ کہ اسحاق علیہ السلام کے صلب سے ایک بچہ یعقوب نامی پیدا ہوگا اور تیسری خوشخبری یہ کہ ان ہی کی پشت سے چون ہزار نبی پیدا ہوں گے۔ یہ سن کر حضرت سائرہ رضی اللہ عنہا ہنس پڑی۔ تب مہمانوں میں سے ایک بزرگ مہمان کہنے لگا۔ اے سائرہ رضی اللہ عنہا اللہ کے کارخانہ قدرت میں تعجب مت کرو ابھی تم کو اللہ کی قدرت کا ادنیٰ کرشمہ دکھاتے ہیں۔

پھر تم کو کامل یقین ہو جائے گا۔ بزرگ مہمان کہنے لگے کہ جس طباق میں بچھڑا کے گوشت کی ہڈیاں پڑی ہیں وہ اٹھا کر ہمارے سامنے رکھ دو۔ سائرہ رضی اللہ عنہا نے وہ ہڈیوں والا طباق لاکر رکھ دیا۔ بزرگ مہمان فرمانے لگے ان ہڈیوں کی طرف دیکھ کر کہو قم باذن اللہ اور جب تک بچھڑا اپنی اصلی حالت میں اُٹھ کھڑا نہ ہو کہتی رہیں۔ تب سائرہ رضی اللہ عنہا نے کہا قم باذن اللہ تو طباق کے اندر ہڈیاں ہلنے لگیں۔ دوسری دفعہ پھر کہا قم باذن اللہ تو ہڈیاں آپس میں جڑ گئیں۔ تیسری دفعہ کہا قم باذن اللہ تو ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ سا بن گیا۔ چوتھی دفعہ کہا قم باذن اللہ تو اس ڈھانچے پر کھال آگئی۔ جب پانچویں مرتبہ کہا قم باذن اللہ تو بچھڑا اچھل کر سائرہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاکر کھڑا ہو گیا۔ سائرہ رضی اللہ عنہا یہ دیکھ کر بہت زیادہ خوش اور متعجب ہوئیں۔ بزرگ مہمان فرمانے لگے لاؤ ایک درخت کی سوکھی ہوئی ٹہنی تمہیں اللہ تعالےٰ کی قدرت دکھائیں جب سائرہ رضی اللہ عنہا ایک سوکھی ہوئی ٹہنی لائیں تو بزرگ مہمان اپنے سامنے رکھ کر کہنے لگے تھوڑا سا پانی لاؤ۔ جب پانی آگیا تو انہوں نے اس سوکھی ہوئی ٹہنی پر پھینک دیا۔ ٹہنی اسی وقت اللہ کے حکم سے سبز ہو گئی اور اس پر ہری ہری پتیاں بھی لگ گئیں۔ سائرہ رضی اللہ عنہا

یہ عجیب کرشمے دیکھ کر کہنے لگیں کہ اب بہت خوش ہوئی ہوں - اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگیں کہ ان مہمانوں سے دریافت کریں کہ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جاتا ہے - کیوں کہ مجھے کچھ خوف سا لگ رہا ہے - شاید کوئی ہم سے الگ مخلوق نہ ہو - بزرگ مہمان فرمانے لگے ہم سے مت ڈرو - ہم اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں اور بحکم خدا قوم لوط کی طرف جا رہے ہیں - اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے آپ نے ایک دن کھانا نہ کھانے کا کہا تھا اور تہیہ کیا ہوا تھا کہ کھانا مہمان کے ساتھ کھائیں گے ورنہ نہیں کھائیں گے - اور آپ بطور روزدار کے ہیں اور ہم محض اسی مقصد کی وجہ سے بصورت انسان بھیجے گئے کہ آپ مہمان نوازی کریں گے - اور ہمارے ساتھ کھانا کھائیں گے تو آپ کا روزہ کھل جائے گا اور جو بوجہ بھوک اور فاقہ کرنے سے پریشانی لاحق ہوتی اللہ تعالیٰ برداشت نہیں کر سکتے - کیوں کہ آپ خلیل اللہ ہیں -

اس کے بعد سب فرشتے کہنے لگے کہ لوط علیہ السلام بھی پیغمبر مرسل ہیں ان کو وہاں کی بلا سے نجات دلانے کیلئے بحکم رب العزت جا رہے ہیں - حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے میں بھی ساتھ چلوں گا - جبرائیل فرشتہ جن کو بزرگ مہمان سمجھا گیا تھا کہنے لگے کہ اے ابراہیم علیہ السلام آپ کو وہاں جانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا ہے یہ کہہ کر سب فرشتے سلام کرتے ہوئے غائب ہو گئے -

احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام جب آپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گھر گئے اور ان کی بیوی کو ایک رقعہ دے کر ملک شام واپس چلے گئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک سال حج کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ حج سے فارغ ہونے کے بعد آپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گھر تشریف لے گئے۔ حاجرہ رضی اللہ عنہا اس وقت فوت ہو چکی تھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے گھر کے باہر کھڑے ہو کر دروازے پر دستک دی تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی نے اندر سے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور کس کو ملنا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کہ میں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ملاقات کرنی ہے۔ میں ملک شام سے آیا ہوں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی نے گھر کے اندر سے جواب دیا کہ کاروباری سلسلہ میں باہر گئے ہوئے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے۔ کب واپس گھر تشریف لاویں گے حضرت اسماعیل علیہ

السلام کی بیوی نے جواب دیا کہ مجھے کوئی علم نہیں کب آئیں گے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے بیٹے میں اس کا باپ ہوں مجھے ان سے ضروری ملنا ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی نے جواب دیا کہ پھر کبھی آجانا۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے ایک رقعہ لکھا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی کو دے کر خود ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر تشریف لائے تو بیوی نے ان کو رقعہ دیا اور کہنے لگی کہ ایک بزرگ دے گئے ہیں۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام نے وہ رقعہ پڑھا تو تحریر کا مفہوم یہ تھا کہ اے بیٹے اسماعیل علیہ السلام آپ کی چاردیواری درست ہے مگر چوکھٹ اچھی نہیں ہے اس کو بدل لو۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام بیوی سے فرمانے لگے کہ تو نے اتنی جلیل القدر ہستی کو خفا کر دیا ہے۔ بیوی کہنے لگی کہ میں نے کوئی گستاخی نہیں کی صرف توجہ کے ساتھ ان کو ٹھہرنے پر مجبور نہیں کیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام فرمانے لگے کہ یہ غلطی کیا کم ہے۔ وہ اس گھر کے مالک ہیں اور تم نے ان کو خلوص سے اندر آنے کے لئے نہیں کہا۔ مہمان نوازی تو اس گھر کی وراثت ہے اور تم نے اس کے برعکس کیا ہے پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام فرمانے لگے کہ تم نے ان کی عظمت کو

نہیں جانا ان کو تو لوگ اللہ کا دوست کہہ کر پکارتے ہیں یہ وہی بزرگ ہیں جو خلیل اللہ کے نام سے بھی مشہور ہیں پیغمبر مرسل ہیں آپکو اللہ تعالے نے آتش نمرود سے چالیس دن کے بعد محفوظ باہر نکالا تھا۔ ملک شام میں لوگ ان کے عقیدت مند ہیں ان کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی بات اللہ قبول کرتا ہے دین اسلام کے مسائل لوگوں کو سکھلاتے ہیں جہمان نوازی میں مشہور ہیں۔ ان کے مقدس ہاتھوں سے خانہ کعبہ توحید کا پہلا گھر تعمیر ہوا تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنی بیوی سے کہنے لگے کہ میں کون کون سی خوبیاں ان کی بتاؤں۔ اللہ تعالے نے ان میں ان گنت خوبیاں پیدا کی ہوئی ہیں۔ تو کیا ان کی خدمت کرے گی۔ ان کی خدمت تو ملائکہ کرتے ہیں۔ بہتر ہے کہ تو میرے والد بزرگوار حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے معافی مانگ لے رشتہ کے اعتبار سے تیرے بھی تو وہ والد بزرگوار ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی کہنے لگی کہ میں نے کونسا جرم کیا ہے جو معافی مانگوں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنی بیوی کی بات سن کر اس کے والد جو قبیلہ جرہم کا سردار تھا کے پاس گئے۔ اس کو اپنے گھریلو حالات سے آگاہ کیا۔ سردار نے بڑی توجہ کے ساتھ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گفتگو سنی اور عرض کرنے لگا کہ آپ راہ راست پہ ہیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے دوست ہیں، پیغمبر مرسل ہیں وہ جو کچھ کہتے ہیں امر الٰہی کے مطابق کہتے ہیں۔ لہٰذا آپ اس فیصلے کو منشائے ایزدی کے تحت کریں۔ تب حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر پہنچے اور اپنی بیوی کو اس کے والد کا پیغام دیا مگر وہ پھر بھی اس بات پر ضد کرتی رہی کہ حضرت ابراہیم سے معذرت نہیں کروں گی چنانچہ بحکم خدا حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنی بیوی کو اپنی زوجیت سے نکال دیا۔

احوال حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام جب آپ نے دوسری شادی کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ مکرمہ آئے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی کو خوشخبری کا رقعہ دے گئے

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جب اپنی بیوی کو زوجیت سے نکالا تھا اس وقت ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں تھی چونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حاجرہ رضی اللہ عنہا فوت ہو چکی تھیں اس وجہ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر میں کچھ تنہائی محسوس

کرتے تھے اور اولاد کے نہ ہونے سے اور بھی زیادہ پریشان حال رہتے تھے بیشتر وقت حرم پاک میں عبادت کرنے میں گزرتا تھا اور کبھی کبھی آپ اپنے والد بزرگوار حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت کے لئے ملک شام چلے جاتے تھے اور وہاں حضرت اسحاق علیہ السلام اور دوسرے بھائیوں کو دیکھ کر واپس مکہ تشریف لے آتے تھے۔ ایک سال جب حضرت اسماعیل علیہ السلام ملک شام گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام عرض کی اور اپنی بیوی کے بارے میں سب کچھ بتایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے اے بیٹے اسماعیل علیہ السلام حالات کے مطابق جو کچھ کیا درست ہے آپ فرمانے لگے کہ ایسی عورت جو گستاخ اور بے ادب ہو اس سے ہمیشہ کے لئے واسطہ رکھ کر زندگی گزارنا جہنم میں رہنے کے مترادف ہے ہمیشہ رونے سے ایک دفعہ رونا بہتر ہے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کہ جو عورت گھر کی چار دیواری میں رہ کر سلیقہ شعار نہیں بنتی یا مہمان نوازی کے آداب سے آگاہ نہیں ہوتی وہ بیکار عورت ہے۔ بعد میں آپ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالےٰ کوئی نیک خاتون سے تمہارا واسطہ پیدا کر دے اور اولاد میں برکت عطا فرمائے۔

کچھ دن ٹھہرنے کے بعد حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام مکہ مکرمہ واپس تشریف لے آئے اور اپنے دنیادی امور اور یاد خدا میں مصروف

ہو گئے۔ کچھ وقت گزر جانے کے بعد حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام
نے دوبارہ ایک نیک عورت سے نکاح کیا جو مکہ کے شریفوں میں سے
تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو آپ
ملک شام سے مکہ مکرمہ تشریف لائے اور پہلے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ
علیہ السلام کے گھر پر گئے اور دروازے پر دستک دی تو اتفاق سے اس
وقت بھی آپ کے لخت جگر فرزند ارجمند گھر پر موجود نہیں تھے "تاہم ان
کی بیوی نے اندر سے آواز دی کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں حضرت
ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام فرمانے لگے کہ میں ملک شام سے آیا ہوں۔
بس یہ آواز سن کر حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی بیوی نے دروازہ
کھول دیا اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اندر آنے کے لئے عرض
کیا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام فرمانے لگے بیٹے مجھے ضروری
کام کی خاطر جلدی لوٹنا ہے۔ تب حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام
کی بیوی نے بہت منت کی مگر حضور نہ مانے تو اس نے کہا کہ آپ اپنا
کوئی پیغام دے جاویں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اندر
چارپائی پر بیٹھ کر اپنے دست مبارک سے رقعہ تحریر کرنے لگے اسی دوران
عابدہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے لئے کھانا تیار کر کے دستر خوان بچھایا اس
کے اوپر کھانا لگا کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو کھانا تناول

فرمانے کے لئے عرض کیا۔ جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کھانا تناول فرمالیا اور اٹھ کر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی اور اولاد کے لئے دعا فرمائی اور اس کے ہاتھ میں ایک رقعہ دے کر آپ گھر سے نکل کر ملک شام تشریف لے گئے۔ جب حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام بوقت شام گھر تشریف فرما ہوئے تو عابدہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت ذبیح اللہ علیہ السلام کے مبارک ہاتھ میں رقعہ دیا۔ جب آپ نے پڑھا اس میں تحریر تھا کہ اے میرے لخت جگر فرزند ارجمند مبارک ہو تم کو اب تمہاری چار دیواری بھی درست ہے اور چوکھٹ بھی درست ہے۔ میری دُعائیں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہیں گی اور انشاءاللہ اس گھر پر اللہ کی طرف سے برکتیں نازل ہوتی رہیں گی۔ رقعہ پڑھ کر حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبیح اللہ نے اپنی بیوی کو مبارک دی اور کہا تم پر میرے والد بزرگوار حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام دلی طور پر بہت راضی ہوئے ہیں۔ لہٰذا اب تم اس گھر میں ہمیشہ انشاءاللہ آباد رہو گی۔ بس اس کے بعد حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام اور آپ کی زوجہ محترمہ دونوں بخوشی اپنے دنیاوی امور میں مصروف ہو گئے۔

احوال حضرتِ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب آپکو اللہ تعالیٰ نے آزمائشوں سے گزار کر کامیابی عطا فرمائی اور پھر اپنا نائب اور لوگوں کا امام مقرر کیا

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی عمر جب سو سال کے قریب ہوئی تو آپ نے تمام تر کاروباری اور دیگر تمام قسم کی دنیاوی امور کی ذمہ داریاں اپنے فرزندوں حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کے سپرد کر دیں۔ اور آپ مکمل طور پر حجرہ نشین ہو گئے اور ہر وقت خداوند قدوس کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ اللہ تعالےٰ قرآن پاک میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی عظمت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جب ہم نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو چند باتوں میں یعنی مشکلات میں ڈال کر ان کا امتحان لیا بطور آزمائش کے۔ تو وہ ان کو پورے طور پر بجا لائے تو امر الٰہی ہوا کہ اے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہم نے آپ کو زمین پر بسنے والے لوگوں کا امام مقرر کیا ہے۔ تب یہ حکم سن کر

عرض کرنے لگے کہ اے رب العزت کیا میری اولاد کو بھی یہ نعمت عظمیٰ عطا فرمائیں گے خداوند قدوس کا حکم ہوا یہ امر رفیع اعلیٰ امامت کا عہدہ ظالموں کے لئے نہیں ہے۔ یعنی میرے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کیلئے نہیں ہے پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے پوچھا کیا آپ میرے اطاعت گزار ہو۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام عرض کرنے لگے کہ میں نے دل وجان سے اطاعت اختیار کر رکھی ہے۔ تب اللہ جل جلالہ، نے فرشتہ جبرائیل کو حکم دیا کہ تمام مخلوق جو اس وقت ساری زمین میں آباد ہے اور وہ روحیں جو ابھی مقامِ ارواح میں ہیں ان سب کو آگاہ کردو کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ذات بابرکات کو اللہ تعالےٰ نے دنیا میں اپنا نائب منتخب فرمایا ہے اور آخرت میں بھی صالحین اور مستند لوگوں میں شمار کرلیا ہے۔

احوال حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب آپ نے بوقت رحلت اپنی اولاد کو بلایا اور دین اسلام کے مسائل اور مناسک حج سے آگاہ کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ نے اس الٰہی خبر کو پاکر اپنی اولاد کو اپنے پاس بلایا اور فرمانے لگے اے میرے فرزندو مجھے اللہ تعالےٰ نے اپنی

رحمت کاملہ سے اپنا نائب زمین پر رہنے والی مخلوق کے لئے منتخب فرمایا اور آخرت کی خوشخبری دی ہے تب آپ کے بیٹوں نے کہا کہ سب لوگوں میں بحکم خدا اس بات کا چرچا ہوا ہے۔ اور ہم بھی جان چکے ہیں کہ آپ نائب خدا اور مخلوق کے امام ہیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کہ اے بیٹو میں نے رب العالمین کی اطاعت اختیار کی ہوئی ہے اور میں اس کا تابع فرمان ہوں۔ لہٰذا اللہ تعالےٰ نے ہمارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا ہے۔ سو تم بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا۔ اور میرے مرنے کے بعد اس جماعت کی پیروی نہ کرنا جو کفر اور شرک کی حالت میں مر گئی اور میں نے اپنی ساری زندگی میں ان کے خلاف جہاد کیا ہے۔ اے میرے بیٹو ہمیشہ اللہ کی پیروی اور اطاعت کرنا۔ دوسروں کے اعمال کا محاسبہ کرتے رہنا۔ کیوں کہ قیامت کے دن دوسروں کے اعمال کے بارے میں تم کو نہیں پوچھا جائے گا۔ یہ ساری نصیحتیں اپنی پوری اولاد کو کر رہے تھے اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت کی طرف رخ مبارک کر کے کہا کہ اے اللہ میرے ان سب بیٹوں کو اپنا مطیع بنا لیجئے اور میری اس اولاد میں سے ایک ایسی جماعت پیدا کیجئے جو آپ کی حکم بردار ہو۔ اور مناسک حج پر بھی پابند رہیں۔ اے پروردگار فی الحقیقت آپ ہی توجہ

فرمانے والے اور مہربان ہیں۔ اس جماعت کے اندر ان ہی میں سے ایک
ایسا پیغمبر پیدا فرمائیں جو ہمیشہ لوگوں کو آیاتِ قرآنی پڑھ پڑھ کے سنایا
کرے اور ان کو آسمانی کتاب کی تعلیم دیا کریں۔ اور قیامت تک دین
کا ڈنکا دنیا میں بجتا رہے۔ اے اللہ بے شک آپ ہی غالب القدرۃ
کامل الانتظام ہیں۔ جس جماعت کا یہاں ذکر کیا گیا ہے وہ صرف
نبی اسماعیل علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے۔ کیوں کہ انہی کی پشت
سے جناب سرورِ کونین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے ہیں۔
بعدہٗ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ اسلام فرمانے لگے کہ میری نصیحتوں
کو خوب یاد رکھنا اور تم سب اس پر عمل کرنا اور لوگوں کو دین اسلام
کے مسائل سے آگاہ کرتے رہنا اور ہمیشہ کفر اور بت پرستی کے خلاف
جہاد کرتے رہنا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے
سب بیٹوں کو جانے کی اجازت دے دی اور خود مصروف عبادت
ہو گئے۔ اس سے اگلے سال حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ملک
شام سے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کے گھر میں جلوہ افروز
ہوئے اور کچھ وقت ٹھہرنے کے بعد حرم پاک میں تشریف لے گئے ایک
سو ایک نوافل بطور شکرِ الٰہی ادا کئے۔ جب آخری سجدہ سے فارغ ہوئے
تو بارگاہ رب العزت میں دعا کی کہ روزِ قیامت جب لوگ زندہ ہو کر

اُٹھیں اس روز مجھ کو رسوا نہ کرنا۔ اس روز شفاعت کے لئے نہ مال کام آوے نہ اولاد صرف تیری رحمت کاملہ سے نجات ہوگی۔ دعا ختم ہی ہوئی تھی کہ عزرائیل فرشتہ آپ کے سامنے آکر دست بستہ کھڑا ہوگیا اور عرض کی کہ اے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام آپ کو آپ کے دوست نے یاد فرمایا ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام فرمانے لگے کہ ہاں میں خود بھی ملنے کے لئے بے تاب ہوں۔ اسی لمحہ آپ کی زبان مبارک سے نکلا كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ اور روح جسم مبارک سے پرواز کر کے عرش معلیٰ پر پہنچ گئی اِنَّ لِلّٰہِ وَاِنَّ عَلَیْہِ رَاجِعُون۔ جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ گرد و نواح کے لوگ آپ کی زیارت کے لئے ہجوم در ہجوم آئے۔ جمعہ کی نماز کے بعد حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام نے آپ کا تقدس بحال رکھتے ہوئے خود ہی نماز جنازہ پڑھائی۔ شرکت کے لئے ملائکہ۔ فرشتے۔ جن و انس اور ہزاروں لوگ دور دور سے آئے۔ تجہیز و تکفین کی سعادت بھی حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کو نصیب ہوئی۔ مکہ مکرمہ کی مقدس زمین میں ایک باغ کے اندر بانی کعبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مقدس جسد اقدس کو دفن کر دیا۔ لحد میں اُتارنے کی سعادت حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام دونوں نبیوں کو نصیب ہوئی۔

احوال حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ازواج مطہرات اور آپ کی اولاد کا

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی نسبت مبارکہ کی وجہ سے آپ کی ازواج مطہرات کا بھی بہت بلند مرتبہ ہے فرمان الٰہی کے مطابق کل پیغمبروں کی مقدس بیویاں حقیقی ماں کے مثل ہیں ان کی تعظیم و تکریم کل مسلمانوں پر لازم ہے۔

بانی کعبہ حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک فرزند کا نام نامی حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کے شکم مبارک سے پیدا ہوئے تھے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اور ان کی والدہ حاجرہ رضی اللہ عنہا کو مکہ مکرمہ میں آباد کیا اور عرب کی زمین ان کو عطا فرمائی۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوسرے فرزند کا نام نامی حضرت اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام جو حضرت سائرہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے تولد ہوئے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک شام اُن کو عطا فرمایا۔ اور قطورہ رضی اللہ عنہا کے مبارک شکم سے جو اولاد پیدا ہوئی ان کو آپ نے یمن کے علاقے عطا فرمائے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک بوقت وصال ایک سو تیس برس تھی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اس وقت حیات تھے ان کی عمر شریف بچاس برس تھی۔

احوال حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام جب آپ نے کفر و شرک میں ڈوبے ہوئے لوگوں کے خلاف جہاد شروع کیا اور ان کو دعوت الی الحق دی

حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام اپنے والد بزرگوار حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی طرح بیحد سخی اور اعلےٰ درجے کے مہمان نواز تھے۔ بڑے ہی نیک نفس اور عابد و زاہد تھے۔ غارِ حرا میں کھانا پانی ساتھ لے کر جاتے اور کئی کئی دنوں تک لگاتار خدا کی عبادت میں مصروف رہتے اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اُن کی پشت میں تھا۔

حق تعالےٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اے اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام تم مغرب کی زمین میں جاؤ اور وہاں کے لوگوں کو جو کفر و شرک میں ڈوبے ہوئے ہیں ان کو سچائی کی راہ دکھلاؤ اور دعوت الی الحق دو۔

چنانچہ یہ حکم پاتے ہی فوراً وہاں گئے اور تقریباً پچاس برس تک خلق اللہ کو ہدایت کی تبلیغ کی۔ یہاں تک کہ تمام لوگ مسلمان ہو گئے اور لوگ ان کی ہر بات کو دل وجان سے قبول کرنے لگے۔ حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام معاشرتی زندگی میں بھی لوگوں کے لئے کامل نمونہ تھے۔ حقوق العباد کے بارے میں لوگوں کو بہت نصیحتیں کیا کرتے تھے وعدہ کی پابندی کے بارے میں لوگوں کو بہت تلقین کیا کرتے تھے اور خود بھی وعدہ کی بہت پابندی کرتے تھے۔ اس ضمن میں ایک واقعہ اس طرح سے ہے کہ حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کہیں باہر کسی کام کی خاطر جا رہے تھے تو راستے میں ایک اجنبی آدمی ملا اور کہنے لگا کہ آپ یہیں ٹھہریں مجھے آپ سے ضروری کام ہے خود وہ راہ عدم ہوا۔ چونکہ وہ کہہ گیا تھا کہ جب تک میں نہ آؤں آپ اسی جگہ پر کھڑے رہ کر انتظار کریں اس وجہ سے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام صبح سے شام تک مسلسل کئی گھنٹوں تک وہاں کھڑے اس کے منتظر رہے۔ آخر کار سورج غروب ہونے کے بعد وہ آدمی آیا تو حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کو اسی جگہ پر کھڑے دیکھ کر حیران رہ گیا۔ تب ارشاد ربانی ہوا کہ حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام صادق الوعدہ تھے۔ اس کے بعد حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام ملک شام تشریف لے گئے

اور وہاں جا کر دیکھا کہ حضرت اسحاق علیہ السلام نابینا ہو گئے تھے اور اُن کے دو بیٹے بھی تھے ایک کا نام عیص اور دوسرے کا نام یعقوب علیہ السلام تھا۔ حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی ایک بیٹی تھی جس کا نام تسمیہ تھا۔ اس کی شادی آپ نے عیص سے کر دی۔ اور حضرت اسحاق علیہ السلام کو وصیت کر کے پھر مکے شریف میں واپس تشریف لے آئے اور اس واقعہ کے ایک برس بعد جب کہ آپ کی عمر مبارک ایک سو ساٹھ سال تھی۔ انتقال کر گئے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پہلو میں دفن ہو گئے ۔ ان للہ وانا علیہ راجعون ہ بعد اس کے ان کے بیٹے ہر ایک ملک میں متفرق ہو گئے۔ مگر دو بیٹے ایک ثابت دوسرے قیدار دونوں مکے میں ہی رہ گئے اور بیشتر اہل عرب اور حجاز انہی کی نسل سے ہیں۔ اسحاق علیہ السلام کو حق تعالےٰ کی طرف سے ان کو کنعان کا پیغمبر بنا کر بھیجا۔ ان کی بیوی کنعان کے سردار کی بیٹی تھی۔

احوال حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام اور آپکی اولاد کا

حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے ان کی اولاد میں خداوند قدوس نے اس قدر برکت عطا فرمائی کہ وہ بہت جلد تمام عرب میں پھیل گئے یہاں تک کہ مغرب میں مصر کے قریب اُن کی آبادیاں جا پہنچیں۔ اور مغرب کی طرف ان کے خیمے یمن تک پہنچ گئے اور شمال کی طرف ان کی بستیاں ملک شام سے جا ملیں۔ حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کے ایک فرزند جن کا نام قیدار تھا بہت ہی نامور ہوئے اور ان کی اولاد خاص مکہ میں آباد رہی اور یہ لوگ اپنے باپ کی طرح ہمیشہ خانہ کعبہ کی خدمت کرتے رہے جس کو دنیا میں توحید کی سب سے پہلی اور آخری درس گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ انہی قیدار کی اولاد میں عدنان نامی نہایت اولوالعزم شخص پیدا ہوئے اور عدنان کی اولاد میں چند پشتوں کے بعد قصیٰ سب ہی جاہ و جلال والے شخص پیدا ہوئے جنہوں نے مکہ مکرمہ میں مشترکہ حکومت کی بنیاد پر ۴۷۰ء میں ایک سلطنت بنائی جو دارالندوہ کے نام سے مشہور رہے اور اپنا ایک قومی جھنڈا بنایا جس کو "لواء" کہتے تھے۔ قصی کے بعد ان کے فرزند عبدمناف اپنے باپ کے جانشیں ہوئے۔ پھر اُن کے فرزند "ہاشم" پھر اُن کے فرزند عبدالمطلب یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کے جانشین ہوتے رہے۔

انہی عبدالمطلب کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں جن کے فرزند ارجمند ہمارے حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

احوال حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ملّت کے بارے میں قرآن کی رُو سے

ملّتِ ابراہیم علیہ السلام ایک لقب ہے شریعت محمدیہ کا سو یہ کہنا کہ ہم ملّتِ ابراہیمیہ پر رہیں گے یا یہ کہنا کہ ملّتِ ابراہیم علیہ السلام کا اتباع کرو مترادف اور ہم معنیٰ اس کا ہے کہ کہا جاوے کہ ہم شریعت محمدیہ پر قائم رہیں گے یا شریعت محمدیہ کا اتباع کریں گے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے باپ کی دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ظہور ہوں۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی بعض نصیحتوں میں یہ ہے کہ مومن حقیقی وہ ہے کہ یہ خصلتیں اس میں ہوں۔ اوّل خدا کو پہچاننا دوسرے نیک اور بد کو جاننا تیسرے ماں باپ کا حق پہچاننا اور اُن کی خدمت کرنا چوتھے غصے کو زیادہ حد سے نہ بڑھانا پانچواں محتاجوں اور مسکینوں کو صدقہ خیرات دینا۔

چھٹے قطعِ صلۂ رحمی نہ کرنا۔ ساتویں گناہوں سے پرہیز اور مصیبتوں میں صبر کرنا۔ آٹھویں شکرِ الٰہی

ہدیۂ عقیدت بدرگاہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے۔ صنم کدہ ہے جہاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

ختم شد

حضور شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہِ عظمت میں ہدیۂ عقیدت

تمام تعریفیں اللہ تعالےٰ کے لئے ہیں جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو لوگوں کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات جن وانس پر دین اسلام کو ظاہر کرنے کے لئے بھیجا۔ دلیلوں اور معجزات بے مثل کے ساتھ اور صلوٰۃ اور سلام ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نور کے مالک ہیں۔ اور اندھیروں کو دور کرنے والے ہیں حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر اصحاب پر اور ازواجِ مطہرات پر سلام ہو مرحبا! آپ کی ذات چاند اور سورج سے اعلیٰ ہے آپ نورٌ علیٰ نور ہیں۔ آپ لوگوں کے سینوں کو کھولنے والے ہیں اور پاک صاف کرنے والے ہیں۔ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی عظمت ہے کہ تمام فرشتے۔ ملائکہ جن وانس اور مخلوقات آپ کی ذات با برکات پر ہر وقت درود بھیجتے رہتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ہ

صفت کیا کرے گا کوئی آں حضور کی
جب حد ہی نہیں ہے کوئی ان کے عروج کی

صفت ہے خدا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم موصوف ہیں
موصوف ہے خدا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم صفت ہیں

اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ میرے آقا نے فرمایا
لَوْ لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ اللہ نے فرمایا

خود ہی بنایا خود ہی اس پر ہوا فدا
اک راز کھل گیا ہے کہتا ہوں برملا
مکی مدنی گلیوں میں گھومتا تھا خود خدا
جب کچھ نہ تھا تو خدا تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تھا
جب کچھ نہ ہوگا تو خدا ہوگا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہوگا

دو ہی طاقتیں ہیں ساری دنیا میں
ایک اللہ کی ذات برحق ہے
اک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات باری ہے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم وجۂ تخلیق دو عالم

محمد صلی اللہ علیہ وسلم فخرِ گیتی فخرِ آدم
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تبسم اللہ اللہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تکلم اللہ اللہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ثانی نہیں ہے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہے جو فانی نہیں ہے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب کے فن کی ابتدا ہے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب کے فن کی انتہا ہے

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرْ
مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ
لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یا محمد یا محمد سرورِ پیغمبراں
ہر بلا را دفع کن یا محمد الاماں
کن نظر برحالِ زارم بے سروپا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منظر سماوی انوارِ تجلیات الٰہی

باتفاق رائے ارباب خبر، اصحاب معرفت، مؤرخین، محققین، محدثین ثابت ہے کہ اللہ جل جلالہ کا جب ارادہ تخلیق کائنات ہوا تو سب سے اوّل نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تخلیق فرمایا۔ اس طرح بھی تصوّر کیا گیا ہے کہ خلاّق مطلق کا سب سے پہلا جلوہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ بعدہٗ عرش و کرسی، لوح، قلم، چاند، سورج، ستارے، جنّت، دوزخ، زمین، آسمان، شجر، حجر بنے۔ پھر ذی رُوح مخلوقات اور تمام موجودات امر الٰہی سے معرضِ وجود میں آئی۔

منظر الٰہی امر سے جب مخلوق سماوی، نُوری، ناری پیدا ہوئی

حکمتِ جلّ شانہٗ سے وادیٔ بہشت میں ایک طرف نور کا چشمہ پیدا ہوا۔ پانچ ہزار برس اُس نُور کے چشمہ پر رحمتِ لازوال کا عکس پڑتا رہا۔ جب امرِ ایزدی ہُوا تو اُس نُور کے چشمہ سے ایک نُورانی

کبوتر نما پرندہ پیدا ہوا اور وہ پرندہ اُڑ کر سدرۃ المنتہیٰ پر بیٹھ گیا۔ پھر پانچ ہزار برس تک وہ نورانی پرندہ پروردگار عالم کا طواف کرنے میں مصروف رہا۔ بعدہٗ حکم باری تعالیٰ ہوا تو نورانی کبوتر نما پرندہ نے اس نور کے چشمہ میں غوطہ لگایا اور اُوپر کی طرف اُڑ کر پھر سدرۃ المنتہیٰ پر بیٹھ گیا۔ اور جونہی اس نورانی پرندہ نے اپنے پروں کو ہوا دی تو جو قطرے پروں سے ٹپکے اُن سے ملائکہ۔ فرشتے اور دیگر سماوی مخلوق پیدا ہوئی۔ اور وہ نورانی پرندہ بحکم الٰہ العالمین دوبارہ اُسی نور کے چشمہ میں مدغم ہوا۔ پھر الٰہی امر سے ایک لامحدود مدت کے کے بعد ایک آتشی پرندہ وادیٔ دوزخ سے باہر آیا اور وہ اُڑ کر درختِ طوبیٰ پر جا بیٹھا۔ بحکم خداوندِ قدوس جب اِس آتشی پرندہ نے ہیبتِ جل شانہٗ سے اپنی آنکھوں سے آنسو بہائے۔ اُن سے جن و اُنس سانپ، بچھو، جملہ زہریلی مخلوق اور ناری مخلوق پیدا ہوئی۔ بحکم ربّ ذوالجلال فرشتہ عزرائیل نے اس کل مخلوق کو اُسی وقت کرۂ زمین کے مختلف حصوں پر پھینک دیا۔ یہی وجہ ہے کہ بنی نوعِ انسان سے پہلے جن و اُنس اور جملہ زہریلی مخلوق زمین پر آباد ہوئی۔ اس کے بعد وہ آتشی پرندہ بحکم ربُّ العالمین دوبارہ دوزخ میں واپس چلا گیا۔ جب اس مخلوق ہذا کو پیدا ہوئے ان گنت برس گزرے

تو پھر وہی نورانی کبوتر نما پرندہ اُسی نور کے چشمہ سے بحکم خدا باہر آیا اور ایک
عظیم الشان درخت پر جا بیٹھا۔ بحکم باری تعالیٰ جب اس نورانی پرندہ
نے اپنی آنکھوں سے بصد عجز و نیاز ہیبت جل شانہٗ سے آنسو بہائے
تو ان آنسوؤں سے قدرت کاملہ ربّ قہار و جبار ایک طاؤس
پیدا ہوا۔ اور وہ نورانی کبوتر نما پرندہ دوبارہ اسی چشمہ میں چلا گیا
جب بحکم الٰہی طاؤس نے اپنی آنکھیں کھولیں تو جونہی اُس نے اپنی
خوبصورتی کو دیکھا تو خوشی سے ناچنے لگا۔ ناچتے ناچتے جب اُس
کی نگاہ اپنے پاؤں پر پڑی تو اپنی آنکھوں سے آنسو بہانے لگا۔
اور روتے روتے طاؤس نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ
اے ربّ العزت انتہائی بے مثل خوبصورتی سے مجھے پیدا فرمایا
مگر میرے پاؤں پر کیا عتاب آیا۔ جسم اتنا خوبصورت اور پاؤں اتنے
ہی بدنما۔ ندا باری تعالیٰ سے آئی اے طاؤس عاجزی و انکساری بارگاہ
اُولی الٰہیں قبول ہے۔ اے طاؤس تو نے اپنی آنکھیں کھولتے ہی اپنے
پروں کی خوبصورتی کو دیکھا تو جذبۂ خوشی میں شکر الٰہی کی بجائے
ناچنا شروع کر دیا۔ اور یہ حرکت رب کریم کی بارگاہ میں قابلِ نفرت
ہے۔ لہٰذا تمہاری اس ناپسندیدہ حرکت کی وجہ سے اسی وقت الٰہی
امر سے تمہارے پاؤں بدصورت ہوئے تاکہ ہمیشہ تم جبروتی قوت کو

یاد رکھو اور جب تم کو دنیا میں بھیجا جائے گا۔ تو زمین پر بسنے والے باشعور انسانوں کے لئے تمہارے پروں کی جاذب نظر اور دلکش خوبصورتی مگر پاؤں کی بدصورتی ایک حیرت انگیز لیکن نصیحت آموز بات ہوگی۔ ثانیاً دیکھنے والے لوگوں کے تصوّر میں آیا کرے گا کہ دربار الٰہی میں صرف خوبصورتی۔ تقویٰ اور پرہیزگاری ہی کافی نہیں۔ عاجزی و انکساری بھی ضروری ہے یہ الٰہی حکم سن کر طاؤس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تو اس نے عرض کیا کہ اے خداوندِ قدوس مجھے معافی دی جائے اور میرے لئے سکون مہیا کیا جائے۔ اس کی دُعا قبول ہوئی۔ اسی لمحہ شان کریمی سے طاؤس کے آنسو جو گرے تھے اُن سے طاؤس کی مادہ پیدا ہوئی۔ جونہی طاؤس نے اپنی مادہ کو دیکھا تو شکرِ الٰہی بجا لایا۔ مگر جب مادہ کے پاؤں پر نظر پڑی تو پھر طاؤس بارگاہ الٰہی میں جھکا اور عرض کیا اے رب جلیل میری مادہ کے پاؤں بھی میرے پاؤں کی طرح بدصورت بنا دے۔ ندائے حق آئی کہ اے طاؤس بس اس پر اکتفا کرو مکمل سکون ناممکن ہے۔ پس حکم ربّ جلیل سن کر طاؤس خاموش ہوا اور اپنی مادہ کے ساتھ وادئ بہشت میں رہنے لگا۔

منظر نورانی، سماوی، ازلی نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ماہیت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

اس کے بعد ربّ العزّت نے رضوان فرشتہ کو حکم دیا کہ ساقِ عرش پر اوّل کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ لکھ دو فرشتہ رضوان نے چار سو برس میں بحکم باری تعالےٰ ساقِ عرش پر اوّل کلمہ لکھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ بعدہٗ اللہ جل شانہٗ نے اس ازلی نور کو پانچ ہزار برس تک چشمۂ نور میں رکھنے کے بعد عالمِ تجرّد میں رکھا جہاں وہ ازلی نور قدرت خداوندی سے ہر ہزار برس کے بعد جب کہ ایک دن رب کے قریب ہزار برس کے برابر ہے اس دنیا کے برسوں سے جو ہم گنتے ہیں۔ ساقِ عرش پر چمکتا تھا۔ ملائکہ اور فرشتے مظہر جلّ شانہٗ کا نظارہ دیکھتے رہتے تھے اس طرح ازلی نور کو طوافِ حق کرتے ہوئے ایک کروڑ چھ لاکھ ستر ہزار برس گزرے تو ایک روز ملائکہ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ ہزارہا برس سے نور چمکتا ہوا نظر آتا ہے اے ربّ العزّت کیسا نور ہے۔ بارگاہِ ایزدی سے ندا آئی کہ یہ ازلی نور جو طویل مدّت سے گا ہے گا ہے چمکتا ہوا دیکھتے ہو اُس نور کی ماہیّت کو بدل دیا ہے۔ اس نورِ ازلی کی بڑی عظمت ہے

اس نورِ ازلی کو ابدی نام میں تبدیل کر دیا ہے۔ تب قلم کو اللہ نے حکم دیا کہ ساقِ عرش پر لکھے ہوئے کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کو مکمل کرو۔ قلم نے عرض کیا اے باری تعالےٰ کیا نام لکھوں۔ ارشاد ربّ الانام ہوا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ سے آگے لکھو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حکم سن کر قلم نے کہا یا الٰہی آپ بے ماخذ ہیں یہ بزرگ نام کس کا ہے۔ جناب باری تعالےٰ سے آواز آئی۔ یہ نام برگزیدہ میرے محبوب پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ پھر قلم نے عرض کیا کہ اے ربّ العزت کوئی چیز آپ کے مثل نہیں ہے۔ تب ہیبتِ خطاب جلّ شانہٗ سے قلم کے منہ پر شگاف مسنون جاری ہوا اور قیامت تک رہے گا۔ پھر قلم نے محمد رسول اللہ لکھا۔ ندائے حق آئی کہ اب کلمۂ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ مکمل ہوا اور کائنات میں اوّل سے ابد تک یہی کلمہ جاری رہے گا۔ اس کے بعد عرش کے اوپر اٹھارہ ہزار برج شانِ ربوبیّت سے پیدا ہوئے۔ ہر برج میں اٹھارہ ہزار ستون کھڑے ہوئے اور ہر ستون کے اوپر اٹھارہ ہزار کنگرے لگے۔ پھر حکم باری تعالیٰ ہوا اے ملائکہ میں نے تم کو ہفت آسمان و زمین اور جو کچھ بیچ اس کے ہے سب کچھ بتا دیا ہے۔ اب صرف تم سب ملائکہ اور جملہ سماوی مخلوق تسبیح پڑھا کرو۔ سبحان اللہ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ

اَکبر وَلَاحولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔

ترجمہ:۔ "حمد ہے واسطے اللہ تعالےٰ کے اور نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور اللہ بہت بڑا ہے اور نہیں ہے توانائی اور قدرت کسی کو سوائے اللہ کے اور ایسا اللہ کہ بڑا بزرگ ہے"

اس حکم کے بعد ملائکہ، فرشتے اور جملہ مخلوق سماوی ہر وقت اللہ جلالہٗ، عمّ نوالہٗ کی عبادت کرتے رہتے۔ ایک معینہ مدت کے بعد لوح محفوظ جنبش میں آیا۔ مخلوق سماوی نے عرض کیا کہ اے اللہ آپ صاحبِ عظمت اور ذیشان ہیں اور آپ ہی قدرت والے اور کمال، جلال، اور بزرگی والے ہیں ہم سب سے کیا خطا ہوئی کہ لوحِ محفوظ حرکت میں آیا۔ حکم باری تعالےٰ ہوا کہ تم سب سے کوئی خطا نہیں ہوئی بلکہ میری شانِ ربوبیت یعنی ستاری، غفاری، قہاری اور جبروت کا منظر پیش ہوا ہے اور اُمّ الکتاب مکمل ہو چکی ہے۔ جملہ سماوی مخلوق نے عجز و نیاز سے عرض کیا کہ اے خداوند قدوس کہ ہم سب اُمّ الکتاب کے بارے میں کچھ نہیں سمجھ سکے۔ ربّ ذوالجلال سے ندا آئی کہ اُمّ الکتاب سے مراد یہ ہے کہ کل کائنات مشیّت ایزدی کے تحت قائم رہے گی۔ جس کو چاہوں گا ذلت دوں گا اور جس کو چاہوں گا عزت بخشوں گا۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور جو کچھ کسی کے مقدر میں ہوگا ہر حال میں اُس کو ملتا رہے گا۔

مگر چار چیزیں ۔ رزق ۔ موت ۔ سعادت ۔ شفاعت ان میں ہرگز تغیر و تبدل نہیں ہوگا اور روزِ ازل پر انسان کے اعمال کا محاسبہ ہوگا اگر کسی انسان نے اپنی زبان کو ٹھیک طور پر استعمال نہ کیا تو اس کا ایک ایک اعضاء بولے گا اور حقیقت حال سے آگاہ کرے گا ۔ گویا کل جاندار مخلوق کو ایک دفعہ دنیا میں پیدا کروں گا پھر ہر ایک پر موت وارد کروں گا ۔ اور قیامت کے دن دوبارہ زندہ کروں گا ۔ بعد اِس کے ذی رُوح مخلوق ہمیشہ زندہ رہے گی ۔

منظر بحکم ربّ الانام جب آدم علیہ السلام کا پتلا تیار کیا گیا

بعدہٗ ربّ کریم نے چاہا کہ ویران دنیا بنی نوع انسان سے آباد ہو ۔ اس مقصد کے لئے جبرائیل فرشتہ کو حکم ہوا کہ زمین پر جاؤ اور اس جگہ سے مٹّی لاؤ جو زمین کا نورانی دل ہے ۔ بحکم ربّ جلیل وخبیر فرشتہ جبرائیل سرزمین عرب مدینہ منوّرہ جو زمین کا رُوحانی دل ہے وہاں اُترا ۔ اور جس جگہ روضہ اقدس ہے وہاں بیٹھ گیا اور جب مٹھی بھر مٹّی زمین سے اُٹھانے لگا تو مٹّی سے آواز آئی کہ بے گناہ ہوں کونسی خطا مجھ سے سرزد ہوئی ہے کہ مجھ کو میری اس جگہ سے جُدا کر رہا ہے ۔

میں ربّ ذو الجلال کی شکر گزار اور فرمانبردار ہوں۔ پُر سوز آواز سے فرشتہ جبرائیل کو رحم آیا اور مٹی کو وہیں پھینک کر واپس بارگاہ اعلیٰ و اولیٰ میں حاضر ہوا اور حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ جبرائیل فرشتہ کے بعد بحکم خدا اسرافیل فرشتہ اسی مقدس جگہ پر اُترا۔ جونہی مٹی اُٹھانے لگا تو ندا آئی کہ مجھ کو یہیں رہنے دو۔ مجھے مصیبت میں نہ ڈالو۔ بس یہی الفاظ سُن کر فرشتہ اسرافیل واپس آسمان پر بارگاہ ربّ غفّار و قہار میں پہنچا تو اسی لمحہ فرشتہ میکائیل بحکم خدا زمین پر آیا اور جب اس نے مٹھی بھر خاک زمین سے اٹھائی تو پھر پہلے ہی کی طرح آوازیں آنی شروع ہوئیں۔ کہ میری خطا کا مجھے علم نہیں ہوا مگر عتاب جاری ہے آسمان پر مٹی کی کیا ضرورت ہے ایک مٹھی بھر مٹی کے لئے کتنا تردّد اور جبر ہو رہا ہے مجھ کو یہیں سکون میں رہنے دو۔ پھر مٹی سے آواز آئی کہ خدا کے واسطے مجھے نہ لے جاؤ۔ فرشتہ میکائیل برداشت نہ کر سکا۔ اور مٹی اسی جگہ پر پھینک دی اور بارگاہ الٰہی میں پیش ہوا۔ آخر کار سب فرشتوں کے بعد عزرائیل فرشتہ کو جب حکم ربّ سمیع و بصیر ہوا کہ مٹھی بھر خاک زمین سے لاؤ تو عزرائیل نے بارگاہ الٰہ العالمین میں عرض کیا کہ یا الٰہی آپ کی چاہت ہے کہ خاک سے پتلا تیار کر کے اس میں جان ڈالنی ہے اور اس کو دنیا میں آباد کرنا

ہے پھر اس کی نسل زمین پر بڑھے گی مگر رُوح مقرّرہ وقت کے مطابق ہر ایک انسان سے نکالی جائے گی اور اس طرح قیامت تک مخلوق پیدا ہوتی رہے گی اور مرتی رہے گی۔ حکم باری تعالےٰ ہوا کہ اے عزرائیل یہ کام تم کو ہی سونپ دیا ہے۔ پھر عزرائیل نے معذرت کی کہ اے اللہ تیرے بندے مجھے دشمن جانیں گے اور مجھ سے نفرت کریں گے۔ جناب باری تعالےٰ نے فرمایا کہ اے عزرائیل تم غم مت کرو میں خالقِ مخلوق ہوں یہ تمام پروگرام ایک اعلےٰ اور خاص منصوبے سے تیّار ہو رہا ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو مکمّل طور پر میری ہی طرف ہو جائینگے دوسرے لوگ اُس نظام کی طرف کبھی دھیان ہی نہیں دیں گے اور مصروف کار رہا کریں گے۔ ہر ایک موت کا سبب گردانوں گا اور ہر شخص اپنے اپنے مرض میں گرفتار رہے گا۔ بعض اوقات ایسے ہی حالات واقعات اور اسباب پیدا ہو جایا کریں گے کہ انہی کے اعمال ان کو گھیر لیا کریں گے اور پھر خود ہی کچھ لوگ موت طلب کیا کریں گے تب لوگ تجھ کو دشمن نہ جانیں گے۔ زمانے کے ساتھ لوگ۔ جیسے جیسے وسائل اپنی سہولتوں کے لئے پیدا کریں گے۔ انہی میں سے ان کی موت کا سبب پیدا ہو جایا کرے گا ہر خوشی کے پیچھے غم اور ہر غم کے پیچھے خوشی ہوگی۔ کوئی غریب، کوئی تونگر، کوئی فقیر، کوئی بیمار،

کوئی صحت مند، کوئی خوبصورت اور کوئی بدصورت ہوگا اور یہ سب کچھ
ایسی قدرت سے ہوگا کہ مخلوق صرف علامتوں کو اچھا یا برا گردانیگی
لوگ نہ مجھ کو برا کہیں گے اور نہ تجھ کو ظالم خیال کریں گے یہ الٰہی حکم سن
کر عزرائیل فرشتہ خوش ہوا اور اسی لمحہ فرشتہ عزرائیل مقدس سرزمین
مدینہ پر اترا اور جب مٹی اٹھانے لگا تو صدا آئی کہ کس وجہ سے مجھ پر
سختی وارد کی جارہی ہے عزرائیل فرشتہ نے جواب دیا کہ اے مٹی تم
خوش بخت ہو تمہاری وجہ سے ویرانہ آباد ہوگا مٹی نے انتہائی حیرانگی سے
پوچھا کہ میری تھوڑی سی مقدار کی وجہ سے ویران دنیا کیسے آباد ہوگی۔
فرشتہ عزرائیل نے جواب دیا کہ ربّ خلیل عظیم چاہتے ہیں کہ دنیا آباد
ہو اس خواہش سے آدم علیہ السلام کا پتلا تیار کرنا ہے پھر اس میں جان
ڈالنی ہے بس پھر دنیا آباد ہو جائے گی مٹی بولی کہ مجھے ہمیشہ کے لئے
عذاب میں نہ ڈال میری توبہ نسلِ آدم ہمیشہ اس زمین پر فساد اور خون
خرابہ کرے گی اور امن تباہ و برباد ہو جائے گا۔ کیوں کہ امن پسند
انسان کم پیدا ہوں گے اور شر پسند انسان زیادہ ہوں گے۔ عزرائیل
نے جواب دیا کہ سب ملائکہ اور جملہ انسانی مخلوق نے بارگاہِ خداوندی
میں عرض کیا ہے کہ ہم سب تیری تسبیح کرتے رہتے ہیں تو پھر زمین پر
مخلوق آباد کرنے کی کیا ضرورت محسوس ہوئی ہے اور پھر یہ بھی عرض

سے کیا کہ انسان زمین پر فساد پھیلائے گا مگر اللہ جل شانہ، کا حکم ہوا کہ سب سے بہتر جاننے والا ہوں زمین کو آباد کرنا ہے اور اپنا نائب بھی ضرور بنانا ہے اور کل سماوی مخلوق راضی برضا ہے لہٰذا میں نے اپنے رب ستار و غفار کے حکم کی تکمیل ضرور کرنی ہے اور تم کو ضرور لے جانا ہے مٹی بولی کہ تم کو ترس نہیں آتا۔ فرشتہ عزرائیل نے جواب دیا کہ جب قہار و جبار کی منشاء یہی ہے کہ ذی روح مخلوق موت اور زندگی کی کشمکش میں رہے گی اور جملہ موجودات بگڑتی اور بنتی رہیں گی تو کون دخل انداز ہو سکتا ہے پھر عزرائیل فرشتہ نے کہا کہ اے مٹی جب تم کو نہیں بنایا تھا اور باقی جملہ موجودات بھی معرض وجود میں نہیں آئی تھی تو اس وقت کون تھا صرف رب ازلی۔ اور جب کچھ نہ رہے گا تو پھر بھی وہی ہوگا۔ ہم سب فانی مخلوق مجبور ہیں تب یہ سب کچھ سن کر زمین بولی کہ آخر میرا کونسا جرم ہے کہ میری ماہیت کو بدلا جا رہا ہے عزرائیل فرشتہ نے جواب دیا کہ جرم کی بات نہ کر تو نادان ہے مگر خوش بخت ہے جس مالک نے بنایا ہے وہی طلب کر رہا ہے۔ گھبراؤ مت مالک الملک عادل ہیں۔ تم سے پتلا آدم تیار کر کے اس میں روح ڈال دیں گے اور زمین پر آباد کریں گے اور پھر وعدہ کے مطابق روح کو بھی مقامِ ارواح میں واپس بلالیں گے

اور ہر جاندار جسم بمع نسلِ آدم کے تم میں ہی دوبارہ دفن ہوں گے اور اے مٹی اس جگہ پر روضۂ اقدس ہوگا اور قیامت تک لوگ اس جگہ کو دیکھنے کے لئے آتے رہینگے توحید و رسالت کے پروانے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پاک کی وجہ سے تمہاری بھی تعظیم و تکریم کریں گے اور عاشقِ رسول بوسہ دیا کریں گے۔ مٹی نے فرشتہ عزرائیل کی بات جب سنی تو انتہائی خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ واقعی خوش نصیب ہوں کہ مجھ سے قالبِ آدم تیار ہوگا اور اللہ کے حبیب کے قدم مبارک مجھ پر آئیں گے اور روضۂ اقدس بھی یہیں پر ہوگا مگر پھر بھی تو مجھ کو میری جگہ سے الگ نہ کر۔ بس یہ الفاظ سن کر فرشتہ عزرائیل نے کہا کہ یہی تو قانونِ قدرت ہے کہ وصل اور جدائی لازم و ملزوم ہیں پھر مٹی نے پکارا ترس کر مجھ پر عزرائیل نے جواب دیا کہ ترس تو میری جبلت میں ہی نہیں رکھا اِسی وجہ سے مجھے اللہ نے اس کام پر معمور کر دیا ہے۔ حکم بردار ہوں اپنے رب کا۔ اصول ترس پر قربان نہیں ہوسکتا تو نادان ہے بس یہ کہہ کر عزرائیل نے ایک مٹھی بھر مٹی اس جگہ سے اٹھائی اور حکم الٰہی کے عین مطابق مرکزِ ارض یعنی اس جگہ جہاں خانہ کعبہ ہے وہاں رکھا مشیتِ ایزدی سے روحانی بارانِ رحمت اس مٹھی بھر خاک پر چالیس برس تک برسی رب رحیم و کریم نے چاہا تو خاکی پتلا قد و قامت میں اس مٹھی بھر خاک سے نومولود بچہ کی طرح عین فطری

تقاضے کے مطابق تیار ہو گیا۔

منظر بحکم الٰہی جب قالب آدم علیہ السلام میں روح داخل ہوئی

امر الٰہی ہوا تو ٹھیک فطری وقت کے مطابق فرشتہ جب روح اس خاکی پتلا میں پھونکنے لگا تو روح جو نازک اور لطیف تھی اس خاکی کثیف پتلا اور اندھیرے کو دیکھ کر گھبرائی اور داخل ہونے میں تامل کیا تو فرشتہ روح الامین نے بارگاہِ رب ذوالجلال میں عرض کیا کہ روح پتلا میں داخل ہونے سے پریشان حال ہے تب رب جبار و قہار کا روح کو حکم ہوا کہ اے روح فوراً خاکی پتلا میں داخل ہو اس امر کے تحت روح پیشانی کی طرف سے خاکی پتلا میں داخل ہوئی جب سینہ کے قریب پہنچی تو پھر آرزو کی اے رب العالمین مجھ کو واپس بلاؤ اس اندھیرے قالب سے خوف آرہا ہے حکم ایزدی ہوا کہ اب داخل ہو وقت معینہ کے مطابق ضرور واپس بلایا جائے گا اِسی لمحہ روح آگے بڑھنا شروع ہوئی قالب بے جان کے جس حصہ میں روح پہنچتی تھی خاکی پتلا جو ٹھیکرے کی مانند تھا گوشت اور پوست سے بدلتا جاتا تھا جب روح مکمل خاکی پتلے کے اندر داخل ہوئی تو قالب حرکت میں آیا رضائے الٰہی سے قوت گویائی، قوت سماع، قوت بینائی، سونگھنے کی قوت اور جملہ تمام قوتیں

جسم میں وارد ہوئیں تو قالب سے رونے کی آواز آئی اور پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کی آواز آئی۔ فرشتہ رُوح الامین نے سُن کر یَرْحَمُکَ اللّٰہ اور پھر اسی وقت بارگاہِ ربّ جلیل و خبیر میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے پروردگارِ عالم قالب جاندار ہے۔

منظر بحکم خلاّقِ مطلق فرشتہ جبرائیل نے آدم علیہ السلام کو زمین سے اٹھا کر بیت المعمور میں رکھا اور تمام علوم سکھلائے

فرشتہ جبرائیل نے حکم کی تعمیل کی اور قالبِ جاندار کو مکّہ مکرّمہ کی مقدّس زمین سے اُٹھایا اور بارگاہِ خداوندی میں پیش کر دیا۔ اللہ جلّ جلالہٗ نے جب قالبِ جاندار جو نومولود بچہ کی طرح تھا کو دیکھا تو حکم دیا کہ قالبِ آدم کو ڈھانپ دو۔ الٰہی حکم سُنتے ہی جنّت کی حُور نورین نے آدم کو چشمۂ جنّت سے نہلایا اور پھر جنتی جوڑا پہنا کر اعلےٰ قسم کے رُومال میں لپیٹ کر اپنی گود میں لیا اور پھر ربِ قدیر کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اللہ برتر کی نگاہِ رحمت جب آدم علیہ السلام پر پڑی تو انتہائی خوبصورتی ان کے جسم پر آئی حکم باری تعالیٰ ہوا کہ آدم علیہ السلام کو بیت المعمور میں لے جاؤ اور سماوی غذاؤں سے اس کی پرورش کرو۔ نورین حور حکم پا کر آدم علیہ السلام کو بیت المعمور

میں لے گئی اور تخت خلافت پر لٹا دیا۔ بحکم ربّ قہار و جبّار مقرب فرشتے اور ملائکہ اور حُور نورین یہ سب آدم علیہ السلام کی خدمت کے واسطے معمور ہوئے اللہ جلّ جلالہٗ کی قدرت سے پیدا شدہ اسباب و وسائل کا احاطہ نہیں ہو سکتا جس طرح اللہ کریم چاہتے ہیں اسی طرح ہو جاتا ہے آدم علیہ السلام قد و قامت میں فطری اصول کے مطابق ہوئے تو مقرب فرشتہ جبرائیل نے امرِ ربّانی کے تحت آدم علیہ السلام کو تمام سماوی مناظر اور طبقات دکھائے کل بے جان چیزوں اور جاندار مخلوق کے نام ظاہری، باطنی، دینی، دنیاوی علوم سکھلائے بعد، آدم علیہ السلام نے سات طبقات آسمان، دوزخ، بہشت اور باقی ادنیٰ و اعلےٰ مقامات دیکھے آخر میں جب آدم علیہ السلام کی نگاہِ ساقِ عرش پر پڑی تو کندہ شدہ کلمہ دیکھا تو آگے بڑھنے کی بجائے وہیں رُک گئے اور بلند آواز سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا اور پڑھتے ہوئے بارگاہ ربّ اعلےٰ و اولیٰ میں پہنچے اور عرض کیا کہ اے مالکِ کون و مکاں کل سماوی مخلوق دیکھی ہے اور شانِ ربوبیّت کے مظاہرے دیکھے مگر جو لطفِ رُوحانی اس کلمہ کو پڑھ کر محسوس کیا ہے۔ کسی اور بات سے ایسا لطف پیدا نہیں ہُوا اور پھر عرض کیا اے مالک ارض و سماوات کلمہ کا پہلا حصّہ توحید ظاہر کرتا ہے مگر کلمہ کا دوسرا حصّہ

کس بزرگ ہستی کے لئے ہے آدم علیہ السلام کی یہ بات سن کر اسی وقت امرِ ربانی ہوا کہ کل ملائکہ فرشتے اور دیگر مخلوق بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو جائے حکم پاتے ہی کل ملائکہ فرشتے اور جملہ مخلوق بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو کر تختِ یزدانی کے سامنے بڑے ادب کے ساتھ دو زانو ہو کر بیٹھ گئے۔

منظر سماوی اللہ جل شانہٗ نے جب عظمت و بزرگی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ملائکہ اور آدم علیہ السلام پر ظاہر کی

ندا ربِّ ذوالجلال سے آئی کہ اولاً نور کی ماہیت تبدیل ہوئی تو اسمِ ذات ہوا اللہ اور باقی نام صفاتی ہیں۔ اسی طرح ثانیاً نورِ ازلی کی ماہیت تبدیل ہوئی تو اسم ذات ہوا محمدؐ اور باقی نام صفاتی ہیں پھر ندا باری تعالیٰ سے آئی کہ محمدؐ کے نام کو اس وجہ سے اپنے نام کے بعد لکھا کہ جب اس مقدس نام کو پکارا جائے تو پہلے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کہا جائے پھر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بعد میں مُحَمَّدٌ الرَّسُوۡلُ اللّٰہِ کہا جائے تاکہ کلمہ اللہ کے نام سے شروع ہو اور ساتھ ہی شانِ ربوبیت بیان ہو اور پڑھنے والے کی زبان پاک ہو جائے اور پھر حبیب برگزیدہ

کا نام لیا جائے۔

پھر حکمِ الٰہی ہوا کہ اے آدم علیہ السلام اور کل سماوی مخلوق غور سے سن لو تم میں سے جب بھی کوئی نام لے میرے محبوب برگزیدہ کا تو کہے صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے سے سنے تو درود و سلام بھیجے۔ اور اے آدم علیہ السلام جب تم کو دنیا میں بھیجوں گا اور تمہارے صلب سے جو اولاد پیدا ہو ان کو تم تلقین کرنا اور اسی طرح وہ آگے اپنی اولاد کو تلقین کریں کہ اس مقدّس نام کو جب پکاریں تو صلی اللہ علیہ وسلم کہیں اور جب ایک دوسرے سے سُنیں تو فوراً درود و سلام بھیجیں اور جب اس مقدس نام کو دنیا میں پیدا فرماؤں گا تو تمام مخلوق کو آگاہ کروں گا کہ میرے حبیب برگزیدہ کی حیاتِ طیّبہ میں اور حیات طیّبہ کے بعد بھی اسی طرح نام لیتے وقت صلی اللہ علیہ وسلم اور سنتے وقت درود و سلام بھیجنا جس کسی نے اس حکم کی تعمیل نہ کی اس کے تمام صالح اعمال اکارت ہوں گے اور وہ راندہ درگاہ ہوگا۔

پھر فرمایا خداوندِ قدوس نے کہ ملائکہ، فرشتو اور جملہ سماوی مخلوق اگر اس مقدّس نام صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تم سب کو پیدا نہ کرتا نہ چاند، نہ سورج، نہ زمین، نہ آسمان تخلیق کرتا اے

آدم علیہ السلام تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔

منظر سماوی میثاقِ النبیین

الٰہی امر پاکر قدسی، ملائکہ، فرشتے اور دیگر سماوی مخلوق بارگاہِ یزدانی میں حاضر ہوئے۔ حضرت آدم علیہ السلام بمع ارواحِ مقدسہ انبیاء کرام بھی موجود تھے۔ بعدہٗ خداوندِ قدوس جل جلالہٗ نے جملہ سماوی مخلوق کے سامنے ارواحِ مقدسہ انبیاء کو فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو زبردست حکمت اور اعلےٰ مصدقہ کتاب جس میں کوئی شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے عطا ہوئی ہے۔ لوحِ محفوظ پر کندہ کر دیا ہے۔ بحکم ربِ ذوالجلال جبرائیل فرشتہ نے بلند آواز سے پڑھا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛ فِیْهِ ۛ پھر ارشاد باری تعالےٰ ہوا کہ نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے پہلے بلکہ کل کائنات سے پہلے اپنے نور سے تخلیق فرمایا۔ مگر دنیا میں تم سب کے بعد جامۂ بشریت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کروں گا۔ جملہ ارواحِ مقدسہ انبیاء نے اور دیگر سماوی مخلوق نے باآوازِ بلند کہا: سابقٌ نورہٖ وآخرٌ ظہورہٗ۔ اور اسی وقت بحکم ربِّ کریم لوحِ محفوظ پر فرشتہ جبرائیل نے لکھ دیا۔ بعدہٗ

پھر آدم علیہ السلام اور انبیاء کرام سے قوت یزدانی مخاطب ہوئی اور فرمایا جس طور پر تم سب کو دنیا میں پیدا فرماؤں گا اسی طور پر ساتھ کے ساتھ ہی حسب حال احکام سماوی بشکل کتاب۔ صحیفہ نازل فرما کر یا پردے کے پیچھے سے یا بذریعہ وحی یا جیسا میں چاہوں گا احکام سماوی نازل کرتا رہونگا تم سب نے اس طرح سے مدد کرنی ہے اور نصرت حاصل کرنی ہے کہ ہر ایک اپنی اپنی باری امت کو آگاہ کریگا آخر الزماں پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوں گے۔ سب ان کی رسالت پر ایمان لانا۔ یہ ربانی حکم سن کر کل ارواح انبیاء اور حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ ہم سب اقرار کرتے ہیں اور اسی حکم کو بجالائیں گے۔ پھر اللہ تعالٰے نے فرمایا میں بھی تمہارے ساتھ شاہد ہوں اور اے آدم علیہ السلام تم گواہ رہنا۔ شیث علیہ السلام پر اے شیث علیہ السلام تم گواہ رہنا ادریس علیہ السلام پر۔ اے ادریس علیہ السلام تم گواہ رہنا نوح علیہ السلام پر۔ اے نوح علیہ السلام تم گواہ رہنا ابراہیم علیہ السلام پر۔ اے ابراہیم علیہ السلام آپ گواہ رہنا اسماعیل علیہ اسلام پر۔ اے اسماعیل علیہ اسلام آپ گواہ رہنا اسحاق علیہ السلام پر اور اسی طرح حضرت عیسٰی علیہ السلام تک فرمایا۔ اس کے بعد یہ بھی حکم فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی نے اس عہد سے روگردانی کی تو اس کو بے حکمی کرنے والا خیال کیا جائے گا۔ آخر میں فرمایا کہ

کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جلوہ افروز ہوں گے۔ وہ تم سب کی تصدیق کریں گے اپنی اُمت میں کہ تم سب سچے اور برحق نبی ہو۔

منظر جب شانِ خداوندی سے آدم علیہ السّلام دنیا میں آباد ہوئے اور اُن کی پیشانی سے ازلی نور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک پہنچا

اس کے بعد امر الٰہی کے تحت جب حضرت آدم علیہ السّلام دنیا میں بھیجے گئے اور اُن کے صلب سے بحکم ربّ جلیل جتنی بھی اولاد ہوئی وہ مختلف جگہوں پر آباد ہوئی۔ تو نورِ محمّدی حضرت آدم علیہ السّلام سے حضرت شیث علیہ السلام کی پیشانی میں پہنچا اور پھر پشت بعد پشت یہ نور حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہنچا پھر شانِ کریمی سے یہ نور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام تک پہنچا اور حضرت اسماعیل علیہ السّلام کے بارہ بیٹے ہوئے ان کی اولاد میں اللہ تعالےٰ نے اس قدر برکت عطا فرمائی کہ وہ بہت جلد تمام اُن کے خیمے یمن تک پہنچ گئے اور سارے عرب میں

پھیل گئے۔ یہانتک کہ مغرب میں مصر کے قریب تک انکی آبادیاں جا پہنچیں اور جنوب کیطرف اور شمال کی طرف ان کی بستیاں ملک شام سے جا ملیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ایک فرزند جن کا نام قیدار تھا بہت ہی نامور ہوئے اور اُن کی اولاد خاص مکہ میں آباد ہوئی اور یہ لوگ اپنے باپ کی طرح ہمیشہ کعبہ معظمہ کی خدمت کرتے رہے۔ جس کو دنیا میں کردار و عمل کا پہلا گھر کہتے ہیں انہی قیدار کی اولاد میں عدنان نامی نہایت اولوالعزم شخص پیدا ہوئے اور عدنان کی اولاد میں چند پشتوں کے بعد قُصَیّ بہت ہی جاہ و جلال والے شخص پیدا ہوئے۔ جنہوں نے مکہ مکرمہ میں مشترکہ حکومت کی بنیاد پر ۴۴۰ء میں ایک سلطنت قائم کی اور ایک قومی مجلس (پارلیمنٹ) بنائی جو "دارالندوہ" کے نام سے مشہور ہے۔ اور اپنا ایک قومی جھنڈا بنایا جس کو "لِواء" کہتے تھے۔ قصیّ کے بعد ان کے فرزند عبد مناف اپنے باپ کے جانشین ہوئے پھر ان کے فرزند "ہاشم" پھر اُن کے فرزند "عبدالمطلب" ہوئے انہی عبدالمطلب کے فرزند حضرت عبداللہ ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان نبوت میں سبھی حضرات اپنی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے بڑے نامی گرامی ہیں۔ مگر چند ہستیاں ایسی

ہیں جو آسمان فضل و کمال پر چاند تارے بن کر چمکے۔ ان باکمالوں میں سے فہر بن مالک بھی ہیں ان کا لقب قریش ہے اور ان کی اولاد قریشی یا قریش کہلاتی ہے۔ فہر بن مالک قریش اس وجہ سے کہلاتے ہیں کہ قرش ایک سمندری جانور کا نام تھا جو بہت ہی طاقتور اور سمندری جانوروں کو کھا ڈالتا تھا۔ کھاتا اسطرح تھا کہ سمندر کے کنارے پر کھڑے ہو کر سمندر میں پانی کی طرف نگاہ کر کے دیکھتا رہتا اور اس کی آنکھوں کی کشش سے سمندری جانور اس کے قریب آجاتے اور قرش ان کو کھا لیتا تھا اور اسی طرح وہ اپنی بھوک مٹاتا تھا گویا یہ تمام سمندری جانوروں پر ہمیشہ غالب رہتا کبھی مغلوب نہیں ہوتا تھا۔ فہر بن مالک کو جو اپنی شجاعت اور خداداد طاقت کی بنا پر تمام قبائل عرب پر غالب تھا۔ اس بنا پر ایک شخص نے فہر بن مالک سے ایک روز کہا کہ آپ بہت بہادر اور شکاری بھی ہیں اس لئے آپ قرش جانور کا شکار کر کے دکھائیں تو پھر ہم سب آپ کو بہادر مانیں گے چنانچہ فہر بن مالک سمندر کے کنارے پر جا کر کھڑے ہو گئے اور قرش جانور تیرتا ہوا سمندر سے کنارے کی طرف آیا اور کنارے کے قریب آکر رک گیا۔ فہر بن مالک نے جب قرش کی طرف دیکھا تو قرش جانور بجائے پیچھے لوٹ جانے کے وہیں کھڑا رہا۔ اور اپنی لمبی گردن اٹھا کر

فہر بن مالک کی طرف دیکھنے لگا۔ دونوں میں سے کوئی بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹا۔ آخر فہر بن مالک کی آنکھوں کی کشش سے قرش جانور اپنی جگہ سے ہٹ نہ سکا اور آخرکار اس نے اپنی گردن کو جھکا لیا تو اسی وقت فہر بن مالک نے کمان اس کی طرف کر کے تیر مارا جو قرش جانور کے سینہ میں جا کر گھس گیا۔ تب فہر بن مالک نے قرش جانور کو سمندر سے نکال کر اپنے کندھوں پر اٹھایا اور گھر لے آیا جب لوگوں نے دیکھا کہ قرش جانور کا شکار فہر بن مالک نے کر لیا ہے تو اسی دن سے لوگوں نے فہر بن مالک کو قرش کہنا شروع کر دیا اور کچھ وقت کے بعد یہ لفظ بگڑ کر قرش سے قریش ہوا اس لئے تمام اہل عرب اُن کو "قریش" کے لقب سے پکارنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ دونوں کا سلسلہ نسب فہر بن مالک سے ملتا ہے اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ماں باپ دونوں کی طرف سے قریش ہیں۔

منظر ایمانِ کامل

حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے صرف پچیس دن پہلے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ حرم پاک میں بیٹھے

یادِالٰہی میں مصروف تھے۔ کہ ایک شخص ملک شام سے آیا اور حرم پاک میں داخل ہو کر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے قریب بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ اے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ میں تجارت کے سلسلہ میں یمن گیا ہوا تھا تو اس شہر کے چند معززین نے مجھے بتایا کہ ابرہہ حاکم یمن کو اس بات کا علم ہوا ہے کہ مکہ مکرمہ کا ایک گھر دُور دُور کے لوگوں کے لئے اکرام کا گہوارہ ہے اور ہر سال موسم احرام کو اطراف و جانب کے لوگ وہاں آ کر حمد دُعا اور اس گھر کے طواف کرتے ہیں اس ملعون کو اللہ کے گھر سے حسد ہوا ہے اور اس نے ملک کے لوگوں کو حکم دیا ہے کہ بیت اللہ سے سوا اک عمدہ گھر کی معماری کرو تاکہ لوگ مکہ مکرمہ سے دور رہ کر اس ملک کے لئے راہی ہوں اور اس صومعہ کا دور کر کے حمد و دعا سے مسرور ہوں اس طرح اس حاکم کے حکم سے اک عمدہ صومعہ کی معماری کی گئی ہے اور سارے ملک کے لوگوں کو حکم ملا ہے کہ آئندہ ہر سال مکہ مکرمہ جانے کی بجائے اس صومعہ کا طواف کیا جائے۔ مگر کچھ لوگ خانہ کعبہ کے دلدادہ ہیں انہوں نے سخت مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ جب کبھی ہمارا داؤ چلا ہم اس صومعہ کو ضرور مسمار کریں گے کیونکہ دنیا میں توحید کا گھر صرف مکہ مکرمہ میں ہے اس بات سے ابرہہ کو سخت دکھ ہوا ہے

اور وہ طیش میں آپے سے باہر ہو گیا ہے اور خانہ کعبہ کو مسمار کرنے کے لئے ہاتھیوں کی فوج لے کر مکہ پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہے لہٰذا اے عبدالمطلب رضی اللہ عنہ آپ بھی اپنے خاندان کے تمام سرداروں کو بلائیں اور بیت اللہ کو بچانے کے لئے بندوبست کریں۔
جب اس شامی نے اپنی بات ختم کر دی اور اٹھ کر جانے لگا تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ خانہ کعبہ کا مالک میں نہیں ہوں اللہ ہے اور وہی اس کا نگہبان ہے میرا اس بات پر کامل ایمان ہے کہ قیامت تک یہی گھر کردار و عمل کا مرکز رہیگا اس کو کوئی نہیں گرا سکتا۔ حضرت عبدالمطلب رضؓ کی یہ ایمانی قوت کو دیکھ کر وہ شامی بہت حیران ہوا اور حرم پاک سے نکل کر اپنے ملک شام کی طرف روانہ ہوا
اس کے دوسرے ہی دن ہاتھیوں کی فوج لے کر ابرہہ نے مکہ پر حملہ کر دیا اور اس کی فوج کے اگلے دستہ نے مکہ والوں کے تمام اونٹوں اور دوسرے مویشیوں کو چھین لیا۔ اس میں سے کچھ بھیڑیں اور اونٹ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے تھے۔
چنانچہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس معاملہ میں گفتگو کرنے کے لئے اس لشکر میں تشریف لے گئے جب ابرہہ کو معلوم ہوا کہ قریش کا سردار اس سے ملاقات کرنے کے لئے آیا ہے تو اس نے

آپ کو خیمہ میں بُلا لیا اور جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ایک بلند قامت ۔ رعب دار اور نہایت ہی باوقار آدمی ہیں تو صورت دیکھتے ہی ابرہہ مرعوب ہو گیا اور بے اختیار تخت شاہی سے اتر کر آپ کی تعظیم و تکریم کے لئے کھڑا ہو گیا اور اپنے برابر بٹھا کر دریافت کیا کہ کہئے ۔ سرداران قریش یہاں آپ کی تشریف آوری کا کیا مقصد ہے ۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہمارے اونٹ ۔ بھیڑیں اور بکریاں وغیرہ جو آپ کے لشکر کے سپاہی ہانک لائے ہیں ۔ آپ ان سب مویشیوں کو ہمارے سپرد کر دیجیئے ۔ یہ سن کر ابرہہ نے کہا کہ اے سردار قریش میں تو یہ سمجھتا تھا کہ آپ حوصلہ مند اور شاندار آدمی ہیں مگر آپ نے مجھ سے اپنے مویشیوں کا سوال کر کے میری نظروں میں اپنا وقار کم کر دیا ۔ اونٹ اور بکری کی حقیقت ہی کیا ہے میں تو آپ کے کعبہ کو توڑ پھوڑ کر برباد کرنے کے لئے آیا ہوں ۔ آپ نے اس کے بارے میں کوئی گفتگو نہیں کی ۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے تو اپنے جانوروں سے مطلب ہے ۔ کعبہ میرا گھر نہیں ہے بلکہ وہ اللہ کا گھر ہے وہ خود اپنے گھر کی حفاظت کریگا مجھے کعبہ کی ذرا بھی فکر نہیں ہے ۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اے ابرہہ مجھے اپنے پروردگار عالم پر

مکمل بھروسہ ہے۔ یہ سن کر ابرہہ نے فرعونی لہجہ میں کہا کہ اے سردار مکہ سن لیجئے میں کعبہ کو گرا کر اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دونگا اور روئے زمین سے اس کا نام و نشان مٹا دونگا کیونکہ مکہ والوں نے میرے صومعہ کی بڑی بے حرمتی کی ہے اور کہا ہے کہ کبھی نہ کبھی صومعہ کو مسمار کریں گے۔ اس لئے میں اس کا انتقام لینے کے لئے کعبہ کو مسمار کرا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ حضرت عبدالمطلب رضؓ فرمانے لگے تو کعبہ کی مسماری کا ارادہ رکھتا ہے میں عین الیقین اور حق الیقین سے کہتا ہوں کہ تو بیت اللہ پاک کی ایک اینٹ بھی نہیں اکھاڑ سکتا ہے لہذا میں آپ سے سفارش کرنے والا کون ہوں۔

اس ایمانی گفتگو کے بعد ابرہہ نے تمام جانوروں کو واپس کر دینے کا حکم دے دیا اور عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تمام اونٹوں، بھیڑوں اور بکریوں کو ساتھ لیکر اپنے گھر چلے گئے۔ اور مکہ والوں سے فرمایا کہ تم لوگ اپنے اپنے مال مویشیوں کو لیکر اپنے اپنے گھروں میں چلے جاؤ۔ اور بالکل بے فکر ہو جاؤ اللہ ہم سب کی مدد کریگا اور اپنی رحمت سے محفوظ فرمائیگا چنانچہ سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے۔

اس کے دوسرے ہی دن ابرہہ جب صبح کو کعبہ ڈھانے کیلئے اپنے لشکر جرّار اور ہاتھیوں کی قطار کے ساتھ آگے بڑھا تو خود اس کا

ہاتھی جس کا نام محمود تھا ایک دم بیٹھ گیا۔ ہر چند مارا اور بار بار للکارا مگر ہاتھی نہیں اٹھا اسی حال میں قہر الٰہی ابابیلوں کی شکل میں نمودار ہوا۔ اور ننھے ننھے پرندے جھنڈ کے جھنڈ جن کی چونچ اور پنجوں میں تین تین کنکریاں تھیں۔ سمندر کی جانب سے حرم کعبہ کی طرف آنے لگے ابابیلوں کے ان لشکروں نے ابرہہ کی فوج پر زور شور سے کنکریاں پھینکنی شروع کر دیں۔ خدا کی قدرت کا جلوہ دیکھئے کہ جب کنکری کسی فیل سوار کے سر پر پڑتی تھی تو اس آدمی کے بدن کو چھیدتی ہوئی ہاتھی کے بدن سے پار ہو جاتی تھی۔ ابرہہ کی فوج میں بھگدڑ مچ گیا اور ہاتھی سوار فوج نے ایک دوسرے کو پاؤں کے نیچے روند دیا۔ اور ہاتھی مر کر بھس کی طرح ہوئے۔ فوج کے صرف چند سپاہی جن کے دلوں میں کعبہ کی عظمت تھی اس الٰہی عذاب سے محفوظ رہے اور ابرہہ ان کے ساتھ جب واپس یمن لوٹا تو اپنی ناکامی پر اسقدر نادم ہوا کہ موت تک روتا رہا۔ یہی وہ واقعہ ہے جسکا ذکر قرآن پاک میں کیا گیا ہے۔

جب ابرہہ اور اس کے لشکر کا یہ انجام ہوا تو عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے سب لوگوں کو بیت اللہ میں بلایا اور فرمایا کہ اے قریش تم سب کتنے خوف زدہ تھے لیکن دیکھ لیا اللہ کی قدرت کا نظارہ کسطرح

سے کعبہ محفوظ ہوا ہے اللہ تعالیٰ جب کسی کی عظمت کو کسی ظالم کے ہاتھوں سے محفوظ کرنا چاہیں تو ظاہری اسباب ایسے پیدا فرماتا ہے جو دیکھنے میں انتہائی کمزور لگتے ہیں لیکن دشمن کے لئے موت کا پیغام لیکر آتے ہیں۔ جسطرح کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو نمرود نے آتشکدہ میں ڈال دیا لیکن اللہ جل جلالہٗ نے رحمت کاملہ سے ظاہری علامت معمولی سی پیدا کی یعنی چند بارش کے قطروں کے ٹپکنے سے میلوں تک جلتی اور شعلہ مارتی ہوئی آگ ٹھنڈی ہو گئی اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام چالیس دن آتشکدہ میں رہنے کے بعد محفوظ باہر تشریف لائے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی حقیقت پر مبنی گفتگو سن کر سب لوگوں نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہیں یہی وہ وجہ تھی کہ عرب ان کو ایک خدا رسیدہ بزرگ کی حیثیت سے قابل احترام سمجھتے تھے۔

منظر جب رضا الٰہی سے معرفت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آمنہ رضی اللہ عنہا کو آگاہی ہوئی۔

رسول اکرم صلعم کی بعثت مبارک سے کوئی چھ ماہ پہلے جب کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حیات تھے۔ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں ایک انتہائی خوبصورت درخت کے نیچے کھڑی ہوں اس درخت کے سبز چمکیلے پتوں سے خوشبودار دودھ نما پانی کے قطرے ٹپک کر میرے جسم پر پڑ رہے ہیں میں نے خواہش کی کہ اس درخت کے نیچے سے ہٹ جاؤں تو ایک غیبی آواز آئی کہ اے آمنہ رضی اللہ عنہا اس طرف آ جاؤ جونہی اس پرسوز آواز کی وجہ سے میں اس نورانی درخت کے نیچے سے چل کر چند قدم آگے بڑھی تو پھر میرے کانوں میں آواز پڑی کہ اے آمنہ رضی اللہ عنہا یہیں ٹھہر جاؤ۔ میں اسی جگہ پر کھڑی ہو گئی تو نظر اٹھا کر جب دیکھتی ہوں تو میں نے اپنے آپ کو ایک چشمہ کے کنارے کھڑے پایا چشمہ کا پانی دودھ کی طرح سفید مگر خوبصورت تھا اسی لمحہ اس چشمہ سے ایک گلاب کا پودا پانی کی سطح کے اوپر آیا اور تیرتا ہوا کنارے کے قریب آ کر رک گیا۔ اس پودے پر ایک اعلیٰ درجہ سرخ رنگ کا پھول درمیان میں لگا ہوا تھا صرف ایک ہی پھول تھا جو پودے کے درمیان میں سے اوپر نکل کر کھلا ہوا تھا اس خوبصورت پھول کو دیکھ کر میری تمنا ہوئی کہ چشمہ کے کنارے سے آگے بڑھ کر پھول کو پودے سے اتار لوں ابھی میں خیال کر رہی تھی کہ وہ گلاب کا پھول الٰہی امر سے اس پودے سے ٹوٹ کر میرے سامنے آ کر

ایک لمحہ بھر ہوا میں معلق رہا اور جونہی میں نے اپنی جھولی پھیلائی تو پھول میری جھولی میں آگرا اور جب میری نگاہ گلاب کے پودے پر پڑی تو دیکھتے دیکھتے وہ پودا پیچھے کی طرف چلا اور چشمہ کے درمیان میں پہنچ کر پانی میں ڈوب گیا۔ میں اس خیال سے کنارے پر کھڑی رہی کہ شاید پودا پھر پانی کی سطح پر آئے مگر دوبارہ پودا مجھے نظر نہ آیا ندائے حق آئی کہ اے آمنہ رضی اللہ عنہا گلاب کا ارفع و اعلےٰ پھول تم کو دے دیا ہے اب اس چشمہ کے کنارے مت کھڑی رہو۔ بس انہی الفاظ کے ساتھ ہی خواب کا نورانی منظر ختم ہوا۔ صبح اُٹھ کر میں نے نوافل ادا کئے اور رات والے خواب کا منظر رسول اللہ صلعم کے دادا کو سنایا کیونکہ والد بزرگوار تو اس وقت حرم پاک میں تھے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ میرا خواب سنکر فرمانے لگے کہ آمنہ رضی اللہ عنہا مبارک ہو تمکو اللہ تعالےٰ اسی پھول کی طرح کا فرزند عطا فرمائے گا مگر میرا بیٹا حضرت عبداللہ رض اپنے بیٹے کو نہیں دیکھ سکے گا۔ اس لئے یہ خواب حضرت عبداللہ رض کو نہ بتانا۔ آمنہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں سے آنسو گرے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الہی امر پہ راضی رہنا بہتر ہے اسی نسبت سے ایک اور روایت ہے جس میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی بدلی آئی جس میں روشنی
کے ساتھ گھوڑوں کے ہنہنانے اور پرندوں کے اڑنے کی آواز
تھی اور کچھ انسانوں کی بولیاں بھی سنائی دیتی تھیں۔ پھر ایک دم
حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے سے غائب ہوگئے۔ اور میں نے
سنا کہ ایک اعلان کرنے والا اعلان کر رہا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
مشرق و مغرب میں گشت کراؤ اور ان کو سمندروں کی بھی سیر کراؤ تاکہ
تمام کائنات کو ان کا نام۔ ان کا حلیہ۔ ان کی صفت معلوم ہو جائے اور
ان کو تمام جاندار مخلوق یعنی جن و انس ملائکہ اور چرندوں و پرندوں
کے سامنے پیش کرو اور انھیں حضرت آدم علیہ السلام کی صورت،
حضرت شیث علیہ السلام کی معرفت، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان،
حضرت اسحاق علیہ السلام کی رضا، حضرت صالح علیہ السلام کی فصاحت،
حضرت لوط علیہ السلام کی حکمت، حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شدت، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، حضرت
یونس علیہ السلام کی اطاعت، حضرت یوشع علیہ السلام کا جہاد، حضرت
داؤد علیہ السلام کی آواز، حضرت دانیال علیہ السلام کی محبت، حضرت الیاس علیہ السلام
کا وقار۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی عصمت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زہد
عطا کر کے ان تمام پیغمبروں کے کمالات اور اخلاق حسنہ سے مزین کر دو۔

اس کے بعد وہ بدلی مدینہ منورہ کی جانب چلی گئی پھر میں نے دیکھا کہ حضور اقدس ریشم کے کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور اس کپڑے سے پانی ٹپک رہا ہے اور پھر فرشتہ جبرائیل اعلان کر رہا ہے کہ مرحبا مرحبا کیا خوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا پہ قبضہ دے دیا گیا اور کائنات عالم کی کوئی چیز باقی نہیں رہی جو ان کے قبضہ و اقتدار و غلبہ اطاعت میں نہ ہو۔ اب میں نے چہرہ انور کو دیکھا تو چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا بدن سے پاکیزہ مشک کی خوشبو آ رہی تھی پھر تین فرشتے نورانی شکل والے نظر آئے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا تھا دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت، تیسرے کے ہاتھ میں ایک چمکدار انگوٹھی تھی۔ انگوٹھی کو سات مرتبہ دھو کر اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت لگا دی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک لمحہ کے بعد میرے سپرد کر دیا اور پھر اس نورانی خواب کے چند دن بعد بارہ ربیع الاوّل مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو عالم ہستی کی تخلیق کا باعث۔ گردش لیل و نہار کا مطلوب۔ خلق آدم کا رمز، کشتی نوح کی حفاظت کا راز بانی کعبہ کی دعا، ابن مریم کی بشارت کا ظہور ہوا۔

منظر روحانی بوقت مولود مسعود ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحکم ربّ جلیل و خبیر ملائکہ کی آمد

چنانچہ سند الاصفیاء اشرف الانبیاء ۔ احمد مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم عالم وجود میں پاکیزہ بدن سنت ابراہیم علیہ السلام کے مطابق خوشبو میں بسے ہوئے مکہ مکرمہ کی سرزمین اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تولد ہوئے ملائکہ ۔ فرشتے اور دیگر سماوی مخلوق زیارت کے لیے آئے اور انتہائی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے مرحبا ۔ مرحبا کہہ کر آمنہ رضی اللہ عنہا کو مبارک باد دی پھر سب نے باآواز بلند درود پڑھا ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ علیٰ مُحَمَّدٍ سابقٌ نورہٖ وَ اٰخِرُ ظہورہٖ وَ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰالَمِیْنَ وَجُوْدہٗ ۔

ندائے حق آئی جس کا اظہار اپنی ذاتی عقیدت سے اشعار کی شکل میں کیا گیا ہے ۔

وقت فجر دا نے کٹ روشنائی
ہسدی ہسدی قدرت آئی
دتیاں نیس پروردگار نیس
بی بی آمنہ ودھائیاں

رَل مِل حوراں عرش توں آیاں
سہرا صلیؐ علیؐ دا پڑھدیاں آیاں
آیا عرب دا اَج تاجدار نیں
بی بی آمنہ رضؓ ودھائیاں

دیکھو نیں سیّو ہادی آیا
حق دی کرن منادی آیا
بُت ڈگ پئے منہ پار نیں
بی بی آمنہ رضؓ ودھائیاں

عرش فرش تے خوشیاں منایاں
رحمت پریاں کرڑیاں آیاں
آیا خالق دا دلدار نیں
بی بی آمنہ رضؓ ودھائیاں

عرش بریں دا تارا آیا
سب نبیاں دا لاڑا آیا
آیا امتاں دا سردار نیں
بی بی آمنہ ؓ ودھائیاں

عرش دے تارے دین سلامی
کرن ملائکہ جس دی غلامی
آیا امت دا غمخوار نیں
بی بی آمنہ رضہ ودھائیاں
(اصغر کاظمی)

اس روحانی منظر کے بعد ملائکہ نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام شفاعت والا ہے بلند کیا گیا ہے اور لوح محفوظ پر لکھ دیا گیا ہے یہی عرب و عجم کے سردار ہیں۔ خاتم النبیین ہیں ان کی آمد کی برکت سے سختی۔ وبا۔ بیماری۔ دکھ درد سب دور ہوئے۔ برسوں کی خشک سالی باران رحمت سے دفع ہوئی اور خوشحالی کا دور دورہ ہو گیا ہے۔ فارس کے مجوسیوں کی ہزار سال سے جلائی ہوئی آگ ایک لمحہ میں بجھ گئی ہے کسریٰ کے محل کے چودہ کنگرے منہدم ہو گئے ہیں وادی سماوہ کی خشک ندی جاری ہو گئی ہے دشمن سرنگوں ہیں۔

چرند پرند حجر شجر ان کو سجدہ کرتے ہیں کل کائنات میں انکا ڈنکا بجا ہے اور بجے گا۔ شفاعت کا تاج انہی کے سر پر رکھا گیا ہے اور انہی کے سر پر سجا ہے معراج ان کا سفر ہے

براق ان کی سواری ہے سدرۃ المنتہیٰ انکا مقام ہے قوب قوسین وصال الٰہی مطلوب ہے اور مطلوب مقصود ہے اور مقصود ان کے پاس موجود ہے برائی سے بھلائی اور بھلائی سے برائی کے یہی چھانٹنے والے ہیں خدائی بھر کے سب ظاہری باطنی علوم کے یہی جاننے والے ہیں اللہ جل جلالہٗ سے دلانے والے اور اللہ ثم نوالہٗ سے ملانے والے ہیں اس کے بعد ملائکہ (فرشتے) اور سماوی مخلوق سب نے محمدؐ کی ذات مقدس کو سلام کہا اور واپس آسمان پر چلے گئے اس منظر کو آمنہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور آمنہ رضی اللہ عنہا سے فرمانے لگے کہ رحمت خداوندی ہے ہمارے گھر میں اتنا برکت والا بچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوا ہے۔ آمنہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ الحمد للہ اعلیٰ بچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے تو آپ روئے کیوں ہیں۔ حضرت عبدالمطلب رضؓ نے کہا کہ مجھے اس قدر دلی روحانی جسمانی مسرت ہوئی ہے کہ بیان نہیں کر سکتا مگر ایک خیال آیا ہے کہ اس روز میرا بیٹا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ موجود ہوتا تو وہ بھی اپنے جلیل القدر بیٹے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا اور کسقدر خوش ہوتا مگر پھر بھی راضی برضا ہوں شکر الحمد للہ

بس یہ کہہ کر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ حرم پاک میں تشریف لے گئے اور رب العزت کی بارگاہ میں شکرانے کے نوافل ادا کئے اور جب حرم پاک سے باہر نکلے تو دیکھتے ہیں کہ ایک شتر سوار آپ کی طرف آرہا ہے جب وہ سوار حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے قریب آیا تو اس نے آپ کو رکنے کے لئے کہا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس اجنبی کی آواز پر رک گئے۔ تو اس آدمی نے سواری سے اتر کر کہا کہ میرا نام ہیکل ہے میں ملک شام سے آیا ہوں اور وہیں کا رہنے والا ہوں۔ میں نے آپ سے یہ دریافت کرنا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نام کے کون ہیں اور اس کے علاوہ ایک اور عرض ہے کہ اگر آپ اجازت دیں تو بیان کروں حضرت عبدالمطلبؓ نے فرمایا بتاؤ کیا کہنا چاہتے ہو ہیکل نے کہا کہ آج سے کچھ مدت پہلے میں اپنے کاروباری سلسلہ میں ملک شام سے دمشق گیا وہاں جس آدمی کے پاس میں نے ٹھہرنا تھا اتفاق سے وہ مجھے نہ مل سکا میں نے ان کے گھر والوں سے دریافت کیا تو اندر سے ایک عورت نے جواب دیا کہ وہ کئی دنوں سے گھر نہیں آئے میں نے حیرانگی سے دوبارہ سوال کیا کہ اے بی بی صاحبہ چند دن گزرے ہیں وہ میرے پاس آیا

تھا تھوڑی ہی دیر میرے پاس ٹھہرنے کے بعد وہ واپس
چلا گیا اس عورت نے گھر کے اندر سے پھر یہی جواب دیا کہ
ابھی تک وہ گھر نہیں پہنچے۔ اس عورت کے یہ الفاظ سنکر میں
بہت متعجب ہوا بہر کیف جب میں اپنے گھر ملک شام واپس
آیا۔ تو میں ہر وقت اسی سوچ میں رہتا تھا کہ آخر وہ میرا محسن
دوست کہاں چلا گیا ہے کیسے گم ہو گیا ہے۔ چونکہ سماوی کتب
کا میں خوب علم رکھتا ہوں اور کچھ روحانی علم سے بھی آگاہ ہوں
اس لئے ایک روز میں نے اپنے دوست کا علم کی رو سے جائزہ
لیا کہ وہ کہاں ہے مر گیا ہے یا زندہ ہے یا کسی مصیبت میں گرفتار
ہے آخر کار میرے علم میں یہ بات آئی کہ وہ ایک جزیرہ میں بحری
قزاقوں کی گرفت میں ہے چونکہ اس کا کاروبار ہیرے اور جواہرات
کا تھا جب وہ تجارت کے لئے باہر گیا تو بحری قزاقوں نے
اس سے سب کچھ چھین لیا اور جزیرہ میں اپنی نگرانی میں رکھا جب مجھے
اپنے علم سے یہ سراغ مل گیا کہ وہ زندہ ہے مگر مجبور ہے
آ نہیں سکتا تو میں دن رات سماوی کتب پڑھتا رہا اور ہر وقت
دعا کرتا رہا کہ اے اللہ اپنی شان کریمی سے مجھے میرے دوست
کے حال سے آگاہ کر۔ ایک روز رات کو جب میں روتے روتے

سوگیا تو مجھے خواب آیا کہ میں ایک درخت کے نیچے کھڑا ہوں اور خوب بارش ہو رہی ہے۔ مگر مجھ پر بارش کا پانی نہیں پڑتا جب بارش بند ہوئی تو اس بات سے حیران تھا کہ میرا جسم اور کپڑے بالکل نہیں بھیگے تھے جب میری نگاہ اس درخت پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ اس درخت کے پتے سبز رنگ کے چوڑے چوڑے تھے خوب چمکتے تھے اس درخت کی ٹہنیاں سونے اور یاقوت کی طرح چمک رہی تھیں اس درخت کا تنا چاندی کی طرح سفید تھا درخت کے اوپر سے ایک غیبی ندا آئی کہ تمہارا دوست تم کو مل جائیگا مگر ایک شرط ہے کہ تو کلمہ حق پڑھ لے اور مسلمان ہو جا آواز بند ہو گئی۔ حیرانگی کے عالم میں جونہی میں نے نگاہ دوبارہ اٹھائی تو دیکھا کہ ہر پتے پر لکھا ہوا تھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اس کے بعد جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میں حیرانگی کے عالم میں سوچنے لگا کہ آخر یہ کیا وجہ ہے۔ بہر حال اس خواب کو میں نے کچھ وقت کے بعد ذہن سے نکال دیا لیکن جونہی ایک دن جبکہ میں سماوی کتب کا مطالعہ کر رہا تھا کہ ایک ورق پر لکھا ہوا دیکھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب میں نے پڑھا تو میں نے خیال کیا کہ میرے تصور کی بات ہے لیکن اس کے ساتھ ہی وہ خواب

بھی دوبارہ میرے ذہن میں گھومنے لگا۔ دوسرے دن پھر میں نے دیکھا کہ انجیل کے ورق پر لکھا تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیسرے دن پھر یہی لکھا ہوا دیکھا اسی طرح متواتر سات دن تک یہی نام لکھا ہوا میں دیکھتا رہا آخر کار میرے دل میں خیال آیا کہ میں اس کے بارے کسی بزرگ سے مشورہ کروں چنانچہ میمورا راہب کے پاس میں گیا اور سارا ماجرا بمعہ خواب کے اسکو بتایا۔ راہب نے میری ساری گفتگو سن کر کہا کہ ہمارے ملک میں اس نام کا کوئی شخص نہیں ہے ہاں میں نے یہ پڑھا ہوا ہے کہ وادی عرب میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام یہی ہوگا۔ جو تو بتا رہا ہے مگر یہ میں نہیں جانتا کہ اس نام کا شخص پیدا ہوا ہے یا نہیں۔ تم خود جاؤ اور جا کر پتہ کرو اگر یہ بات درست ہوئی تو مجھے آکر بتانا میں بھی دیکھنے کی بہت خواہش رکھتا ہوں بس اس میمورا کے کہنے سے میں ملک شام سے چلا ہوں اور کئی دنوں کی مسافت کے بعد یہاں آیا ہوں اور اتفاق سے آپ ہی پہلے آدمی ہیں جن کے پاس میں اس جگہ پر آکر رکا ہوں۔

جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے یہ سب کچھ سنا تو

انتہائی خوشی سے ان کا چہرہ گلاب کی مانند سرخ ہوگیا اور فرمانے لگے کہ تم خوش بخت ہو میرے ہاں پوتا پیدا ہوا ہے جس کی زیارت کے لئے ملائکہ (فرشتے) آسمان سے آئے اور زیارت کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر پکارا اور غائب ہوگئے اس کے علاوہ تمام منظر حضرت عبدالمطلب رض نے اس کے سامنے پیش کیا تب اس شخص نے حضرت عبدالمطلب رض سے عرض کیا کہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کراؤ۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ گھر آتے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر گھر سے باہر حرم پاک میں لے آئے۔ جب اس شخص نے اللہ کے محبوب جو ایک ریشمی کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے کا چہرہ اقدس دیکھا تو بے ساختہ پکار اٹھا حق ہے سچ ہے یہی ہیں وہ جنکا نام مبارک اس درخت کے پتوں پر لکھا ہوا تھا پھر اس نے بلند آواز سے کہا۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور سلام کرنے کے بعد جب واپس جانے لگا تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اسکو کھانا کھلایا اور باعزت طریقہ سے رخصت کیا جب وہ شخص ملک شام پہنچا تو دوسرے دن جب وہ اپنے دوست کے گھر ملنے کے لیے گیا جب گھر پہنچ کر اسی نے دروازہ پر دستک دی

تو اندر سے اس کا دوست باہر آیا جب وہ آپس میں ملے تو دونوں کی خوشی کی حد نہ رہی اور اس نے اپنے دوست سے پوچھا کہ کس طرح تمہارا چھٹکارا ہوا اور یہ بھی بتاؤ کہ واقعی تم جزیرہ میں بحری قزاقوں کی گرفت میں تھے اس کے دوست نے کہا ہاں۔ پھر اس نے بتایا کہ فلاں دن فلاں وقت اچانک ایک گھوڑ سوار نقاب پوش میرے پاس آیا اور اس نے مجھ کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھایا اور مجھے میرے گھر چھوڑ گیا جب میں نے انکا نام پوچھا تو کہنے لگے کہ اپنے ملک شام والے دوست ہیکل سے میرا نام پوچھ لینا جب ہیکل نے اپنے دوست یہود کو حضورؐ کا نام محمد رسول اللہؐ بتایا اس مقدس نام کو سُن کر یہود نے کلمہ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ پڑھا اس ہیکل نے اپنے دوست یہود سے اجازت لی اور دمشق سے بصریٰ پہنچ کر میمورا راہب کو سارا ماجرا سنایا تو میمورا راہب نے ہیکل سے کہا کہ تم ملک شام اپنے گھر واپس جاؤ اب میں خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے جاتا ہوں۔ چنانچہ راہب میمورا اونٹ پر سوار ہوا اور مکہ مکرمہ کی راہ لی کچھ دنوں کے بعد جب راہب میمورا مکہ مکرمہ پہنچا تو سفر کی تھکاوٹ دور کرنے کے لئے اونٹ کو ایک

درخت کے ساتھ باندھ دیا اور خود زمین پر کپڑا بچھا کر لیٹ گیا۔ بوجہ مسافت سو گیا تھوڑی ہی دیر بعد جب اٹھا تو اپنا اونٹ غائب دیکھ کر سخت پریشان ہوا۔ اور دل میں خیال کرنے لگا کہ میں تو بڑی عقیدت کے ساتھ بڑے عالی مقام ہستی کی زیارت کے لئے آیا ہوں اور جگہ بھی بڑی مقدس ہے اے اللہ میرا اونٹ ہی کوئی درخت سے کھول کر لے گیا ہے۔ اٹھ کر اِدھر اُدھر بھاگنے لگا تاکہ اونٹ مل جائے اسی تلاش میں تھا کہ ایک عربی راہب کو ملا اور وہ پوچھنے لگا کہ آپ کون ہیں اور کیوں پریشان ہیں اور کیا تلاش کر رہے ہیں راہب نے جواب دیا کہ میں بصریٰ سے چل کر آیا ہوں اور عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے پوتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے آیا ہوں آرام کرنے کے لئے میں نے اونٹ کو درخت سے باندھ دیا اور خود میں سو گیا جب تھوڑی دیر بعد اٹھا تو دیکھا کہ اونٹ کوئی درخت سے کھول کر لے گیا ہے عربی نے کہا کہ فکر مت کرو یہ بڑی عظمت والی جگہ ہے اس جگہ اللہ کا گھر ہے اور جس ہستی کی تم زیارت کے لئے آئے ہو ان کی زیارت تو آسمان سے فرشتے اور ملائکہ کرنے آئے تھے اونٹ تمہارا ضرور مل جائے گا۔ عربی نے کہا کہ

آؤ میرے ساتھ جب وہ دونوں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے
پاس پہنچے تو میمورا راہب نے کہا کہ میں بصریٰ سے چل کر یہاں آیا
ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا خواہشمند ہوں مگر
اس وقت میں سخت پریشانی کے عالم میں ہوں کیونکہ میرا اونٹ
گم ہو گیا ہے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کہاں سے
اور کیسے اونٹ گم ہوا ہے میمورا راہب نے حضرت عبدالمطلب رضؓ
کو بتایا جس طرح اونٹ گم ہوا تھا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ اونٹ گم ہونے کا اتنا غم نہ کرو اولاً یہ کہ تمہارا
اونٹ مل جائیگا کیونکہ یہاں سے تمہارا اونٹ کوئی چرا کر نہیں لے
جا سکتا ثانیاً اگر تمہارا اونٹ نہ ملا تو میرے پاس ہر نسل کے اونٹ
ہیں ان میں سے جس کو تم پسند کرو گے اپنے ساتھ لے جانا میمورا
راہب نے حضرت عبدالمطلب کی یہ گفتگو سن کر کہا کہ مجھے یقین کامل
ہو گیا ہے کہ مجھے میرا اونٹ ضرور مل جائے گا اب مجھے اپنے نومولود
پوتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے نوازیں حضرت عبدالمطلب رضؓ
حرم پاک سے گھر تشریف لے گئے اور اپنے پوتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر حرم پاک میں لے آئے اور محراب حرم
میں پاک عرشی مصلےٰ پر لٹا دیا اور خود پاس بیٹھ گئے۔ جب

میمورا راہب نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس چہرہ کی طرف دیکھا
تو بے ساختہ اس کی زبان سے نکلا مرحبا مرحبا حق ہے سچ ہے یہی
وہ مقدس چہرہ ہے جس کی زیارت مجھے بحکم خدا خواب میں ہوئی
اور یہی وہ نام ہے جسکو میں نے سماوی کتب میں پڑھا ہے۔ اسی
وقت میمورا راہب کے منہ سے نکلا لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمدٌ رسولُ اللّٰہ اور پھر
حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے اجازت لے کر حرم پاک سے نکلا
تو دل میں خیال کر رہا تھا کہ اے اللہ حرم پاک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے صدقہ میں میری مشکل کا حل فرما۔ اسی سوچ میں ابھی وہ چند قدم
ہی چلا تھا تو اس کی حیرانگی کی حد نہ رہی یہ دیکھ کر کہ اسکا اونٹ
ایک درخت کے نیچے جہاں سے گم ہوا تھا اسی جگہ پر کھڑا ہے اور
ایک اجنبی کے ہاتھ میں اونٹ کی مہار تھی۔ میمورا راہب جلدی سے
واپس حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ
حضور اونٹ مل گیا ہے۔ حضرت عبدالمطلب فرمانے لگے کہ اونٹ
کہاں ہے راہب میمورا نے جواب دیا کہ حرم پاک سے چند قدم
آگے اس درخت کے نیچے جہاں سے گم ہوا تھا اسی جگہ پر کھڑا
ہے اور ایک اجنبی کے ہاتھ میں اونٹ کی مہار ہے۔ راہب کی گفتگو سن
کر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں

چنانچہ دونوں حضرات اس جگہ گئے جہاں اونٹ کھڑا تھا تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو جس کے ہاتھ میں اونٹ کی مہار تھی فرمانے لگے کہ تمہارا کیا نام ہے۔ اس شخص نے بتایا کہ میرا نام معد ہے۔ پھر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو معد نے جواب دیا کہ میں مدینہ کا رہنے والا ہوں اور تجارت کرتا ہوں تب حضرت عبدالمطلب رضؓ نے پوچھا کہ اے معد تم یہ بتاؤ کہ اونٹ تم کیوں لے گئے تھے اور اگر چوری لے ہی گئے تھے تو پھر واپس کسطرح لے آئے ہو اور اس کے علاوہ آپ نے کہا کہ اے معد تم ایک اچھے قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی یہ گفتگو سن کر معد نے کہا کہ جہاں تک میرے خاندان کا تعلق ہے آپ خوب سمجھتے ہیں اور آپ کے پوتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ میرے محسن تھے رہا اونٹ کا مسلہ یہ حقیقت ہے کہ اونٹ میں اسی ارادہ سے درخت سے کھول کر لے گیا تھا کہ اسے اپنے پاس ہی رکھوں گا۔ اس وجہ سے کہ یہ اونٹ بہت اعلےٰ نسل کا ہے اور اس نسل کے اونٹ جیسے یہ سرخ رنگ کا ہے بہت کم ملتے ہیں صرف شام اور دمشق کے علاقوں میں ملتے ہیں

لہذا اس اونٹ کو دیکھتے ہی میری نیت بدل گئی ۔ اور چونکہ اونٹ کا مالک سویا ہوا تھا موقع سے میں نے فائدہ اٹھایا اور اونٹ کھول کرلے گیا اور مدینہ منورہ پہنچ کر اپنے گھر سے باہر قریب ہی ایک درخت کے ساتھ باندھ دیا اور خود میں گھر جاکر اطمینان سے بیٹھ گیا ابھی تھوڑی ہی دیر گزری کہ میں اٹھا اور گھر سے باہر نکل کر دیکھا کہ اونٹ بجائے چارہ کھانے کے اپنی گردن کو آسمان کی طرف اٹھائے رو رہا تھا اور جب اس نے میری طرف دیکھا تو اونچی اونچی آوازیں نکالنے لگا اور اسقدر زور زور سے آوازیں نکالیں کہ میرے دائیں بائیں کے ہمسائے گھروں سے باہر نکل آئے اور اونٹ کی حالت دیکھ کر مجھے کہنے لگے کہ اس اونٹ کو اسی مالک کے پاس چھوڑ آؤ جس سے خرید کر لائے ہو وگرنہ یہ اونٹ ہمیں کو چین نہیں لینے دیگا جس طرح یہ آسمان کی طرف گردن اٹھا کر آوازیں نکال رہا ہے اور آنکھوں سے پانی بہا رہا ہے اور چارہ ابھی تک اس نے نہیں کھایا اس کا ہم سب پر عذاب نازل ہوگا کیونکہ یہ اونٹ اپنے مالک سے بہت لگاؤ رکھتا ہے اور اپنے مالک کے پاس جانے کے لئے اللہ سے آرزو کر رہا ہے ان باتوں کا مجھ پر بہت گہرا اثر ہوا لہذا

میں نے درخت سے بندھی ہوئی رسی کو کھولا اور اونٹ پر سوار ہوا اور یہاں جس جگہ سے کھولا تھا وہیں آکر رک گیا ہوں اور اونٹ سے اتر کر میں اس کی مہار پکڑ کر یہی دل میں سوچ رہا تھا کہ مالک یہاں نہیں ہے اب اس اونٹ کو کس کے حوالے کروں بس اسی سوچ میں تھا کہ آپ آگئے ہیں۔ حضرت عبدالمطلب رضؓ نے اونٹ کی مہار پکڑی اور اصل مالک میمورا راہب کے ہاتھ میں دے دی جونہی اس نے اونٹ کی مہار پکڑی اونٹ نے اپنی گردن جھکائی مالک نے اس کی گردن اور منہ پر ہاتھ پھیرا تو اونٹ اطمینان سے کھڑا ہو گیا۔ یہ حرکت اونٹ کی دیکھ کر معد نے پوچھا کہ اے راہب یہ بتاؤ کہ یہ اونٹ تم نے کہاں سے لیا تھا۔ عجیب بات ہے کہ جب میں اسکو لے کر مدینہ سے چلا تو اسی وقت اونٹ نے آوازیں بند کر دیں اور خاموش ہو گیا اونٹ کے مالک میمورا راہب نے بتایا کہ مجھے ایسے سرخ رنگ کے اونٹ رکھنے کا بہت شوق ہے یہ اونٹ مجھے میرے ایک دوست نے تحفہ کے طور پر دیا تھا اور اس وقت یہ اونٹ بچہ تھا چونکہ میں نے اس کو بڑے پیار سے اعلیٰ خوراک سے پالا ہے اس وجہ سے یہ اونٹ میرا انتہائی وفادار ہے۔ معد یہ باتیں سن کر اپنی غلطی پر بہت نادم ہوا

اور حضرت عبد المطلبؓ سے کہنے لگا کہ آپ بہت عظمت والے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں حرم پاک مرکز توحید کے متولی ہیں مجھے اپنے اس پوتے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے معاف فرما دیں یا جو بھی سزا آپ میرے لئے مقرر کریں مجھے منظور رہے۔ حضرت عبد المطلبؓ نے معد کو معاف کر دیا اور جانے کی اجازت دے دی تب معد سلام کر کے واپس اپنے گھر مدینہ منورہ روانہ ہوا اس کے بعد جب میمورا راسب نے اونٹ کی مہار پکڑی اور چلنے لگا تو اونٹ اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ بہت زور لگایا مگر اسی جگہ پر کھڑا رہا آخر کار اس نے حضرت عبد المطلبؓ سے کہا ایک مصیبت سے نجات حاصل ہوئی ہے تو دوسری مصیبت آ کھڑی ہوئی ہے۔ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے اونٹ کی گردن پر بڑے پیار سے ہاتھ پھیرا اور پھر آسمان کی طرف دھیان کر کے کہا اے اللہ میرے اس پوتے حضرت محمدؐ کی برکت اور صدقے سے اس میرے مہمان کی مصیبت کا حل فرما بس اسی وقت اللہ کی رحمت کاملہ سے اونٹ کو قوت گویائی نصیب ہوئی تو اس نے کہا محمدؐ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں حضرت عبد المطلبؓ نے حضورؐ کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر اونٹ کے سامنے کیا تو اونٹ نے اپنی زبان نکال کر حضورؐ کے پاؤں کو چاٹا اور کہنے لگا اے اللہ تیرا شکر گزار ہوں مدینہ دیکھا اب تاجدار مدینہ بھی دیکھ لیا بس میری نجات کا ذریعہ بن گیا ہے۔ انہی الفاظ

کے ساتھ اونٹ خاموش ہوگیا میمورا راہب یہ الفاظ سن کر حیران ہوا تب حضرت عبدالمطلب رضؓ سے اجازت لی اور اپنا اونٹ لے کر اپنے شہر بصرہ پہنچا

منظر عظمت و بزرگی موئے مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اسی نسبت سے ایک اور روایت ہے۔
کہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ایک روز حرم پاک میں مشغول عبادت تھے کہ ایک شخص حرم پاک میں داخل ہو کر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر بیٹھ گیا حضرت عبدالمطلب رضؓ نے اس شخص سے پوچھا کہ کہاں سے اور کیسے آئے ہو اس شخص نے جواب دیا کہ میں مدینہ سے آیا ہوں اور وہیں کا رہنے والا ہوں اور میرا نام رعد ہے اور آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ میرے بڑے محسن دوست تھے اور تجارت میں بھی کچھ وقت میرے شریک کار رہے ہیں ویسے بھی میں ان کا بہت احترام کرتا تھا کیونکہ خانہ کعبہ عظمت والے گھر کے آپ متولی ہیں۔
چند ماہ سے میں کاروباری سلسلہ میں ملک شام گیا ہوا تھا جب واپس اپنے شہر مدینہ پہنچا تو لوگوں سے پتہ چلا کہ محسن حضرت عبداللہ رضؓ قضائے الٰہی سے انتقال کر چکے ہیں اور انکو دارنابغہ میں دفن کر

دیا ہے اسی وقت میں قبر پر گیا اور فاتحہ پڑھی اور گھر واپس لوٹا تو ہر وقت میں اسی بے چینی میں رہتا تو ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک باغ میں نوری چادر اوڑھ کر گھاس پر بیٹھے ہیں اور تسبیح و تقدیس میں مصروف ہیں۔ جو ہی میری طرف جب انکی نگاہ اٹھی تو کہنے لگے کہ مکہ مکرمہ جاؤ اور میرے والد بزرگوار حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو میری طرف سے اس چاند کی جو آمنہ رضی اللہ عنہا کی گود میں اُترا ہے مبارک باد کہنا اس خواب کے ختم ہونے پر نیند سے بیدار ہو گیا اور صبح ہوتے ہی اپنی سواری کا بندوبست کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں۔ حضرت عبدالمطلب رضؓ نے رعد کا سارا حال سن کر کہا کہ تمہارے خواب کی تعبیر درست ہے تقریباً سوا ماہ ہوا ہے کہ اللہ جل جلالہٗ نے مجھے پوتا عطا فرمایا ہے حقیقت میں چاند جیسا ہی ہے۔ ملائکہ فرشتے اس کی زیارت کے لئے آئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسم مبارک رکھا رعد نے جب یہ خوشی کی خبر سنی تو اس کی خوشی کی حد نہ رہی جلد ہی سے اس نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ رعد کو گھر لے گئے اور رسول اکرمؐ کو گود میں لے کر کہنے لگے دیکھو رعد ہو بہو

اپنے والد بزرگوار حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی طرح ہیں رعد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کو دیکھا تو مرحبا مرحبا کہہ کر پڑھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ اور پھر حضرت عبدالمطلب رض سے کہنے لگا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں محمد ؐ کے سر مبارک کو منڈھوا دوں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی تو رعد نے حجام کو گھر بلا کر حضورؐ کے سر کے بال اتروا دیئے۔

حجام جب چلا گیا تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سر کے بال اٹھا کر ایک کپڑے میں باندھ کر باہر پھینکنے لگے تو رعد نے عرض کیا کہ محمد ؐ کے سر مبارک کے بال مجھے عطا کر دیں۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ اے رعد سر کے بالوں کو تو کیا کرے گا رعد نے جواب دیا کہ یہ بال بڑے متبرک ہیں میرے لئے باعث رحمت و برکت ہیں ان کو لے جا کر اپنے گھر خوشبو میں لپیٹ کر رکھوں گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے گھر میں برکت نازل ہوگی پھر رعد نے کہا یہ تو بہت عظمت والے بال ہیں میرے لئے تو اس گھر کی خاک بھی بڑی متبرک ہے جس نومولود مسعود کی زیارت کے لئے ملائکہ۔ فرشتے آسمان سے اتریں اس کے سر مبارک کے مقدس بال قابل ستائش ہیں۔ رعد کی اس قدر عقیدت مندانہ

گفتگو سن کر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ لو بال مبارک
اور میری بھی دعا ہے کہ اللہ ربّ العزّت آپکے گھر میں برکت
نازل کرے اور ان موئے مبارکؑ کی وجہ سے تمہارا گھر خوشحال ہو اور
تم ہمیشہ سکون میں رہو اس کے بعد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے
رعد کو کھانا کھلایا اور جانے کی اجازت دی تب رعد نے اپنی سواری
لی اور مکہ مکرمہ سے اپنے شہر مدینہ پہنچا گھر پہنچ کر اس نے موئے مبارک
بڑے ادب و احترام سے رکھے کچھ وقت گزرا اللہ کی طرف سے
اس گھر میں موئے مبارک کی وجہ سے اس قدر برکت عطا ہوئی
کہ وہ گھر مدینہ کے خوشحال گھرانوں میں شمار ہونے لگا رعد کا اتنا
کامل ایمان تھا کہ اس نے مرتے وقت بھی موئے مبارک اپنی
آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دیئے یہاں تک کہ جب اس فانی
دنیا سے کوچ کرنے لگا تو اس نے اپنی اولاد کو وصیت کی کہ میری
موت کے بعد موئے مبارک میری قبر میں رکھ دینا چنانچہ رعد کا جب
انتقال ہوا تو اس کی وصیّت کے مطابق موئے مبارک اسکی قبر
میں اسکے سر کی طرف رکھ دئیے کچھ وقت گزرنے کے بعد لوگوں نے
دیکھا کہ رعد کی قبر پر سرہانے کی طرف ایک درخت پیدا ہوا اور
جب وہ درخت بڑا ہوا تو رعد کی قبر پر چھاؤں رہتی تھی اور اللہ نے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کے صدقہ میں اتنی رحمت عطا فرمائی کہ لوگ رعد کی قبر پر اکثر آتے رہتے اور فاتحہ پڑھتے اور وہ قبر زیارت گاہ بن گئی اور فیض جاری ہوا اگر کوئی مریض اس درخت کے سائے میں بیٹھ جاتا اور ایک یا دو پتے کھا لیتا تو ہر قسم کے مرض سے شفایاب ہو جاتا تھا

منظر جب رحمت الٰہی سے مولد النبیؐ عقیدت مندوں کی زیارت گاہ بن گیا

روایت ۔ آمنہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ خداوند قدوس نے اپنی رحمت کاملہ سے مجھے ایسا جلیل القدر بلند مرتبہ عالی مقام اور ارفع و اعلےٰ بیٹا محمد صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمایا ہے کہ میں جتنا بھی شکر الٰہی بجالاؤں اتنا ہی کم ہے میرے بیٹے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ رب العزت میں اتنی عظمت ہے کہ الٰہی امر سے لوگوں کے دل ان کی طرف پھر گئے ہیں اور مولد النبیؐ زیارت گاہ بن گیا ہے ۔

ایک دوسری روایت ہے کہ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زیارت کا سلسلہ کئی دنوں تک شروع رہا ۔ ملک شام ۔ مصر دمشق اور باقی بڑے بڑے شہروں سے لوگ زیارت کے لئے آتے رہے

مختلف مذاہب کے لوگوں میں سے اکثر لوگ جو حق پرست تھے۔
انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کو دیکھ کر کہا کہ
یہی آخر الزمان نبی ہیں جنکا نام ہم نے سماوی کتب میں پڑھا ہے اور
بعض حقیقت پسند لوگوں نے اسی وقت کلمہ پڑھ کر کہا کہ امتوں
کی شفاعت کا تاج انہی کے سر پر ہے۔ اسی نسبت سے یہ بھی
روایت ہے کہ آپ کا جھولا ملائکہ ہلایا کرتے تھے۔ ایک شب صحن
میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پنگھوڑے میں تھے چاند نکلا ہوا تھا حضورؐ
نے اپنے دائیں ہاتھ کی شہادت والی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی
اور چاند کی طرف دیکھا تو انگلی کے اشاروں پر چاند حرکت کرتا تھا۔ جب
آپؐ کی زبان مبارک کھلی تو سب سے اوّل جو کلام آپؐ کی زبان مبارک
سے نکلا وہ یہ تھا۔ اللہ اکبر الحمد للہ ربّ العٰلمین سبحان اللہ بکرۃً واصیلا۔
بچوں کی عادت کے مطابق کبھی آپؐ نے کپڑوں میں بول و براز
نہیں کیا بلکہ ہمیشہ ایک معین وقت پر رفع حاجت کرتے اگر کبھی لنگوٹ
کھل جاتا اور شرم گاہ ننگی ہو جاتی تو آپؐ مخصوص انداز سے اپنی مبارک
انگلیوں سے اشارے کرتے اور جب تک شرم گاہ نہ چھپ جاتی
آپؐ کو چین نہ آتا تھا۔ اور اگر شرمگاہ چھپانے میں تاخیر ہو جاتی تو
بحکم خدا غیب سے کوئی آپکی شرمگاہ چھپا دیتا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم

لپتے پاؤں پر چلنے کے قابل ہوئے تو باہر نکل کر بچوں کو کھیلتے کودتے دیکھتے۔ مگر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھیل کود میں شریک نہیں ہوئے تھے لڑکے آپؐ کو کھیلنے کے لئے بلاتے تو آپؐ فرماتے کہ میں کھیلنے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔

رسولِ اکرمؐ کی والدہ مکرمہ کا وصال

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک جب چھ برس کی ہو گئی تو آپکی والدہ ماجدہ آپؐ کو ساتھ لیکر مدینہ منورہ آپؐ کے دادا کے ننھیال بنو عدی بن نجّار میں رشتہ داروں کی ملاقات یا اپنے شوہر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر زیارت کے لئے تشریف لے گئیں۔ وہاں سے واپسی پر اَبْوَاء نامی گاؤں میں آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہو گئی۔ آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد اُمّ ایمن آپؐ کو مکہ مکرمہ اپنے ساتھ لائیں اور آپؐ کے دادا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور دادا حضرت عبدالمطلب رضؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے آغوش تربیت میں انتہائی شفقت و محبت کے ساتھ پرورش کیا اور اُمِّ ایمن آپؐ کی خدمت کرتی رہیں۔ جب حضورؐ

کی عمر مبارک آٹھ برس کی ہوئی تو آپؐ کے دادا عبدالمطلب رضؓ کا بھی انتقال ہوگیا۔ آمنہ رضی اللہ عنہا کا یہ دُرِّ یتیم جس آغوش میں پرورش پاکر پروان چڑھنے والا ہے وہ ان سب ظاہری اسباب و تربیت سے بے نیاز ہے۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپؐ کے چچا حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ نے آپؐ کو اپنی آغوش تربیت میں لے لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیک خصلتوں اور دل لبھا دینے والی بچپن کی پیاری پیاری اداؤں نے حضرت ابوطالب رضؓ کو آپؐ کا ایسا گرویدہ بنا دیا کہ مکان کے اندر اور باہر ہر وقت آپؐ کو اپنے ساتھ ہی رکھتے اپنے ساتھ کھلاتے پلاتے اپنے پاس ہی آپؐ کا بستر بچھاتے اور ایک لمحہ کے لئے بھی کبھی اپنی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ملک عرب میں انتہائی خوفناک قحط پڑگیا۔ اہل مکہ نے بتوں سے فریاد کرنے کا ارادہ کیا مگر ایک بزرگ قریش نے مکہ والوں سے کہا کہ اہل مکہ ہمارے پاس ابوطالب رضی اللہ عنہ موجود ہیں جو بانیٔ کعبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی نسل پاک سے ہیں اور کعبہ کے متولّی اور سجادہ نشین ہیں ہمیں ان کے پاس چل کر بارش کی دُعا کی

درخواست کرنی چاہیے. چنانچہ سرداران عرب حضرت ابوطالبؓ
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فریاد کرنے لگے کہ ابوطالبؓ قحط
کی آگ نے سارے عرب کو جھلس کر رکھ دیا ہے جانور گھاس
پانی کے لئے ترس رہے ہیں اور انسان دانہ پانی نہ ملنے سے اپنی
زندگیوں سے بیزار ہو رہے ہیں۔ قافلوں کی آمد و رفت بند ہو چکی
ہے اور ہر طرف بربادی و ویرانی کا دور دورہ ہے آپ اپنے
بھتیجے محمدؐ سے کہیں کہ وہ دعا فرمائیں کیونکہ ان کی پیدائش مبارک
کے موقع پر بھی عرب پر اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمتیں نازل فرمائی
تھیں چنانچہ اہل عرب کی فریاد سن کر حضرت ابوطالبؓ کا دل بھر
آیا اور حضورؐ کو اپنے ساتھ لے کر کعبہ میں چلے گئے۔ اور حضورؐ
کو دیوار کعبہ سے ٹیک لگا کر بٹھا دیا اور دُعا مانگنے میں مشغول ہو
گئے۔ درمیان دعا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت
مبارک آسمان کی طرف اٹھائی اور فرمایا اے میرے پروردگار
فضل و کرم کر دے اور اپنی رحیمی سے بارانِ رحمت برسا۔ ایک دم
جانب مدینہ سے بادل نمودار ہوئے اور چند منٹوں میں اتنی بارش
ہوئی کہ عرب کی زمین سیراب ہو گئی جنگلوں اور میدانوں میں ہر طرف
پانی ہی پانی نظر آنے لگا۔ چٹیل میدانوں کی زمینیں سرسبز و شاداب ہو گئیں۔

قحط دفع ہوگیا اور کال کٹ گیا۔ اور سارا عرب خوشحال اور شادمان ہوگیا۔

احوال جب ملک شام میں لوگوں نے محمدؐ کا والہانہ جوش عقیدت و مسرت سے استقبال کیا اور واپسی پر تعظیم و تکریم سے رخصت کیا۔

اس واقعہ کی وجہ سے اردگرد کے لوگوں نے حضرت ابوطالبؓ کے پاس آنا شروع کر دیا اور ہر قسم کے دکھ درد کا مداوا کرانے کے لئے ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کرتے۔ اور حضورؐ جب دعا فرماتے تو بحکم خدا مستجاب ہوتی اور لوگوں کو ہر طرح سے شفا نصیب ہوتی غرضیکہ رحمت کاملہ سے فیض جاری ہوا۔

ایک دفعہ حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ نے ملک شام تجارت کی غرض سے جانا تھا اور چونکہ حضورؐ سے بہت ہی والہانہ محبت تھی اس لئے وہ آپؐ کو بھی اس سفر میں ساتھ لے گئے بصریٰ کے قریب جب پہنچے تو دیکھتے ہیں کہ ایک درخت کے نیچے ایک بزرگ بیٹھے ہیں۔ حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب جا کر سامنے کی طرف بیٹھ گئے وہ بزرگ مشغول عبادت

تھے ۔جب عبادت سے فارغ ہوئے تو حضورؐ کی طرف نگاہ کرتے ہوئے کہنے لگے کہ آپ دونوں حضرات کہاں سے آئے ہیں۔ حضورؐ تو خاموش رہے مگر حضرت ابوطالبؓ فرمانے لگے کہ ہم مکہ مکرمہ سے آئے ہیں اور ملک شام جانا ہے۔ بزرگ کہنے لگے کہ تجارت کی غرض سے ملک شام جا رہے ہو۔ حضرت ابوطالبؓ نے کہا ہاں میں اکثر وہاں جاتا رہتا ہوں اور اس دفعہ میں نے چاہا کہ میں اپنے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ساتھ لے جاؤں کیونکہ یہ میری کفالت میں ہیں یہ بات سن کر بزرگ کہنے لگے کہ محمدؐ بہت ہی برکت والے ہیں ۔ پھر بزرگ کہنے لگے کہ آپ میرے مہمان ہیں اور چونکہ بغیر مہمان میں کھانا نہیں کھاتا اس لئے آپ میرے ساتھ کھانا تناول فرمائیں حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ صرف ستانے کے لئے اس درخت کے نیچے آپ کے پاس بیٹھ گئے ہیں کھانا کھانے کی تمنا نہیں ہے۔ بزرگ کہنے لگے کہ جب تک آپ میرے ساتھ شامل نہ ہوں گے ہرگز کھانا نہیں کھاؤنگا ۔چنانچہ حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ دونوں نے اس بزرگ آدمی کے ساتھ کھانا کھایا جب کھانے سے فارغ ہوئے تو بزرگ آدمی نے کہا کہ اے ابوطالبؓ

کہ آپ جانتے ہیں میں کون ہوں ۔ حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کہنے
لگے ہرگز نہیں جانتا کیونکہ میں نے اس سے پہلے آپکو کبھی نہیں
دیکھا ۔ بزرگ فرمانے لگے کہ میں نے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت کی تھی جبکہ حضورؐ کا دودھ پینے کا زمانہ تھا اور ان
کے دادا حضرت عبدالمطلب رضؓ ان کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر حرم میں
لائے تھے میرے علاوہ اور بھی بہت سارے عقیدت مند دور دور
سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے آئے ہوئے تھے
جو شخص بھی بتوفیق الٰہی یا حرم پاک میں زیارت کے لئے جاتا تھا
حضرت عبدالمطلب رضؓ بغیر کھانا کھلائے واپس نہ بھیجتے تھے ۔
بیحد سخی تھے ۔ اس کے بعد پھر بزرگ فرمانے لگے کہ اے ابوطالب رضؓ
آپ کا بھتیجا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخرالزمان نبی ہیں آخری نبی کی
مکمل نشانیاں ان میں دیکھ رہا ہوں یہ سارے جہان کے مختار
اور ربّ العالمین کے رسول ہیں ان کو خدا نے رحمت اللعالمین
بنا کر بھیجا ہے میں نے دیکھا ہے کہ شجر ۔ حجر ان کو سجدہ کرتے
اور ابر ان پر سایہ کرتا ہے اور ان کے دونوں شانوں کے درمیان
مہرِ نبوت ہے ۔ میں ان کی زیارت کی بہت خواہش رکھتا تھا
اس لئے اے ابوطالب رضؓ جب آپ ملک شام سے واپس آئیں تو

میرے پاس سے ہو کر مکہ مکرمہ جائیں چنانچہ بزرگ اٹھے اور خود حضورؐ کی سواری تیار کی اور سفر کے لئے کچھ کھانے پینے کے لئے ساتھ دیا۔ اور فرمایا اے ابو طالبؓ جب محمدؐ راستے میں طلب کریں ان کو دلویں چنانچہ حضرت ابو طالبؓ اور محمدؐ اونٹنی پر سوار ہوئے اور ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب وہاں پہنچے تو لوگوں نے حضورؐ کو دیکھ کر انتہائی عقیدت کا اظہار کیا جس گھر میں آپؐ تشریف فرما ہوئے اس گھر میں لوگ حضورؐ کی زیارت کے لئے آئے اور ہر ایک نے خواہش کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس رہیں مگر حضرت ابو طالبؓ نے کہا ہم نے جلدی مکہ مکرمہ واپس لوٹنا ہے چنانچہ حضرت ابو طالبؓ جو مال فروخت کے لئے لے گئے تھے لوگوں نے ان سے بڑے اچھے داموں پر خریدا اور جس قسم کا مال حضرت ابو طالبؓ خود خریدنا چاہتے تھے وہ بھی لوگوں نے مناسب داموں پر دے دیا۔ چند دن کے بعد حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی عقیدت سے لوگوں نے رخصت کیا اور چلتے وقت ایک شخص نے سفر کے لئے کھانے پینے کا سامان بھی دیا۔ ملک شام سے چل کر جب حضرت ابو طالبؓ مکہ مکرمہ واپس آ رہے تھے تو راستے میں پھر اسی جگہ ٹھہرے جہاں وہ بزرگ تھے انہوں نے بہت عقیدت و احترام کے ساتھ حضرت ابو طالبؓ کے قافلہ والوں کو دعوت دی اور بڑے احترام سے رخصت کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی عروس مکرّمہ

خدیجہ رضی اللہ عنہا مال و دولت کے ساتھ انتہائی شریف اور عزت مآب بیوہ خاتون تھیں۔ اہلِ مکہ ان کی پاکدامنی اور پارسائی کی وجہ سے ان کو طاہرہ کہتے تھے۔ ان کی عمر چالیس سال کی ہو چکی تھی۔ بڑے بڑے سردارانِ قریش ان کے ساتھ نکاح کے خواہشمند تھے لیکن انہوں نے سب پیغاموں کو ٹھکرا دیا۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبرانہ اخلاق و عادات کو دیکھ کر اور آپؐ کی عظمت و بزرگی کا سن کر خدیجہ رضی اللہ عنہا کا دِل حضور علیہ السلام کی طرف مائل ہو گیا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے بات کی اور کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اچھے اخلاق اور سچائی۔ دیانتداری۔ امانتداری کی وجہ سے ان سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔ ورقہ بن نوفل نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی گفتگو سن کر کہا کہ واقعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے تمام فضیلتیں عطا فرمائی ہیں۔ بلاشبہ حضور علیہ السّلام عرب کے سردار اور پیشوا ہیں اور تمام فضائل کے اہل ہیں۔ کوئی قبیلہ حضور علیہ السلام کے

فضائل کا انکار نہیں کر سکتا۔ اور کوئی شخص ان کے فخر و شرف کو رد نہیں کر سکتا انہی صفات کی وجہ سے میں بھی اس رشتہ کو پسند کرتا ہوں۔ اس کے بعد ورقہ بن نوفل نے حضرتِ ابوطالب رضی اللہ عنہ سے اس موضوع پر گفتگو کی۔ حضرتِ ابوطالب رضی اللہ عنہ نے اس بات پر اتفاق رائے کا اظہار کیا۔ اور مقررہ تاریخ پر حضرتِ ابوطالب رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائیوں اور خاندان کے دوسرے افراد اور شرفاء بنی ہاشم کو اپنے ساتھ لیا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے۔ حضرتِ ابو طالب رضی اللہ عنہ نے نکاح کے وقت نہایت ہی فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا۔ ورقہ بن نوفل اور اس کے خاندان کے دوسرے افراد کے سامنے بیس اونٹ مہر مقرر کیا اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مستقبل بہت ہی تابناک، عظیم الشان اور جلیل القدر ہے۔ غرض خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور علیہ السلام کا نکاح ہو گیا اور حضور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خانۂ معیشت جب کہ آپؐ کی عمر پچیس برس تھی ازدواجی زندگی کے ساتھ آباد ہو گیا۔

نزولِ وحی اور دعوتِ اسلام

جب حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کا چالیسواں
سال شروع ہوا تو ناگہاں آپؐ کی ذاتِ اقدس میں ایک نیا
انقلاب رُونما ہو گیا۔ ایک دم آپؐ خلوت پسند ہو گئے
آپؐ کا بیشتر وقت مناظرِ قدرت کے مشاہدہ اور کائنات فطرت
کے مطالعہ میں صرف ہوتا تھا۔ دن رات خالقِ کائنات کی ذات
و صفات کے تصور میں مستغرق رہتے تھے۔ مکہ مکرمہ
سے تین میل کی دوری پر جبلِ حرا پہاڑ کے اُوپر ایک غار
ہے جس کو غارِ حراء کہتے ہیں۔ آپؐ اکثر دنوں کا کھانا پانی
ساتھ لے کر اس غار کے پُرسکون ماحول کے اندر
خدائے ذوالجلال کی عبادت میں مصروف رہا کرتے تھے
جب کھانا پانی ختم ہو جاتا تو کبھی خود گھر پر آ کر لے جاتے
اور کبھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کھانا پانی غار میں پہنچا
دیا کرتی تھیں۔ آج بھی یہ نورانی غار اپنی اصلی حالت
میں موجود اور زیارت گاہِ خلائق ہے ایک دن حضور علیہ
اسلام غارِ حراء کے اندر مشغول عبادت تھے کہ معاً

ایک غیبی آواز آئی۔ اسلام علیکم یا محبوب خدا رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم حضور پرنور سرورِ دو عالم نے فرمایا وعلیکم السلام۔ اسی لمحہ فرشتہ جبرائیل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے آکر انتہائی ادب و احترام کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ اور پھر عرض کیا کہ حضور علیہ السلام امر الٰہی سے آپؐ کو ایسا علم عطا ہو رہا ہے جو ظاہری اور باطنی طور پر ارفع و اعلےٰ ہے۔ اور قیامت تک بنی نوع انسانوں کے لئے راہ ہدایت کا باعث ہو گا۔ کوئی شک و شبہ کی گنجائش اس میں نہیں ہو گی۔ اور نہ ہی اس میں کوئی انسان ردّو بدل کر سکے گا۔ پھر فرشتہ جبرائیل نے عرض کیا کہ حضور آپؐ خاتم النبیین ہیں لہٰذا بحکم خدا میں آپؐ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا ہوں۔ انہی الفاظ کے ساتھ فرشتہ جبرائیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو زانوں ہو کر بیٹھ گیا۔ اور وحی پیش کی اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ یہ سب سے پہلی وحی تھی جو آپؐ پر نازل ہوئی اور جس میں یہ آیاتِ ربانی محبوب ربّ المشرقین والمغربین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس تک پہنچائی گئیں۔ اس کے بعد کچھ دنوں تک وحی نازل ہونے کا سلسلہ بند ہو گیا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وحی کے تصوّر میں رہنے لگے۔

یہاں تک کہ ایک دن سرورِ کونین سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گھر سے باہر تشریف لے جا رہے تھے کہ غیبی آواز سے کسی نے "یا رسول اللہ" کہہ کر پکارا۔ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس نے آسمان کی طرف نگاہِ مبارک اُٹھائی تو فرشتہ جبرائیل نے سلام عرض کیا اور غائب ہوا اس منظر کی وجہ سے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں ایک عجیب سی روحانی کیفیت پیدا ہوگئی اور گھر پہنچ کر حضور علیہ السلام کمبل اوڑھ کر لیٹ گئے چند ہی لمحات گزرے کہ فرشتہ جبرائیل حاضر ہوا پہلے کی طرح بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ حضور علیہ السلام کو اُٹھنے کے لئے عرض کیا۔ اسی لمحہ ہادئ برحق صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر بیٹھ گئے تو فرشتہ جبرائیل نے بذریعہ وحی سورۂ مدثر کی ابتدائی آیات پیش کیں اور درود و سلام پڑھ کر غائب ہوا۔ ان آیات کے نزول کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خداوند قدوس نے دعوتِ اسلام کے منصب پر مامور فرمایا اور آپ الٰہی امر کے مطابق دعوتِ حق اور تبلیغ اسلام کے لئے مصروف ہو گئے۔ تین برس تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی پوشیدہ طور پر نہایت رازداری کے ساتھ تبلیغ اسلام کا فرض ادا فرماتے رہے۔ تین

برس کی اس خفیہ دعوتِ اسلام میں مسلمان لوگوں کی جماعت تیار ہو گئی اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب برگزیدہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ شعراء کی آیت نازل فرمائی اور خداوند تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قریبی خاندان والوں کو خدا سے ڈرائیے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن کوہ صفا کی چوٹی پر چڑھ کر قبیلہ قریش کو پکارا جب سب قریش جمع ہو گئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری قوم اگر میں تم لوگوں سے یہ کہہ دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر چھپا ہوا ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم لوگ میری بات کا یقین کر لو گے تو سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہاں۔ ہاں : ہم یقیناً آپؐ کی بات کا یقین کر لیں گے۔ کیوں کہ ہم نے آپ کو ہمیشہ سچا اور امین ہی پایا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا تو پھر میں یہ کہتا ہوں کہ میں تم لوگوں کو عذابِ الٰہی سے ڈرا رہا ہوں اور اگر تم لوگ ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذابِ الٰہی اُتر پڑے گا۔ یہ سُن کر تمام قریش لوگ ناراض ہو کر چلے گئے۔

اعلانِ نبوّت کے چوتھے سال سورۂ حجر کی آیت نازل ہوئی۔ جس میں حکم ربّ العالمین ہوا کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ

کو جو حکم دیا گیا ہے اس کو علی الاعلان بیان فرمائیے۔ چنانچہ اس کے بعد آپؐ علانیہ طور پر دین اسلام کی تبلیغ فرمانے لگے اور شرک و بت پرستی کی کھلم کھلا برائی بیان فرمانے لگے تو تمام قریش بلکہ تمام اہل مکہ آپؐ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی ایذا رسانیوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور اسی دوران شعب ابوطالب کے بعد ۱۰ نبوی میں حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کی وفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک بہت ہی جاں گداز اور رُوح فرسا حادثہ تھا۔ کیوں کہ بچپن سے جس طرح پیار و محبّت کے ساتھ ابوطالب رضی اللہ عنہ نے آپؐ کی پرورش کی تھی اور زندگی کے ہر موڑ پر جس جاں نثاری کے ساتھ حضور علیہ السلام کی نصرت و دستگیری کی۔ اور حضور علیہ السلام کے دشمنوں کے مقابل سینہ سپر ہو کر جس طرح آلام و مصائب کا مقابلہ کیا۔ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کس طرح بُھلا سکتے تھے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی عروس مکرمہ کا وصال

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر ابھی چچا کے انتقال کا صدمہ تازہ ہی تھا۔ کہ حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کی وفات کے تین دن یا پانچ دن کے بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی دنیا سے رحلت فرما گئیں۔ مکہ میں حضرت ابوطالب رضی اللہ کے بعد سب سے زیادہ جس ہستی نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و حمایت میں اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کیا۔ وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ذات گرامی تھی۔ جس وقت دنیا میں کوئی آپ کا مخلص مشیر اور غمخوار نہیں تھا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں کہ ہر پریشانی کے موقع پر پوری جاں نثاری کے ساتھ آپؐ کی غمخواری اور خدمت کرتی تھیں۔ اس لئے حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا دونوں کی وفات سے آپؐ کے مددگار اور غمگسار دونوں ہی دنیا سے اٹھ گئے۔ جس سے آپؐ کے قلب نازک پر اتنا عظیم صدمہ گزرا کہ آپؐ نے اس سال کا نام غم کا سال رکھ دیا۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رمضان سنہ نبوی میں وفات پائی

بوقت وفات پینسٹھ سال کی عمر تھی۔ مقام حجون قبرستان جنت المعلیٰ میں مدفون ہوئیں۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود بہ نفسِ نفیس ان کی قبر میں اُترے اور اپنے مقدس ہاتھوں سے ان کی لاش مبارک کو زمین کے سپرد کیا۔

ہجرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ

مکّہ والوں کے عناد اور سرکشی کو دیکھتے ہوئے جب حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے قرب وجوار کی بستیوں کا رُخ کیا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپؐ نے طائف کا بھی سفر کیا۔ اور وہاں پہنچ کر لوگوں کو مسائل اسلام سے آگاہ فرمایا۔ مختلف قبیلہ کے لوگوں نے کلمۂ حق پڑھا اور حضور علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ۱۰ نبوی میں حضور علیہ السلام معمول کے مطابق حج میں آنے والے قبائل کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے منیٰ کے میدان میں تشریف لے گئے۔ اور مقدس الہامی کتاب کی آیاتِ تلاوت فرمائیں جن کا لوگوں کے دلوں پر بحکم ربّ کبریا اس قدر اثر ہوا کہ انتہائی

عقیدت اور جذباتِ صادقہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں میں گرے اور الٰہی دین قبول کرتے ہوئے وفاداری اور مکمّل پیروی کا حلف اٹھایا۔ دوسرے سال ۱۲؁ نبوی کو حج کے موقع پر مدینہ کے بارہ اشخاص منیٰ کی اس گھاٹی میں مخالفین سے چھپ کر مشرف بہ اسلام ہوئے اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ حق مبارک پر بیعت ہوئے۔ تاریخ اسلام میں اس بیعت کا نام بیعت عقبہ اولیٰ ہے اسی سال ماہ رجب ستائیسویں رات کو معراج ہوا۔ اس کے ایک سال بعد ۱۳؁ نبوی میں حج کے موقع پر مدینہ کے تقریباً ستر اشخاص نے منیٰ کی اس گھاٹی میں اپنے بت پرست ساتھیوں سے چھپ کر حضور علیہ السلام کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور یہ عہد کیا کہ ہم لوگ آپؐ کی اور اسلام کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں گے اسی طرح سے جب مدینہ منورہ میں اسلام اور مسلمانوں کو ایک پناہ گاہ مل گئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو عام اجازت دے دی۔ اس کے بعد دوسرے لوگ بھی یکے بعد دیگرے مدینہ پاک روانہ ہونے لگے۔ جب مکہ کے کافروں نے یہ دیکھ لیا کہ ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے

مددگار مکہ سے باہر مدینہ میں بھی ہیں۔ تو ابوجہل نے قریش کے سرداروں کو مشورہ دیا۔ کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک مشہور بہادر سردار تلوار لے کر اٹھ کھڑا ہو اور سب یکبار حملہ کر کے محمد صلی اللہ کو "نعوذ باللہ من ذالک" قید کر لیں یا قتل کر ڈالیں۔ اس بات پر سب نے اتفاق رائے کا اظہار کیا اس طرف تو یہ لوگ خفیہ تدابیر کر رہے تھے اور دوسری طرف اللہ خفیہ تدبیر کر رہا تھا۔ اور اللہ کی پوشیدہ تدبیر سب سے بہتر ہے۔ لہٰذا جب کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "نعوذ باللہ من ذالک" قتل پر اتفاق کر کے کانفرنس ختم کر چکے اور اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ تو فرشتہ جبرائیل بحکم ربّ العالمین وحی لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ اے محبوب آج رات آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں اور ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے جائیں۔ چنانچہ اسی وقت حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف فرما ہوئے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی بی بی اسماء رضی اللہ عنہا نے سامانِ سفر تیار کیا کیونکہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس وقت بہت چھوٹی تھیں۔ مگر حضور علیہ السلام سے عقد ہو چکا تھا اس کے بعد حضور نے ایک عبداللہ غلام جو راستوں سے

واقف تھا دو اونٹیاں اُس کے سپرد کر کے فرمایا کہ تین دن کے بعد وہ ان دونوں اونٹنیوں کو لے کر غار ثور کے پاس آ جائے اس کے بعد حضور علیہ السلام ربّ ذو الجلال کی رحمت کاملہ سے کاشانۂ نبوّت میں بستر نبوّت پر جان ولایت کو سلا کر مٹھی بھر خاک ہاتھ میں لی اور سورۂ یٰسین کی ابتدائی آیتوں کو تلاوت فرماتے ہوئے نبوّت خانہ سے باہر تشریف لائے اور محاصرہ کرنے والوں کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے اُن کے مجمع سے صاف نکل گئے نہ کسی کو نظر آئے نہ کسی کو خبر ہوئی۔ ایک دوسرا شخص جو اس مجمع میں موجود نہ تھا لوگوں کو بتایا کہ حضور علیہ السلام خانہ نبوّت سے نکل گئے اور چلتے وقت تمہارے سروں پر خاک ڈال گئے ہیں۔ چنانچہ ان بدبختوں نے جب اپنے سروں پر ہاتھ پھیرے تو واقعی ان کے سروں پر خاک اور دھول پڑی ہوئی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کے ساتھ چوتھے دن یکم ربیع الاوّل دوشنبہ کے دن غار ثور سے باہر تشریف لائے تو عبداللہ غلام دو اونٹنیاں لے کر غار کے باہر کھڑا تھا ایک اونٹنی پر حضور علیہ السلام اور ایک اونٹنی پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ تھے۔ عبداللہ غلام آگے آگے پیدل چلنے لگا اور عام راستہ سے ہٹ کر ساحل سمندر کے غیر معروف

راستوں سے مدینہ پاک کی طرف سفر شروع کیا ابھی وہ تھوڑی ہی دُور گئے تھے کہ سراقہ بن مالک گھوڑے پر سوار تھا آگے سے ہو کر راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے عبداللہ غلام کو اس کی مزدوری دے دی تو وہ واپس چلا گیا اس کے بعد حضور علیہ السلام نے سراقہ سے پوچھا کہ تو کیا چاہتا ہے اس کم بخت نے زبان سے کچھ نہ کہا اور تلوار میان سے نکالی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ مارنا چاہا تو اسی وقت فرشتہ جبرائیل حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین کو اللہ تعالےٰ نے آپ کے اختیار میں دے دیا ہے آپؐ اس کو اپنے تصرف میں لائیں اسی وقت حضور علیہ السلام نے زمین کی طرف نگاہ کی اور فرمایا کہ اے زمین بحکم ربّ العالمین اس ظالم کو پکڑ لے۔ اسی وقت الٰہی امر سے زمین پھٹ گئی اور سراقہ بمعہ اپنے گھوڑے کے زمین میں دھنس گیا۔ چند منٹ گزرے تو سخت حیران و پریشان ہوا۔ اور رونے لگا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں عرض گزار ہوا کہ معاف فرمادیں میں نے حرص و لالچ میں آکر ایسی حرکت کی ہے۔ اے اللہ کے حبیب زمین سے نجات دلائیں۔ رسول اکرمؐ کو اس کی حالت پر رحم آیا تو حضور علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں دعا فرمائی تو سراقہ کو زمین سے رہائی

ملی۔ سراقہ نے زمین سے نجات پاکر پھر آپؐ کو (نعوذ باللہ من ذالک) مارنے کے لئے تلوار نکالی۔ اسی لمحہ بحکم رب العالمین ایک جن حاضر ہوا سراقہ کو اس کے گھوڑے سمیت اٹھا کر لے جانے لگا تو سراقہ نے چیخ و پکار کرتے ہوئے کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ آپؐ رحمت اللعالمین ہیں مجھے اس جن سے چھڑائیں۔ حضور علیہ السلام کے حکم سے اس جن نے اس کو پھر زمین پر لا کھڑا کیا اور زمین میں مع اس کے گھوڑے کے ناف تک دھنسا دیا اور حضور کو سلام کرتے ہوئے جن غائب ہو گیا۔ سراقہ نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ آئندہ کبھی بے ادبی اور ایسی حرکت نہیں کروں گا آپؐ مجھے پھر معاف کر دیں اور زمین سے نجات دلائیں۔ تب حضورؐ نے دعا فرمائی تو اللہ تعالےٰ کے حکم سے زمین سے سراقہ کو رہائی ملی۔ تو اس نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ بتائیں کہ آپؐ کے خدا میں اتنی قوت و طاقت ہے۔ اس کی کیا تعریف ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک ذرا نیچے کو کیا تو اسی وقت جبرائیل فرشتہ حاضر ہوا اور حضور علیہ السّلام کو سورۃ اخلاص پیش کی۔ سراقہ نے جب اس سورۃ کو حضور کی زبان مبارک سے سنا تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپؐ کا

غلام ہوں اور اسی لمحہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

اس روایت کی نسبت سے ایک دوسری روایت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے کہ بریدہ بن اسلم بھی سراقہ کی طرح ناپاک ارادہ سے شتر پر سوار ہو گیا۔ اور جس راستے حضورؐ مدینہ کو سفر کر رہے تھے روانہ ہو گیا۔ اس نے حضور علیہ السلام کو راستے میں کہیں نہ دیکھا۔ یہاں تک کہ وہ مدینہ پاک کے قریب آن پہنچا۔ جس مقام تک وہ آیا تھا۔ مدینہ پاک چالیس میل کی دوری پر واقع تھا۔ اس مقام پر حضور علیہ السلام بمع اپنے اصحاب کے بطور مہمان کے ٹھہرے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر بریدہ حضور علیہ السلام کے خیمہ کے دروازے پر آیا اور السلام علیکم کہا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہے کیونکہ میں اُن کو پہچانتا نہیں ہوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خوف محسوس کیا۔ اور اس وجہ سے حضور علیہ السلام کے متعلق نہ بتایا کہ شاید کوئی دشمن ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اجنبی تو کس قبیلے سے تعلق رکھتا ہے اور کیا نام ہے۔ اس نے جواب دیا میرا نام ابن اسلم ہے اور سہم قبیلے سے تعلق رکھتا ہوں۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم کو خوشخبری ہے

دشمن کے مکر سے اور پھر آپ نے فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تیرا حصّہ نکلا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کفّار کے دلوں میں بحکم ربِّ جلیل و خبیر ہماری عظمت پہنچ چکی ہے۔ جب بریدہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فصاحت و بلاغت اور حکمت و دانائی سے لبریز کلمات سنے تو بریدہ نے کہا کہ جناب آپؐ کون ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہوں۔ اور میں اللہ جلّ شانہ، کی طرف سے مبعوث کیا ہوا رسول ہوں۔ یہ سن کر بریدہ نے حضور علیہ السلام سے عرض کی کہ یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ اپنے رب کی تعریف فرمائیے گا کیوں کہ آپؐ کا رب تو بہت ہی عجیب و غریب ہے اور آپؐ کا رب کیسا ہے کہ جس نے آپؐ کو بے حد فصاحت و بلاغت مدینہ شہر کے تمام لوگوں سے افضل عطا فرمائی ہے جو شخص آپؐ کا کلام سنتا ہے وہ سرتاپا آپؐ پر نثار ہو جاتا ہے۔ بریدہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اسلام جیسی نعمت سے سرفراز فرمائیں اور میرے تمام ساتھیوں کو بھی اسلام میں داخل فرمائیں۔ لہٰذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بریدہ کو بمع اسکے ساتھیوں کے اسلام کے حلقے میں داخل فرمایا مسائل سے آگاہ فرمایا پھر سب نے مل کر پڑھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ اللّٰه

مدینہ میں آفتاب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلیاں

مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر جہاں آج مسجد قباء بنی ہوئی ہے بارہ ربیع الاوّل کو حضور شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوئے۔ اور قبیلہ عمرو بن عوف کے خاندان میں حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف فرما ہوئے۔ اہل خاندان نے اس فخر و شرف پر کہ دونوں عالم کے میزبان ان کے مہمان بنے۔ اللہ اکبر کا پر جوش نعرہ لگایا۔ چاروں طرف سے انصار جوش مسرت میں آئے اور بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ و سلام کا نذرانۂ عقیدت پیش کرتے۔ اکثر صحابۂ کرام جو حضور علیہ السلام سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تھے۔ وہ لوگ بھی اسی مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام بھی حکم نبی کے مطابق قریش کی امانتیں واپس لوٹا کر مکہ سے چل پڑے تھے۔ وہ بھی مدینہ آگئے۔ لوگوں نے حیرانگی سے پوچھا کہ اے حضرت علی علیہ السلام اتنی جلدی مکّہ سے یہاں پہنچ گئے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب

میں نے کاشانۂ نبوّت سے باہر نکل کر مدینہ کا رُخ کیا تو قدرت کاملہ اور حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کی طرف میری دلی توجہ تھی اس لئے صرف چند قدم مکّہ کی سرزمین پر چلا اور اب دیکھا کہ میں حضور ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ہوں۔ اس کے بعد حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ اور اُن کے خاندان والے ان تمام مقدس مہمانوں کی مہمان نوازی میں دن رات مصروف رہنے لگے۔

اللہ اکبر عمرو بن عوف کے خاندان میں سیّد الانبیاء و سیّد الاولیاء اور صالحین صحابہ کے نورانی اجتماع سے ایسا سماں بندھ گیا ہوگا کہ تماشا لیا چاند۔ سورج اور ستارے حیرت کے ساتھ اس مجمع کو دیکھ کر زبانِ حال سے کہتے ہوں گے کہ یہ فیصلہ مشکل ہے کہ آج انجمنِ آسمان زیادہ روشن ہے۔ یا حضرت کلثوم بن ہدم کا مکان۔ جب سب مہمانوں نے کھانا تناول فرما لیا اور حضرت کلثوم بھی ہدم رضی اللہ عنہ مہمان نوازی سے فارغ ہوئے تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی قدم بوسی اور استقبال کے لئے مدینہ سے باہر نکل آئے ہیں جن میں مرد عورتیں اور بچّے بھی شامل ہیں

لہٰذا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیویں تو سواری تیار کروں
محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ چلو سب مل کر پیدل چلتے ہیں
چنانچہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس اور
آپؐ کے جاں نثاروں کا قافلہ مدینہ کی طرف چل پڑا تو اس موقع
پر بیک آواز قافلہ والوں نے کہا:۔

چلو وادیٔ عشق میں پا برہنہ
یہ جنگل ہے وہ جس میں کانٹے نہیں ہیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک قیادت میں جب
یہ قافلہ مدینہ کے بالکل قریب پہنچ گیا اور چونکہ حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر مدینہ میں پہلے سے پہنچ چکی تھی
اس لئے اہل مدینہ آپؐ کے دیدار کے لئے انتہائی مشتاق و بے قرار
تھے۔ روزانہ صبح سے نکل نکل کر شہر کے باہر سراپا انتظار بن کر استقبال
کے لئے تیار رہتے تھے۔ اور جب دھوپ تیز ہو جاتی تو حسرت
وافسوس کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاتے۔ اس دن
بھی اپنے معمول کے مطابق اہل مدینہ آپ کی راہ دیکھ کر
واپس جا چکے تھے کہ ناگہاں ایک یہودی نے اپنے قلعہ
سے دیکھا کہ تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری مدینہ

کے قریب آن پہنچی ہے۔ اس نے باآواز بلند پکارا کہ اے مدینہ والو تم جن کا روزانہ انتظار کرتے تھے۔ وہ کاروانِ رحمت آگیا۔ یہ سُن کر تمام انصاری وجد و شادمانی سے بے قرار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال کرنے کے لئے اپنے گھروں سے نکل پڑے اور نعرۂ تکبیر کی آوازوں سے تمام شہر گونج اُٹھا جب محبّانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلہ مدینہ میں داخل ہونے ہی والا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بریدہ نے عرض کیا ہم مدینہ میں کس طرح داخل ہوں۔ کیا اپنا جھنڈا لے کر یا بغیر طبل و بوق کے مدینہ کے اندر جائیں۔ حضور علیہ وسلم نے فرمایا امر الٰہی کے خلاف مت کرو۔ تب بریدہ سمجھ گیا اور سب ساتھی کلمہ توحید کا ذکر کرتے ہوئے مدینہ شہر پہنچے تو سردارِ مدینہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی مہار پکڑتے تھے، لوگوں کی اس قدر عقیدت دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس اونٹنی کی مہار چھوڑ دو۔ کیوں کہ یہ اونٹنی حکم الٰہی کی پابند ہے اس کو جہاں بھی رکنے کا حکم ہو گا وہیں پر ٹھہر جائے گی۔ یہ فرمان جب انہوں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے سُنا تو انہوں نے اونٹنی کی مہار چھوڑ دی۔ وہ

اونٹنی سب کے آگے جارہی تھی اب کیفیّت یہ تھی کہ اونٹنی جب
کسی کے مکان سے آگے نکل جاتی تو وہ مالک مکان بے حد رنجیدہ
ہو جاتا تھا۔ اور وہ شخص حسرت سے کہتا کہ افسوس میری قسمت
میرے مکان پر اونٹنی نہ رُکی اور ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے
پاس مہمان نہ ہوئے۔ اونٹنی چلتی چلتی ایوب انصاری رضی اللہ
عنہ کے مکان پر ٹھہر گئی اور امرالٰہی سے وہیں بیٹھ گئی۔ لوگوں
نے بہت چاہا کہ اُونٹنی اس جگہ سے اُٹھے لیکن اُونٹنی اس جگہ سے
نہ اُٹھی۔ کیوں کہ حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے
اللہ تعالےٰ سے بہت عاجزی سے دُعا کی تھی لہٰذا ان کی دُعا کو
ربّ العزّت نے قبول فرمالیا تھا دوسری طرف اہل مدینہ نے
اپنے اپنے مکانات کو سجایا ہوا تھا۔ اور ہر قسم کے کھانے بھی تیّار
کئے ہوئے تھے، مثلاً کھجوروں وغیرہ کے پُر تکلّف کھانے اور پینے
کے لئے مختلف قسم کے مشروبات اور دیگر پینے والی اشیاء ہر
مکان میں موجود تھیں تاکہ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے
مکان پر ٹھہر جائیں اور ساتھ ہی سرمایہ دار طبقہ اپنے دلوں میں
خیال کئے ہوئے تھا۔ کہ محبوب ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم
ہمارے ہاں تشریف فرما ہوں گے۔ اس وجہ سے کہ مکان بہت

سجے ہوئے ہیں۔ اور ہم چوں کہ شہر مدینہ کے رئیس ہیں۔ اور حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اپنے دل میں یہ خیال کرتے تھے کہ میں ایک غریب آدمی ہوں شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم میرے مکان پر کب تشریف فرما ہوں گے اور حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بافندہ تھے۔ یعنی کپڑا بن کر اپنی گزر اوقات کرتے تھے مگر چوں کہ اللہ جل جلالہٗ دل میں خلوص رکھنے والوں کا اجر اور محنت ضائع نہیں کرتا۔ اس وجہ سے حضور فخر کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم بحکم رب جلیل خبیر حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف فرما ہوئے۔ چوں کہ حضرت ایوب انصاری رضؓ کی اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عاجزی اور گریہ زاری تھی۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگرچہ اونٹنی حضرت ایوب انصاری کے مکان پر رکی ہے مگر میں سب کا مہمان ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ حضور علیہ السلام کی اس مشفقانہ بات سے سب لوگ مطمئن ہو گئے۔ تب حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی اجازت سے آپؐ کا سامان اٹھا کر اپنے گھر میں لے آئے۔ اور حضور سرکار دو عالمؐ تاجدار مدینہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے انہی کے مکان پر قیام فرمایا۔ حضور سرورِ کونین رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ایوب انصاری کو فرمایا کہ جتنے لوگ میرے ہمراہ مکہ مکرمہ سے آئے ہیں اور جتنے عقیدت مند یہاں سے میرا خیر مقدم کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں ان تمام کی دعوت کا بندوبست کرو۔ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سن کر حضرت ایوب انصاری گھر کے اندر گئے اور مائی صاحبہ سے کہنے لگے کہ فرمانِ رسول اکرم کے مطابق ان سب لوگوں کے لئے کھانے پینے کا بندوبست کرنا ہے۔ مائی صاحبہ نے عرض کی کہ کتنے مہمان ہیں حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شاید سات سو کے قریب ہوں گے۔ یہ سن کر مائی صاحبہ رونے لگی کہ اے اللہ ایک طرف تو میں اس قدر خوش بخت کہ بیان نہیں کرسکتی کہ تاجدار مدینہ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے ہیں میں اس بات کا شکر الٰہی اپنی موت تک کرتی رہوں گی۔ لیکن دوسری طرف میرے گھر میں سوائے تھوڑی مقدار میں سویق اور کچھ شکر کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضور علیہ السلام گھر میں صرف تھوڑے سے سویق ہیں اور کچھ شکر۔ اس کے سوا گھر میں کھانے کے لئے اور کچھ نہیں ہے۔ حضرت ایوب

انصاری رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ اے انصاری لے آؤ جو کچھ ہے۔ اللہ تعالےٰ برکت ڈالنے والا ہے وہ قادر مطلق ہے ہر چیز پر اس کا قبضہ ہے قدرت کاملہ سے تھوڑی سی چیز بھی اتنی بڑھ سکتی ہے کہ لاتعداد لوگ اگر کھائیں تو ختم نہ ہو جیسا کہ مکڑی کی ایک ٹانگ میں اللہ تعالےٰ نے اتنی برکت فرمائی کہ سلیمان علیہ السلام کا سارا لشکر اس کو ختم نہ کر سکا۔ اور دوسری طرف کئی مہینوں کا پکا ہوا کھانا صرف ایک مچھلی ہڑپ کر گئی۔ جب حضرت ایّوب انصاری رضی اللہ عنہ نے شان ربوبیت کے بارے میں حضور علیہ السلام کی زبان مبارک سے یہ امرؤ و اعلےٰ کلمات سنے تو اسی وقت گھر جا کر سویق اور شکر لے آیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے شکر سے میٹھا پانی تیار کیا اور سویق ایک برتن میں رکھ لئے دونوں برتنوں کو ڈھانپ دیا اور خود رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے سویق شربت میں گھول کر ہر مہمان کو دینے شروع کئے جب سب لوگ سیر ہو کر سویق پی چکے تو بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی نے وہ سویق والا برتن اور بنا ہوا میٹھا پانی حضرت

ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو دے کر فرمایا کہ گھر لے جا کر مائی صاحبہ اور دوسرے گھر والوں کو بھی دو کہ وہ بھی یہ تبرک کھالیں۔ حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ حکم پاتے ہی دونوں برتن گھر لے گئے اور مائی صاحبہ سے کہنے لگے کہ یہ لو سویق اور شربت خود بھی استعمال کرو۔ اور بچوں کو بھی دو۔ جب مائی صاحبہ نے ایک برتن میں شربت اور دوسرے برتن میں سویق دیکھے تو پھر اس نے ایک آہ بھری کہ ہائے اللہ ہماری قسمت کہ اسی طرح سویق اور میٹھا پانی واپس آگیا ہے شاید کسی نے پسند ہی نہیں کیا۔ مائی صاحبہ کی یہ بات سن کر حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مائی صاحبہ غم مت کرو۔ حضور علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے تمام لوگوں کو نوازا ہے اور سب نے پیٹ بھر کر اپنی اپنی طبع کے مطابق استعمال کئے ہیں۔ یہ حضور علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں کی برکت ہے کہ ہم جیسے غریبوں کو عزت بخشی ہے۔ یہ الفاظ سن کر وہ ہی مائی صاحبہ سجدہ ریز ہوئی اور اللہ کا شکر بجالائی اور خوشی خوشی گھر سے باہر نکل کر تمام انصار و مہاجر کے سامنے کھڑی ہو کر کہنے لگی کہ اے عقیدت مندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن لو جتنے سویق تھے اور

شکر تھی صرف دس یا بارہ افراد استعمال کر سکتے تھے جلدی سے سب لوگ بول اُٹھے کہ اے مائی صاحبہ ہم سب نے اپنی اپنی طبع کے مطابق پیٹ بھر کر پئے ہیں۔ صحابہ کرام نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے مدینہ کے رہنے والو انصار و مہاجرین سن لو۔ مکہ مکرمہ سے لے کر یہاں تک جس جس جگہ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم گزر کر آئے ہیں قدم قدم پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے رحمتیں نازل ہوتی رہی ہیں اور نور کے چشمے پھوٹتے رہے۔ پھر جذبات صادقہ سے سب نے مل کر پڑھا۔

نبی رحمت بن کے آئے نیں
پتھراں نوں کلمے پڑھائے نیں
پڑھو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
حق لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
ہے محمّد پاک رسول اللہ
نبی نبیاں وِچ نگینہ اے
جدے ویکھیاں ٹھردا سینہ اے
اَج وَسیا شہر مدینہ اے
پڑھو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

حق لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
ہے محمّدؐ پاک رسول اللّٰہ
جتھے قدم حضورؐ دے لگدے رئے
دیوے رحمتاں دے اوتھے جگدے رئے
چشمے نُور دے اوتھے وگ دے رئے
پڑھو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
حق لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
ہادئ عالم صلّے علےٰ
ساڈا کامل دین ایمان نبی
نالے دو جگ دا اے مان نبی
جدی صفت وچ قرآن ہوئی
پڑھو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
حق لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
فخرِ دو عالم صلّے علےٰ
اینہاں جگ وچ کیتا اُجالا اے
سارے جگ توں شان نرالا اے
مونڈھے تے کمبل کالا اے

پڑھو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
حق لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
ہے نور ہدایت صلّے علےٰ
نبی سب نبیاں دا لاڈا اے
نالے عرش بریں دا تارا اے
نالے رب نوں بہت پیارا اے
پڑھو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
حق لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
لولاک دے مالک صلّے علےٰ
ہوئی نُور دی سب روشنائی اے
جد ذات نبی دی آئی اے
جدی شیدا کل خدائی اے
پڑھو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
حق لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
رحمتِ عالم صلّے علےٰ

(اصغر کاظمی)

اس منظر کے بعد حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے ذاتی خلوص کا اظہار کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے متعلق جو کچھ کہا ان جذبات حقیقی کی عکاسی شعر سے ہوتی ہے۔

ان کے قدم پہ ہیں نثار جن کے قدوم نازنے
اُجڑے ہوئے دیار کو رشکِ چمن بنا دیا

اس کے بعد رسولِ اکرم، ہادئِ عالم، رہبر کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب لوگوں کو میری طرف سے اپنے اپنے گھروں میں جانے کی اجازت ہے تب لوگوں نے عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا کہ ہم سب کی قلبی تمنا ہے کہ آپ کے دستِ مبارک ہمارے سروں پر آئیں اور مصافحہ کی اجازت دی جائے۔ چونکہ ہجوم عاشقانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ تھا۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق صحابہ کرام نے چند پگڑیوں کو ایک دوسری سے باندھ کر اتنی لمبائی کر دی کہ جہاں تک خلوص و محبت کے پتلے کھڑے تھے وہاں تک پگڑی کا کپڑا پہنچ سکتا تھا چنانچہ ایک طرف کا پلّو سرکار مدینہ تاجدار حرم حضرت محمدؐ

صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں تھا اور دوسری طرف کا پلّو ہجوم کے آخر میں حضرت علی علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں میں تھا۔ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق لوگوں نے اپنی عقیدت کے مطابق سب نے اس کپڑے کو ہاتھ لگایا اور بعض عاشقانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کپڑے کو بوسہ دیا۔ اور تمام غلامانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاتے وقت مل کر کہا:۔

جن کے قدموں سے اُجڑے چمن بس گئے
ان کے قدموں کی برکت پہ لاکھوں سلام

صحابی رسول براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو فرحت وسرور اور انوار و تجلیات حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے کے دن ظاہر ہوئے نہ اس سے پہلے کبھی ظاہر ہوئے تھے نہ اس کے بعد۔ اس نسبت سے ایک اور روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مدینہ میں یہودیوں کے سب سے بڑے عالم تھے۔ خود ان کا اپنا بیان ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ میں تشریف لائے۔ اور لوگ جوق در جوق حضور

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے ہر طرف سے آنے لگے تو میں بھی اس وقت خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور جونہی میری نظر جمالِ نبوّت و رسالت پر پڑی تو پہلی نظر میں میرے دل نے یہ فیصلہ کر دیا کہ یہ چہرہ کسی چھوٹے آدمی کا نہیں ہو سکتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وعظ میں یہ ارشاد فرمایا :۔ " اے لوگو اسلام کا چرچا کرو اور کھانا کھلاؤ اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ اور راتوں کو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم عبادت کرو۔ اور ذکرِ الٰہی میں مشغول رہو۔

حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ چار بول میرے کان میں پڑے تو میں اس قدر متاثر ہو گیا کہ میرے دل کی دنیا ہی بدل گئی اور میں مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا دامنِ اسلام میں داخل ہو جانا یہ اتنا اہم واقعہ تھا کہ مدینہ کے یہودیوں میں کھلبلی مچ گئی اور تاریخ اس کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ اس منظر کے کچھ وقت بعد جب مسجد نبوی اور اس کے آس پاس کے حجرے تیار ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان حجروں میں اپنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ قیام پذیر ہو گئے۔

رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کیلئے دُعا

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ سے مدینہ تشریف لائے تو اس وقت مدینہ کی آب و ہوا اچھی نہ تھی۔ چاروں طرف طرح طرح کی وبائیں اور بیماریاں پھیلی ہوئی تھیں۔ اس وجہ سے اکثر لوگ بیمار تھے۔ بلکہ بعض مریض تو اتنے لاغر ہو چکے تھے کہ کاروبار بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اور چند دن مدینہ میں ٹھہرنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ شدید بخار میں مبتلا ہو گئے۔ بخار کی شدّت کی وجہ سے وہ حضرات اپنے وطن مکّہ مکرمہ کو یاد کر کے کفّار مکّہ پر لعنت بھیجتے تھے اور مکّہ کی پہاڑیوں اور گھاسوں کے فراق میں اشعار پڑھتے رہتے تھے آخر کار بیماری سے بیزار ہو کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب سے مدینہ آئے ہیں کسی نہ کسی بیماری میں ضرور مبتلا رہتے ہیں۔ ہم ہی نہیں مدینہ کے لوگ بھی پریشان حال ہیں۔ ان کی طرف سے بھی یہی عرض ہے کہ ان وباؤں اور

بیماریوں سے نجات ملنی چاہئے تاکہ لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو کر اپنے اپنے اہل و عیال کے لئے روٹی کما کر اُن کے پیٹ بھر سکیں اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آؤ میرے ساتھ بارگاہ ربّ العزت میں دُعا کریں۔ چنانچہ صحابہ کرام اور دوسرے انصار لوگ حضور علیہ السلام کے ساتھ مسجد نبوی میں پہنچے۔ مسجد نبوی کے صحن میں بیٹھ کر ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس نے اپنے مبارک ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور اپنی زبان مبارک سے کہا کہ اے ربّ العالمین تو رحیم ہے تو کریم ہے اپنی رحیمی و کریمی اور رحمت کاملہ سے مدینہ کی آب و ہوا اس مٹی کی برکت سے لوگوں کے لئے صحت بخش بنا دے اور تمام وباؤں اور بیماریوں کو دفع کر دے۔ اور ہمارے دلوں میں مدینہ کی ایسی ہی محبّت پیدا کر دے جیسی مکہ کی محبّت ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ تاکہ قیامت تک اس کی عظمت لوگوں کے دلوں پر چھائی رہے۔ ابھی دُعا سے ہاتھ مبارک فارغ ہوئے ہی تھے کہ ناگہاں آسمان سے ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی اور مشرق کی جانب سے ہوا چلنی شروع ہوئی چند منٹ یہی کیفیت رہی پھر بارش اور ہوا دونوں بند ہو گئے تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو حکم دیا کہ ہر فرد شکر الٰہی کرے اور شکرانے

کے دو نفل ادا کرے۔ حکم پاتے ہی جتنے لوگ بھی مسجد میں موجود تھے سب نے نفل پڑھے اور حضور اقدس کی ذات بابرکات نے خود بھی نماز شکرانہ پڑھی۔ اور جب مسجد سے اُٹھ کر باہر تشریف فرما ہوئے تو انصار و مہاجرین نے عرض کیا کہ حضور علیہ السلام بہت پیاری پیاری ہوا چل رہی ہے اور اب ہم سب صحت مند ہیں۔ حضور علیہ السلام فرمانے لگے کہ انشاء اللہ اب مدینہ کی آب و ہوا قیامت تک لوگوں کے لئے صحت بخش رہے گی۔ یہ مبارک کلمات سن کر سب نے مل کر کہا کہ حق سچ کی بات یہی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمت اللعالمین ہیں۔ اس کے بعد بحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگ خوشی خوشی اپنے گھروں میں پہنچے اور مصروف کار ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ کے لوگوں سے معاہدہ

مدینہ میں بہت سے یہودی بھی آباد تھے۔ ان یہودیوں کے تین قبیلے بنو قینقاع۔ بنو نضیر اور قریظہ مدینہ کے اطراف میں آباد تھے۔ اور نہایت مضبوط محلات اور مستحکم قلعے بنا کر رہتے تھے۔ ہجرت سے پہلے یہودیوں اور انصار میں ہمیشہ اختلاف رہتا تھا اور وہ اختلاف

اس وقت بھی تھا جب حضور علیہ السلام مدینہ تشریف لائے تھے اور اس اختلاف کی وجہ سے انصار کے دونوں قبیلے اوس اور خزرج بہت کمزور ہو چکے تھے۔ کیوں کہ مشہور لڑائی جنگ "بعاث" میں ان دونوں قبیلوں کے بڑے بڑے سردار اور نامور بہادر آپس میں لڑ لڑ کر قتل ہو چکے تھے۔ اور یہودی ہمیشہ اس قسم کی تدبیروں اور شرارتوں میں لگے رہتے تھے کہ انصار کے یہ دونوں قبائل ہمیشہ ٹکراتے رہیں اور کبھی بھی متحد نہ ہونے پائیں۔ ان وجوہات کی بناء پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں اور مسلمانوں کے آئندہ تعلقات کے بارے میں ایک معاہدہ کی ضرورت محسوس فرمائی۔ تاکہ دونوں فریق امن و سکون کے ساتھ رہیں اور آپس میں کوئی تصادم اور ٹکراؤ نہ ہونے پائے۔ چنانچہ آپؐ نے انصار اور یہود کو بلا کر معاہدہ کی ایک دستاویز لکھوائی جس پر دونوں فریق کے دستخط ہو گئے۔ اس معاہدہ کی دفعات کا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

۱۔ خون بہا (جو جان کے بدلے دیا جاتا ہے) اور فدیہ (قیدی کو چھڑانے کے بدلے جو رقم دی جاتی ہے) کا جو طریقہ پہلے سے چلا آتا تھا اب بھی قائم رہے گا۔

۲۔ یہودیوں کو مذہبی آزادی حاصل رہے گی۔ ان کے مذہبی رسوم
میں کوئی دخل اندازی نہیں کی جائے گی۔
۳۔ یہودی اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ رکھیں گے۔
۴۔ یہودی یا مسلمانوں کو کسی سے لڑائی پیش آئے گی تو ایک فریق
دوسرے کی مدد کرے گا۔
۵۔ اگر مدینہ پر کوئی حملہ ہوگا تو دونوں فریق مل کر حملہ آور کا مقابلہ
کریں گے۔
۶۔ کوئی فریق قریش اور ان کے مددگاروں کو پناہ نہیں دیگا۔
۷۔ کسی دشمن سے اگر ایک فریق صلح کرے گا تو دوسرا فریق
بھی اس مصالحت میں شامل ہوگا۔ لیکن مذہبی لڑائی
اس سے مستثنیٰ رہے گی۔

اس معاہدہ سے پہلے باہمی لڑائیوں کی وجہ سے سینکڑوں گھرانے برباد ہو گئے تھے۔ ہر طرف بدامنی اور آئے دن کی لوٹ مار سے ملک کا امن وامان تباہ برباد ہو چکا تھا۔ کوئی شخص اپنی جان ومال کو محفوظ نہیں سمجھتا تھا۔ نہ دن کو چین نہ رات کو آرام۔ مگر اس کے بعد وحشت ناک صورت حال جس سے لوگ تنگ تھے محفوظ ہو گئے۔ اور تمام لوگوں نے حضور رحمت اللعالمین کی

اس دانش مندی کی تعریف کی اور کچھ لوگ اسی ایک اعلیٰ فیصلہ کی وجہ سے مشرف بہ اسلام ہوئے۔

جمالِ نبوّت کی روحانی شعاعوں سے اک مُردہ دل زندہ و بیدار ہو گیا

حضور سرورِ کائنات رحمت اللعالمین کی دُعاؤں سے جب مدینہ کی آب و ہوا لوگوں کے لئے صحت مند ہو گئی اور مریض مکمّل طور پر صحت یاب ہو گئے۔ تو اس بات کا پھیلائی ہوا اور بے شمار لوگ حضور علیہ السلام کی عظمت کو دیکھ کر مسلمان ہوئے۔ بڑے ذوق و شوق اور والہانہ جذبۂ عقیدت سے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور جاں نثاری اور وفاداری کا حلف اُٹھایا۔ تب حضور علیہ السلام نے ان سب کو اسلام کے مسائل سے آگاہ فرمایا۔ اس واقعہ کی خبر مدینہ کے گرد و نواح کے علاوہ دُور دراز ملکوں میں پھیل گئی چنانچہ سلمان فارسی دین حق کی تلاش میں اپنے وطن فارس سے مدینہ کی طرف نکلے چونکہ ان کے آباؤ اجداد مجوسی اور بت پرست تھے۔ اور وہ اپنے آبائی دین سے بیزار رہتے تھے۔ ابھی وہ مدینہ سے بہت دور تھے کہ راستہ میں ڈاکوؤں نے گرفتار کر لیا۔

اور اپنا غلام بنا کر اپنے پاس رکھا۔ اور پھر ان کو کچھ وقت کے بعد بیچ ڈالا۔ چنانچہ یہ کئی بار بکتے رہے اور مختلف لوگوں کی غلامی میں رہے۔ ایک دن سلمان سوئے ہوئے تھے کہ انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک نورانی شخصیت ان کے سامنے کھڑی ہے۔ اور کہہ رہی ہے کہ اے سلمان اٹھ اور میرے ساتھ مدینہ چل کر اپنے ایمان کو قائم کرو۔ سلمان کہنے لگے کہ میں اس جگہ قید میں ہوں رہائی ہو گی تو مدینہ جاؤں گا۔ ندا آئی کہ آج صبح مدینہ پہنچ جاؤ گے چنانچہ صبح جب سلمان اٹھے تو وہ ڈاکو جس کی حراست میں تھے سویا ہوا تھا۔ چپکے سے سلمان خیمہ سے باہر نکلے تو دیکھا کہ ایک گھوڑ سوار کھڑا ہے۔ جونہی اس گھوڑ سوار کے اشارہ پر سواری پر بیٹھے تو آنکھ جھپکتے ہی مدینہ پہنچے۔ سواری سے اترے تو گھوڑ سوار غائب ہوا اور سلمان فارسی مدینہ کی ایک گلی سے گزر کر بازار کی طرف جا رہے تھے تو اچانک ایک شخص نے آواز دی کہ اے سلمان کہاں جا رہے ہو۔ سلمان فارسی کہنے لگے کہ فارس سے چل کر آیا ہوں اور چاہتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے۔ اس شخص نے سلمان کو اسی وقت حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پہنچا دیا۔ جب حضور علیہ السلام نے سلمان کی طرف نگاہ کی تو

اسی وقت ایک صحابی کو فرمایا کہ سلمان مہمان ہیں ان کو کھانا کھلاؤ۔ اور پھر ان کی بات سنیں گے۔ چنانچہ بحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابی نے سلمان کو کھانا کھلایا۔ کھانا کھانے کے بعد سلمان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے۔ تب حضور علیہ السلام نے پوچھا کہ بتاؤ اے سلمان کہاں سے اور کیسے آئے ہو۔ سلمان نے اپنے تمام حالات حضور علیہ السلام کو بتائے اور عرض کرنے لگا کہ مجھ پر آپ کی شفقت کا اتنا اثر ہوا ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔ حضور علیہ السلام فرمانے لگے کہ یہ تو میرا اخلاقی فرض تھا۔ سلمان کہنے لگے کہ حضور علیہ السلام میں کتب سماوی کا علم رکھتا ہوں آپ کے اخلاق حسنہ اور چہرہ اقدس کی نورانیت کو دیکھ کر میں نے محسوس کیا ہے کہ آخر الزماں نبی کی نشانیاں یہی ہیں۔ لہٰذا مجھے اپنی غلامی میں قبول فرمادیں تب بحکم رحمت اللعالمین علیہ السلام حضرت سلمان فارسی رضی اللہ نے پڑھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور بلند آواز سے سب صحابہ کرام کے سامنے کہا کہ اے اللہ تیرا شکر گزار ہوں کہ میری قلبی تمنا پوری ہو گئی ہے اور ایک سچے دین میں داخل ہو گیا ہوں۔ پھر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الحمد للہ آج میرا مردہ

دل زندہ و بیدار ہو گیا ہے اس کے بعد حضورؐ سے رخصت لی اور واپس فارس پہنچے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام آباؤ اجداد کے سامنے سارا حال جس طرح کہ راہِ حق کی تلاش کے لئے مدینہ پہنچے سنایا اور یہ بھی بتایا کہ جمالِ نبوّت کی روحانی شعاعوں کا میرے دل پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے نہ اٹھ سکا جب تک کہ میں نے کلمہ حق نہ پڑھ لیا۔ اور حق سچ کی بات ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں آپ کا اسوۂ حسنہ قابلِ ستائش ہے۔ آپ رحمت اللعالمین ہیں اس لئے میرا مشورہ ہے کہ تم سب بھی گمراہی کی زندگی بسر نہ کرو بلکہ اللہ کی طرف سے مبعوث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اختیار کرو۔ اور کلمہ حق پڑھ لو چنانچہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے خاندان کے افراد اور بہت سے دوسرے لوگوں نے بھی کلمہ حق پڑھا اور مدینہ پہنچ کر حضور علیہ السلام کے قدموں میں گرے جاں نثاری کا حلف اٹھایا اور مدینہ میں سکونت اختیار کی

عظمتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک متبرک واقعہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر تھے تو خانہ کعبہ کی طرف رخ مبارک کر کے نماز ادا کرتے رہے۔ مگر جب حضور علیہ السلام ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو خداوند تعالٰے کا یہ حکم ہوا کہ آپؐ اپنی نمازوں میں "بیت المقدس" کو اپنا قبلہ بنائیں "جو مسلمان حکمران طبقہ کی نا اتفاقی یا ہماری بد قسمتی کی وجہ سے اس وقت یہودیوں کے قبضہ و اقتدار میں ہے"۔ چنانچہ حضور علیہ السلام سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف رُخ مبارک کر کے نماز ادا فرماتے رہے۔ مگر حضور علیہ السلام کے پاک دل کی تمنّا یہی تھی کہ کعبہ ہی کو قبلہ بنایا جائے۔ مگر اکثر حضور علیہ السلام اپنا چہرہ مبارک آسمان کی طرف اُٹھا اُٹھا کر اس کے لئے وحی الٰہی کا انتظار فرماتے رہے۔ آخر جبرائیل فرشتہ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کی خواہش رکھتے ہیں کہ اپنا چہرہ اقدس بوقت نماز مسجد حرام کی طرف رکھیں۔ اللہ تبارک تعالٰے نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی

تمنا میری تمنا ہے۔ ان کی خوشی میری خوشی ہے۔ لہٰذا میرے برگزیدہ پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام پہنچادو کہ اپنا چہرہ اقدس مسجد حرام کی طرف پھیرلیں وگرنہ اسی طرح اگر چہرہ آسمان کی طرف اُٹھتا رہا تو مجھے آسمان کو ہی قبلہ بنانا پڑے گا۔ یہ حکم سنتے ہی جبرائیل فرشتہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ قبیلہ بنی سلمہ کی مسجد میں نماز ظہر پڑھا رہے تھے تو بحالت سجدہ وحی پہنچادی۔ اور نماز ہی میں آپؐ نے بیت المقدس سے اپنا رخ پھیر کر اپنا چہرہ کعبہ کی طرف کرلیا اور تمام مقتدیوں نے بھی آپؐ کی پیروی کی۔ اس مسجد کو جہاں یہ واقعہ پیش آیا "مسجد القبلتین" کہتے ہیں۔ اور آج بھی یہ تاریخی مسجد زیارت گاہ خواص و عام ہے۔ جو شہر مدینہ سے تقریباً دو کیلومیٹر دور جانب شمال مغرب واقع ہے۔ اس قبلہ بدلنے کو تحویل قبلہ کہتے ہیں۔ چنانچہ تحویل قبلہ سے حاسد گروہ کو بڑی سخت تکلیف پہنچی۔ جب تک حضور علیہ السلام بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے تو یہودی بہت خوش تھے۔ اور فخر کے ساتھ کہا کرتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ہی قبلہ کی طرف رخ کر کے عبادت کرتے ہیں مگر جب قبلہ بدل گیا تو یہودی اس قدر برہم اور ناراض ہو گئے کہ وہ یہ طعنہ دینے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ہر

بات میں ہم لوگوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے محض ہماری مخالفت میں قبلہ بدل دیا ہے۔ اسی طرح منافقین کا گروہ بھی طرح طرح کی نکتہ چینی اور ہر قسم کے اعتراضات کرنے لگا تو ان دونوں گروہوں کی زبان بندی کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب بیوقوف لوگ ضرور کہیں گے کہ مسلمانوں نے کس وجہ سے بیت المقدس کی طرف سے مسجد حرام کی طرف رُخ پھیر لیا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ خدا کی عبادت میں قبلہ کی کوئی خاص جہت ضروری نہیں ہے۔ اس کی عبادت کے لئے تمام جہتیں برابر ہیں اللہ تعالیٰ جس سمت کو چاہے اپنے بندوں کے لئے قبلہ مقرر کرے۔ پھر فرمایا اسے ہم نے اس لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے بلاشبہ یہ بڑی بھاری بات تھی۔ مگر جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے دی ہے ان کے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اس واقعہ کا بھی مشرکین پر بہت اثر ہوا۔ مگر چند شریروں نے اس بات کو بہت طول دیا اور طعنہ زنی شروع کر دی کہ پہلے بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کرتے تھے اور اب مسجد حرم کی طرف نماز ادا کر رہے ہیں اس بات کو سن کر چند صحابہ کرام کے دلوں پر بہت گہرا اثر ہوا۔

انہوں نے حضور علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ لوگ اس طرح سے باتیں کرتے ہیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ یہ لوگ شیطان کے پیروکار ہیں چاہتے ہیں کہ فساد ہو مگر مجھے اللہ تعالےٰ کی طرف سے بھی یہی حکم ہے کہ کفّار کی ایذاؤں پر صبر کرو اور تبلیغ اسلام کا عمل جاری رکھو چنانچہ حضور علیہ السلام کے حکم کے مطابق صحابہ کرام نے عمل شروع کیا۔

رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ اقدس کا بے مثل کردار

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے جو تعلیمات پیش فرمائیں ان کی حیثیت محض نظری نہیں رکھی بلکہ خود حضور علیہ السلام کی ذاتِ اقدس نے ان پر عمل کر کے انہیں عملی زندگی میں نافذ کر کے دکھایا جب آپ کی حیات طیّبہ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ عائلی زندگی ہو یا سیاسی، بچوّں سے برتاؤ ہو یا بڑوں سے معاملہ، امن کا دور ہو یا جنگ کا زمانہ عبادت کی رسمیں ہوں یا معاملات کی باتیں، قرابت کے تعلّقات ہوں یا ہمسائیگی

کے روابط زندگی کے ہر پہلو میں سیرتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کے لئے بہترین نمونہ عمل ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کی کامیابی کا راز صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ پاک پر عمل کرنے میں مضمر ہے۔ الٰہی امر بھی یہی ہے:۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی بہترین اسوہ ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ ان کی زندگیوں کا ہر عمل سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنا تھا۔

نورانی شمع رسالت کے پروانوں کا ذکر

حضور پُر نور ہادئ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ قبیلہ عضل وقارہ کے چند آدمی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے قبیلہ والوں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ اب آپ چند صحابۂ کرام کو وہاں بھیج دیں۔

تاکہ وہ ہماری قوم کو عقائد و اعمالِ اسلام سکھا دیں۔ ان لوگوں کی درخواست پر حضور علیہ اسلام نے دس منتخب صحابہ کو حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں بھیج دیا۔ جب یہ مقدس قافلہ رجیع پہنچا تو غدار کفار نے بد عہدی کی اور قبیلہ بنو لحیان کے کافروں نے دو سو کی تعداد میں جمع ہو کر ان دس مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ مسلمان اپنے بچاؤ کے لئے ایک اونچے ٹیلہ پر چڑھ گئے۔ کافروں نے تیر چلانا شروع کیا اور مسلمانوں نے ٹیلے کی بلندی سے سنگ باری کی۔ کفار نے سمجھ لیا کہ ہم ہتھیاروں سے ان مسلمانوں کو ختم نہیں کر سکتے۔ تو ان لوگوں نے دھوکہ دیا اور کہا کہ اے مسلمانوں ہم تم لوگوں کو امان دیتے ہیں اور اپنی پناہ میں لیتے ہیں اس لئے تم لوگ ٹیلے سے اتر جاؤ۔ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کسی منافق کی پناہ میں آنا گوارا نہیں کر سکتا یہ کہہ کر بارگاہِ رب العزت میں دعا مانگی کہ یا اللہ تو اپنے پیارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے حال سے مطلع فرما دے اور میرا اسلام پہنچا دے پھر وہ جوشِ جہاد اور عشقِ رسول اللہ میں سرشار ہو کر ٹیلے سے اترے۔ اور کفار سے دست بدست لڑتے ہوئے اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہید ہو گئے اور بوقت شہادت

بلند آواز پڑھا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

چونکہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں بڑے بڑے کفّار قریش کو قتل کیا تھا۔ اس لئے جب کفّار مکّہ کو حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی شہادت کا پتہ چلا تو کفّار مکّہ نے چند آدمیوں کو مقام رجیع میں بھیجا تاکہ اُن کے بدن کا کوئی حصّہ کاٹ کر لائیں جس سے شناخت ہو جائے کہ واقعی حضرت عاصم رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے ہیں لیکن جب کفّار آپ کی لاش کی تلاش میں اس مقام پر پہنچے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اس شہید کی یہ کرامت دیکھی کہ لاکھوں کی تعداد میں شہد کی مکھیوں نے ان کی لاش کے پاس اس طرح گھیرا ڈال رکھا ہے جس سے وہاں تک پہنچنا ہی ناممکن ہو گیا مگر ایک منافق آدمی نے کہا کہ میں ضرور اس لاش کے قریب جاؤں گا اور کوئی بدن کا حصّہ کاٹ کر لے جاؤں گا اور مکّہ جا کر سرداران قریش کو دکھاؤں گا۔ اس ارادے سے جب وہ منافق آگے بڑھا تو لاتعداد شہد کی مکھیوں نے اس کو گھیرے میں لے لیا اور اس کو کاٹنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اس نے اپنے ساتھیوں کو پکارا کہ مجھے بچاؤ مگر ساتھی کیا کر سکتے تھے۔ اسی حالت میں چھوڑ کر

بھاگ گے آخر کار وہ مردود مر گیا۔ دوسرے آدمی جب مکہ پہنچے تو انہوں نے یہ سب واقعہ سردارانِ قریش کو بتایا تو اس نے کہا کہ میں خود جا کر تصدیق کروں گا۔ چنانچہ جب وہ اس جگہ پہنچا جہاں واقعہ ہوا تھا تو دیکھ کر حیران رہا کہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی لاش وہاں موجود نہ تھی اس منافق کی لاشس جس کو شہد کی مکھیوں نے مار دیا تھا پڑی تھی تب حارث واپس مکہ روانہ ہو گیا۔ اور اس نے سب کو بتایا کہ حضرت عاصمؓ کی لاش اس جگہ نہیں ہے مگر دوسری لاش کے ارد گرد چیل اور گدھ جیسے جانور پرواز کر رہے ہیں۔

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد باقی تین اشخاص حضرت خبیب رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہ کفّار کی پناہ پر اعتماد کر کے نیچے اترے تو کفّار نے بد عہدی کی اور اپنی کمان کی تانبوں سے ان لوگوں کو باندھا۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگوں کی پہلی بد عہدی ہے اور میرے لئے اپنے ساتھیوں کی طرح شہید ہو جانا بہتر ہے چنانچہ وہ ان کافروں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے اور بوقتِ شہادت کہا کہ اے اللہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے حالات

سے آگاہی کردے۔ اور میرا اسلام پہنچادے۔ بعد میں پڑھا۔
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط

لیکن حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کو کافروں نے باندھ دیا تھا اس لئے یہ دونوں مجبور تھے۔ ان دونوں کو کفّار نے مکّہ میں لے جا کر بیچ ڈالا حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے جنگِ اُحد میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا اس لئے اس کے لڑکوں نے ان کو خرید لیا تاکہ ان کو قتل کر کے باپ کے خون کا بدلہ لیا جائے۔ اور حضرت زید بن دثنہ کو امیّہ کے بیٹے سفیان نے قتل کرنے کے ارادے سے خریدا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو کافروں نے چند دن قید میں رکھا پھر حدودِ حرم کے باہر سولی پر چڑھانے کے لے گئے۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے کافروں سے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت طلب کی۔ قاتلوں نے اجازت دے دی۔ آپ نے مختصر طور پر دو رکعت نماز ادا فرمائی تو ایک منافق نے سوال کیا کہ اے خبیب رضی اللہ عنہ یہ بتاؤ کہ اتنی جلدی دو رکعت نماز ادا کر لی ہے۔ خبیب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میرا دل تو یہی چاہتا تھا کہ سجدے سے

سر نہ اُٹھاؤں اور دیر تک نماز پڑھتا رہوں کیوں کہ میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا ہوا تھا۔ اور عاجزی و انکساری سے عرض کر رہا تھا کہ حضور علیہ السلام میری زندگی کی آخری نماز اور آخری سجدہ ہے مگر مجھ کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہوا کہ سجدے سے سر کو اٹھاؤ کہیں قاتل یہ نہ سمجھ لیں کہ رسول اللہ کا پروانہ موت سے ڈرتا ہے بس مجھے حکم کی تعمیل کرنی پڑی وگرنہ قسم ہے اس ذات کی میں قیامت تک سجدے سے سر نہ اٹھاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں کی نماز اسی حالت میں ہوتی ہے ؎

نماز حق ادا ہوتا ہے تلواروں کے سائے میں
نہ مسجد میں نہ مندر میں نہ دیواروں کے سائے میں

اس کے بعد جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی پر چڑھا دیا اس وقت آپ نے فرمایا:-

"جب میں مسلمان ہو کر قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے کہ میں کس پہلو پر قتل کیا جاؤں گا۔"

پھر فرمایا:-

"یہ سب کچھ خدا کے لئے ہے اگر وہ چاہے گا تو
میرے کٹے پھٹے جسم کے ٹکڑوں پر برکت نازل فرمائے گا۔"
انہی کلمات کے ساتھ رُوحِ عاشق توحید و رسالت کی امرِ الٰہی
سے قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی اور مقامِ الارواح بارگاہِ ربّ
العزّت میں پہنچ گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط
جس جگہ سولی پر چڑھ کر شمع توحید و رسالت کے پروانوں نے طواف
کرتے ہوئے اپنی جانیں قربان کر دیں وہ جگہ مدینہ سے سینکڑوں
میل دور ہے مگر شانِ رحیمی و کریمی کا منظر دیکھئے کہ حضور پُر نور
سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو ربِ جلیل و خبیر
نے بذریعہ وحی مطلع فرمایا۔ آپؐ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ عاصم
رضی اللہ عنہ کی لاش کو بحکم خدا فرشتوں نے عالی شان ٹکڑہ
زمین میں دفن کر دیا ہے۔ اس کے بعد پھر حضور علیہ السلام نے
فرمایا کہ جو شخص خبیب رضی اللہ عنہ کی لاش کو سولی سے اُتار کر
لے آئے گا اس کے لئے جنّت ہے۔ یہ بشارت سن کر حضرت زبیر
بن العوام و حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ راتوں کو
سفر کرتے اور دن کو چھپتے ہوئے مقام "تنعیم" میں حضرت
خبیب رضی اللہ عنہ کی سولی کے پاس پہنچے۔ چالیس کفّار سولی

کے پہرہ دار بن کر سو رہے تھے۔ ان دونوں حضرات نے سولی سے لاش کو اتارا اور گھوڑے پر رکھ کر چل دیئے۔ چالیس دن گزر جانے کے باوجود لاش تر و تازہ تھی اور زخموں سے تازہ خون ٹپک رہا تھا۔ صبح کو قریش کے ستر سوار تیز رفتار گھوڑوں پر تعاقب میں چل پڑے۔ اور ان دونوں حضرات کے پاس پہنچ گئے ان حضرات نے جب دیکھا کہ قریش کے سوار ہم کو گرفتار کر لیں گے تو انہوں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک کو گھوڑے سے اتار کر زمین پر رکھ دیا۔ ربّ ذوالجلال کی شان کہ ایک دم زمین پھٹ گئی اور لاش مبارک زمین میں دفن ہو گئی اور پھر اس طرح برابر ہو گئی کہ زمین کے پھٹنے کا نشان بھی باقی نہ رہا۔ اس کے بعد ان حضرات نے کفّار سے کہا کہ ہم دو شیر ہیں جو اپنے جنگل میں جا رہے ہیں اگر تم لوگوں سے ہو سکے تو ہمارا راستہ روک کر دیکھو ورنہ اپنا راستہ لو۔ کفّار نے ان حضرات کے پاس لاش نہیں دیکھی اس لئے مکہ واپس لوٹ گئے۔ جب دونوں صحابہ کرام مدینہ پہنچے تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سن کر فرمایا کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی لاش

مبارک کو زمین نے نگل لیا ہے لہٰذا خبیب رضی اللہ عنہ کا لقب
بلیع الارض ہے۔ ان دونوں صحابہ کرام کے بعد حضرت زید بن
دثنہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لئے سولی کے قریب لے گئے۔ آپ
کے قتل کا تماشہ دیکھنے کے لئے کفار قریش کثیر تعداد میں جمع ہو
گئے جن میں ابوسفیان بھی تھا۔ جب حضرت زید کو سولی پہ چڑھا
کر قاتل نے تلوار ہاتھ میں لی تو ابوسفیان نے کہا کیوں اے زید
رضی اللہ عنہ سچ کہنا اگر اس وقت تمہاری جگہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اس طرح (نعوذ باللہ من ذالک) قتل کئے جاتے تو کیا تم اس
کو پسند کرتے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ ابوسفیان کی اس طعنہ زنی
کو سن کر تڑپ اٹھے اور جذبات سے بھری ہوئی پرسوز آواز میں فرمایا
کہ اے ابوسفیان خدا کی قسم میں اس نورانی شمع کے طواف کرتے
ہوئے اپنی جان کو قربان کر دینا عزیز سمجھتا ہوں۔ مگر میرے
پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس پاؤں کے تلوے
میں ایک کانٹا بھی چبھ جائے تو مجھے یہ کبھی گوارا نہیں ہو
سکتا۔ اس موقع کی جذبات صادقہ کی نسبت سے انتہائی
موزوں و مناسب فقرے ہیں۔

مجھے ہو ناز قسمت پر اگر نام محمدؐ پر
یہ سر کٹ جائے اور تیرا کفِ پا اس کو ٹھکرائے
یہ سب کچھ ہے گوارا پر یہ مجھ سے ہو نہیں سکتا
کہ ان کے پاؤں کے تلوے میں اک کانٹا بھی چبھ جائے

حضرت زید رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے ایسے عاشقانہ کلمات سن کر ابو سفیان نے کہا کہ میں نے بڑے بڑے محبت کرنے والوں کو دیکھا ہے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں کی مثال نہیں مل سکتی۔ اس کے بعد نسطاس غلام نے تلوار سے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو لوگ اس بات کو دیکھ کر حیران ہو گئے کہ حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک سولی سے بحکم خدا خود بخود اتری اور ہوا میں معلق ہوئی اور اسی لمحہ ہوا سے غائب ہو گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معجزہ کو دیکھ کر ایک شخص مدینہ پہنچا اور بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا۔

سرکار مدینہ و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی بات سن کر فرمایا کہ درجۂ شہادت بہت بلند ہوتا ہے اور یہی شہید کی عظمت ہوتی ہے کہ وہ اپنے جسم لطیف کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے قرب میں رہتا ہے۔ امر الٰہی سے شہید کو سماوی غذا مہیا ہوتی ہے۔

شہید کھاتا پیتا ہے اور زندہ رہتا ہے مگر زمین میں رہنے والے دنیا دار لوگ اس کی ابدی زندگی کا ادراک نہیں کر سکتے حضور علیہ السلام کی یہ نورانی گفتگو سن کر جبرائیل فرشتہ حاضر دربار ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ان چاروں پروانوں کے اس کارنامہ پر ہم فرشتوں کی جماعت کو بھی فخر ہے اور بیت المعمور میں رضوان فرشتہ کی امامت میں ہم سب فرشتوں نے آپ کے ان پروانوں کی روحانی نماز جنازہ پڑھی ہے انہی کلمات کے ساتھ فرشتہ جبرائیل۔ سلام کرتے ہوئے بارگاہِ ربّ جلیل میں واپس جا پہنچا

اس عاشقانہ منظر کی نسبت سے ایک اور روایت ہے کہ ایک انصاری عورت جس کا شوہر باپ بھائی سبھی جنگ احد میں شہید ہو چکے تھے۔ تینوں کی شہادت کی خبر باری باری سے لوگوں نے اسے دی۔ مگر وہ ہر بار یہی پوچھتی رہی کہ یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں۔ جب لوگوں نے اس کو بتایا کہ الحمدُ للہ وہ زندہ اور سلامت ہیں تو بے اختیار اُس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ اے اللہ تو نے میری دعا کو قبول فرمایا اور میرے گھر والوں کو جنت کا حق دار بنایا۔ میں بھی تمہارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان کو قربان کرتی ہوں۔ اس کے جذبات صادقہ کی

شعر سے عکاسی ہوتی ہے ؎

تسلّی ہے پناہ بے کساں زندہ سلامت ہے
کوئی پرواہ نہیں سارا جہاں زندہ سلامت ہے

اللہ اکبر اس شیر دل عورت کے صبر و ایثار کیا کہنا۔ شوہر، بھائی، باپ تینوں کے قتل سے دل پر صدمات کے پہاڑ گر پڑے ہیں مگر پھر بھی حضور علیہ السلام کے قدموں پر نثار ہونے کے لئے بے تاب ہے اور خلوص دل سے جو کچھ اس نے کہا قابلِ ستائش ہے۔

میں بھی اور باپ بھی، شوہر بھی، برادر بھی فدا
اے شہ دیں ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

ایسے محبت بھرے اور رقت آمیز جذبات پر حضور سرورِ کونین رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بی بی صاحبہ تو قیامت کے دن صابرین کے ساتھ اٹھائی جائے گی یہ خوشخبری سن کر بی بی صاحبہ نے روحانی خوشی محسوس کی۔

اللہ اللہ! مرحبا! کتنے خوش قسمت لوگ ہیں جنہوں نے اپنی آنکھوں سے اس اعلیٰ ہستی بلند و بالا رتبہ والے حضور پُر نور تاجدارِ حرم پاسبان ملت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ اور حکم ربانی کے مطابق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اپنی

جانیں قربان کر دیں اور اللہ جلّ شانہٗ نے اُن خوش بختوں، خوش نصیبوں کے اجر کو ضائع نہیں کیا اور اُخروی زندگی میں صدقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اعلےٰ درجات عطا فرمائے۔ حق سچ کی بات یہی ہے کہ:-

کی محمدؐ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اللہ تعالےٰ اپنی رحمت کاملہ سے سیّد المرسلین، خاتم النّبیّین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سچی محبّت اور نُورِ ایمان سے نوازے اور اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

تمت بالخیر

وجدانی کیفیّت

اللہ کی صفت ہے کہ وہ لازوال ہے
میرے آقا کی صفت ہے کہ وہ بیمثال ہے
یہ سب تمہارا ہے نور آقا !!؟
کہ دنیا اب تک بسی ہوئی ہے

حاصل نہیں ہے کچھ بھی عشق محمدؐ کے بغیر
جنّت بھی نہیں ملتی عشق محمدؐ کے بغیر
یہ امامت یہ خلافت یہ شہادت
مرتبے ہیں بلند نہیں ملتے عشق محمدؐ کے بغیر
کوئی مانے نہ مانے اصغر کاظمی کہتا رہے گا
بے سود ہے کائنات عشق محمدؐ کے بغیر

خاک بوسِ نعلین مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ڈاکٹر سیّد اصغر علی کاظمی

عظمت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بے مثل معجزہ!!

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعات معراج شریف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیان فرمائے صداقت آیات سن کر سب نے کہا کہ صَدَّقْتَ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جب حضور علیہ السلام بیان فرما رہے تھے تو اس وقت بارگاہِ رسالت میں قبیلہ قریش کا ایک سردار عروہ بن مسعود ثقفی بھی حاضر تھا حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کا حال سن کر جب گھر گیا تو اس نے اپنے خاندان کے سب افراد کو بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا ہے بیداری کی حالت میں سب افراد نے سن کر سچ جانا۔ اور کہا اللہ تعالےٰ جو چاہے کر سکتا ہے آخر جلیل القدر پیغمبر ہیں ان کا کہنا اللہ کا کہنا ہے مگر ایک آدمی جس کا نام نزلی تھا اس نے سردار عروہ سے کہا کہ میری عقل اس واقعہ کو قبول نہیں کرتی کہ وہ بیداری کی حالت میں آسمانوں پر گئے ہوں اور مظاہر قدرت دیکھ کر پھر واپس آ گئے ہوں سردار

عروہ نے جواب دیا کہ میں نے کئی دفعہ تجھے پہلے بھی کہا ہے کہ ہر بات کو عقل کی کسوٹی پر نہ پرکھا کر تو مسلمان ہے اور انہی کا کلمہ پڑھتا ہے تو ان کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی بات تسلیم کیوں نہیں کرتا اور اگر تو یہ نہیں مانتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری کی حالت میں معراج ہوا ہے تو یہ کیسے مانتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اللہ نے اٹھا کر چوتھے آسمان پر رکھا ہوا ہے۔ نزلی نے سردار عروہ کو جواب دیا کہ میں کب ایمان رکھتا ہوں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام بمع جسم پاک آسمان پر بیٹھے ہیں۔ بلکہ میں تو روحانی طور پر سمجھتا ہوں اور اسی طرح معراج کو بھی روحانی تصوّر کرتا ہوں یعنی خواب کی حالت میں معراج ہوا ہے بیداری کی حالت میں نہیں نزلی کی یہ گفتگو سن کر عروہ نے کہا کہ دیکھو یاد رکھنا آئندہ اس بات پر کسی سے بحث نہ کرنا اور جو لوگ اس طرح مانتے ہیں کہ معراج بیداری کی حالت میں ہوا ان سے جھگڑا مت کرنا۔ تم اپنا ایمان اپنے تک محدود رکھو یہ واقعہ حق سچ سے تعلق رکھتا ہے۔ اللہ تعالٰی ضرور حضور علیہ السلام کی عظمت کو تم پر ظاہر کرے گا انہی الفاظ کے ساتھ سردار عروہ وہاں سے چلا گیا اور نزلی اپنے گھر آ گیا اور اپنی بیوی سے مکمل واقعہ بیان کیا نزلی

کی بیوی نے سنتے ہی جواب دیا کہ اس میں کیا تعجب ہے۔ اللہ قادرِ مطلق ہے اپنے برگزیدہ نبی کو آسمانوں کی سیر نہیں کرا سکتا نزلی نے کہا کہ دیکھو میں محقق بھی ہوں اور فلسفہ کا بھی علم رکھتا ہوں اس لئے محیر العقول باتوں کو میں تسلیم نہیں کر سکتا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین سید المرسلین تسلیم کرتا ہوں کلمہ انہیں کا پڑھتا ہوں مگر یہ واقعہ میری عقل میں نہیں آتا نزلی کی بیوی نے جواب دیا کہ آپ واقعی عقل مند ہیں لیکن مذہبی معاملات میں آپ کے خیالات انتہائی فرسودہ اور دقیانوسی ہیں ایمان کامل نہیں ہے بیوی کی یہ بات سن کر نزلی کو سخت غصہ آیا اور کہنے لگا کہ چھوڑ ان باتوں کو میری غلطی ہے کہ تجھ جیسی نادان عورت سے خواہ مخواہ بات شروع کر دی ہے جلدی سے سامان سفر تیار کر دے میں نے ملک شام تجارت کے سلسلہ میں جانا ہے واپسی پر تجھ کو سمجھاؤں گا نزلی کی بیوی نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے سامانِ سفر تیار کیا۔ نزلی نے اپنی سواری لی اور مکہ سے ملک شام کی طرف چل دیا کچھ دنوں کے بعد جب ملک شام پہنچا تو اپنے ایک دوست کے گھر گیا جہاں وہ اکثر ٹھہرا کرتا تھا نزلی سواری سے اترا تو اس کے دوست نے سواری کو چراگاہ میں چھوڑ دیا اور نزلی سے کہنے

لگا کہ چلو اب کھانا کھا کر آرام کرو کیوں کہ سفر طے کر کے آئے ہو
نزلی نے کہا کہ کھانا پھر کھاؤں گا پہلے تم میرے ساتھ چلو آج
میں نے ایک غار کو دیکھنا ہے نزلی کے دوست نے جواب دیا کہ
جب تم آتے ہو اکثر پہاڑوں کی سیر کرتے ہو آج کوئی خاص بات
ہے نزلی نے جواب دیا کہ تم جانتے ہو کہ میں قدرتی مناظر کا بہت
دلدادہ ہوں اس لئے ضرور آج ایک منظر دیکھنا ہے چنانچہ دونوں
ایک پہاڑ پر چڑھ گئے نزلی قدرتی مناظر دیکھنے میں مشغول ہو گیا اور
ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر اپنی ڈائری پر لکھنا شروع کر دیا۔
جب سب کچھ لکھ چکا تو اپنے دوست سے کہنے لگا کہ یہ ایک
غار عجیب ہے میں اس کو اندر سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ نزلی
کے دوست نے روکا کہ غار خوفناک ہے اندر مت جاؤ مگر نزلی
نے جواب دیا کہ میرے لئے کوئی بات خوفناک نہیں ہے لہٰذا
میں ضرور اندر جا کر دیکھوں گا چنانچہ جب وہ غار کے اندر
جانے لگا تو اپنے دوست سے کہا کہ تم ذرا باہر ٹھہرو میں ابھی
واپس آتا ہوں جب نزلی دو چار قدم غار کے اندر گیا تو غار
کا راستہ اندر سے کھل گیا نزلی اور آگے بڑھا یہاں تک
کہ جس قدر نزلی آگے بڑھتا جاتا تھا غار کا راستہ اندر سے کھلتا

جاتا تھا آخر کار کافی دیر کے بعد ایک پتھر کا دروازہ آیا نزلی جب
اس کے پاس گیا تو دروازہ خود بخود ایک طرف سے ہٹ گیا اور
نزلی اس دروازے سے باہر نکل کر چند قدم آگے چلا تو دیکھتا
ہے کہ انتہائی خوبصورت درخت لگے ہیں۔ پرندے اپنی اپنی
بولیاں الاپ رہے ہیں۔ طرح طرح کے دلکش پھول کھلے ہوئے ہیں
ایک طرف ایک پانی کا تالاب ہے جس کا پانی دودھ جیسا صاف
و شفاف ہے ان قدرتی مناظر کو دیکھ کر نزلی بہت خوش ہوا
اور تمام مناظر جتنے اُس نے دیکھے ڈائری میں تحریر کر لیا۔ اس
کے بعد خوش و خرم گھومتا ہوا ایک باغ میں جا پہنچا۔ وہاں کا
عجیب ہی منظر تھا۔ ایک تخت سجایا ہوا تھا اور اس پر بڑی
جاہ و جلالت والا ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اس کے ارد گرد عجیب
قسم کی مخلوق بیٹھی تھی اور وہ شخص ان سب کو کہہ رہا تھا کہ
اے اللہ کی مخلوق اوّل سن لو اللہ کی طاقت اتنی زیادہ ہے کہ
کوئی بھی اس کا اندازہ نہیں کر سکتا اللہ اتنی جلالت والا ہے کہ
اس کی قہاری اور جبروتی طاقت کے سامنے کوئی دم نہیں مار
سکتا خیر و شر اس کی طرف سے ہیں مگر کون کہہ سکتا ہے کہ ایسا
کیوں ہے کوئی اس کا احاطہ نہیں کر سکتا ہاں نبی اس کے نائب

اور مخلوق کے امام ہوتے ہیں جیسا کہ ہمارے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں نبی اللہ کے حکم بردار ہوتے ہیں جو کہہ دیں وہی ہوتا ہے اللہ کے حکم کے بغیر کوئی بات نہیں کرتے اس لئے اُن کی ہر بات حق سچ پر مبنی ہوتی ہے لامحدود ہستی کے ساتھ ان کا ہر دم ربط رہتا ہے صرف پیغمبر ماہیتِ خداوندی کو سمجھتے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ خدا نہیں بن جاتے اور نہ ہی وہ خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ شانِ ربوبیت بیان فرماتے ہیں۔ حق اور باطل کو آپس میں ملنے نہیں دیتے۔ تجلّیاتِ حق کے ہر وقت طالب رہتے ہیں اور خود کو آب جو اور اللہ کو محیطِ بیکراں تصور کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے نبیوں کو جتنا اِذن دیتا ہے اس کے مطابق اُن کی بصیرت اور رُوحانیت عام لوگوں سے بڑھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہمارے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ نے تمام جانوروں کی بولیاں سکھلائیں۔ ہر چیز جو دنیا میں درکار ہے اُن کو عطا ہوئی۔ جب اُن کا تخت اُٹھتا تھا تو ہوا پر چلتا تھا اور اس وقت تمام پرندے جُھنڈ کے جُھنڈ ان کے تخت پر آ کر پروں کا سایہ کرتے تھے اور فوج انسانوں کی داہنی طرف اور بائیں طرف ہوتی تھی۔ جب حضرت سلیمانؑ

دربار میں تخت پر بیٹھتے تھے۔ جنوں۔ انسانوں اور جانوروں کے لشکر مثل بمثل کھڑے ہوتے تھے۔ ہوا ان کے تابع تھی۔ جس زمین میں مالِ دفینہ رہتا تھا زمین وہاں کی آواز دیتی تھی کہ اے سلیمان علیہ السلام جو کچھ مال مجھ میں ہے نکال لے اور اس کو اپنی امت پر خرچ کردو۔ یا جیسا چاہو کرو۔ شیطان اُن کے تابع فرمان تھا۔ اگر کوئی جن کسی انسان کو ستاتا تو اُس کو قید کر کے دریا میں ڈال دیتے تھے یا اس کو زمین میں دفن کر دیتے تھے بادل کو حکم کرتے تو اسی جگہ وہ برستا تھا جہاں پر برسنے کا حکم ہوتا تھا۔ تخت گاہ کے مکان میں کئی محرابیں تھیں اور سب عابد اس میں عبادت کیا کرتے تھے اُن کے باورچی خانہ میں ہر روز کافی مقدار میں کھانا پکایا جاتا تھا۔ باوجود اس کے حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے جَو پیس کر آٹا بناتے اور پھر اُس کی روٹی پکا کر کھاتے۔ باورچی خانے سے کچھ نہیں کھاتے تھے اور وہ تمام کھانا لوگوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ ہر شام بیت المقدس میں جا کر مسلمان روزہ دار اور درویش غریب کو ساتھ لے کر کھانا کھاتے تھے۔ اور خدا کا شکر ادا کرتے تھے اور ہر وقت خداوندِ قدوس سے مناجات کرتے رہتے تھے اور کہتے رہتے تھے کہ یا الٰہی میں

درویشوں کے ساتھ بھی شامل ہوں اور بادشاہوں کے ساتھ بھی بادشاہ ہوں اور پیغمبروں میں بھی ایک پیغمبر ہوں۔ اے میرے مالک میں تیری نعمتوں کا کہاں تک شکر ادا کروں۔ اس کی ادائیگی کی مجھ میں طاقت نہیں ہے اس کے بعد سردار جن نے اپنی تمام قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اے میری قوم جو کچھ میں نے اپنے بزرگ و برتر پیغمبر کے متعلق کہا ہے کیا تم سب کامل یقین کے ساتھ مانتے ہو۔ سب نے یک آواز کہا کہ ہم سب اسی طرح مانتے ہیں. جیسے آپ نے فرمایا ہے۔ پھر سردار جن نے کہا کہ کل نبیوں پر ایمان رکھو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ ان کو اللہ نے حالتِ بیداری میں آسمانوں کی سیر کرائی ہے کیا تم سب کا ایمان ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے سب قوم نے کہا کہ ہاں اللہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ ایک رات تو کیا اگر اللہ چاہے تو ہر رات ہر دن اپنے محبوب پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کی سیر کرا سکتا ہے ان سب کی آواز پر سردار جن نے کہا کہ میں تم سب پر بہت خوش ہوں۔ مگر بدبخت اور منافق ہے وہ انسان جس نے مسلمان ہو کر بھی معراج کو خواب سمجھا۔ اس کے بعد محفل برخاست ہو گئی اور سب مخلوق اپنے اپنے ٹھکانوں

میں چلی گئی۔ مگر نزلی بیچارہ وہیں کھڑا رہا اور دل میں سوچنے لگا یہ مخلوق کس قسم کی ہے۔ لباس عجیب ہیں۔ خوراک عجیب ہے دینی علم بھی رکھتے ہیں اور اپنے نبی کا کتنا احترام کرتے ہیں۔ نزلی اس سوچ میں تھا کہ ایک اجنبی آیا اور اس نے نزلی سے کہا کہ آؤ میرے ساتھ تم میرے مہمان ہو۔ نزلی حیران ہوا اور پوچھا کہ آپکا مہمان کیسے ہوں۔ میں تو مصیبت زدہ ہوں۔ اجنبی نے جواب دیا کہ ہمارے سردار جن کا حکم ہے کہ ہر آنے والے کی مہمان نوازی کرو۔ اور آپ کی خدمت کے لئے مجھے حکم ہوا ہے اس لئے میری رہائش گاہ پر چلیں۔ نزلی مان گیا اور اجنبی کے ساتھ اس کی رہائش گاہ پر پہنچا۔ اجنبی نے نزلی کو کھانا کھلایا اور کہا کہ اب تم آرام کرو۔ نزلی نے کہا کہ میں اس جگہ سے واپس جانا چاہتا ہوں۔ اجنبی نے جواب دیا کہ اب تم یہاں سے نہیں جا سکتے یہ کوہ قاف قوم جنات کا شہر ہے اس جادو کی نگری سے نکلنا محال ہے تم نے یہاں آنے کی سخت غلطی کی ہے۔ یہ باتیں سن کر نزلی اٹھا اور زمین پر بچھے ہوئے گھاس کے بستر پر لیٹ کر سو گیا جب صبح ہوئی تو اجنبی نے نزلی سے کہا کہ جاؤ تالاب سے پانی لے آؤ۔ مگر اس تالاب میں نہانا مت۔ نزلی نے ایک ہاتھ میں گھڑا پکڑا اور تالاب پر چلا گیا۔ گھڑا پانی سے بھرا اور

کنارے پر رکھ دیا اور سوچنے لگا کہ نہالوں۔ جب اس نے کپڑے اُتارے اور پانی میں نہانے کا ارادہ کیا تو خوفناک آواز آئی کہ اس تالاب میں مت نہانا تمہاری ماہیت بدل جائے گی۔ نزلی کے کانوں میں جب یہ آواز پڑی تو خیال کرنے لگا کہ مصیبت میں تو گرفتار ہوں۔ نہانے سے اگر اور دوسری آفت میرے سر پہ آجائیگی تو کوئی بات نہیں۔ بس یہ خیال کر کے پانی میں نہانے لگا۔ نزلی کو نہانے کا بہت لطف آیا۔ اس نے پانی میں غوطہ لگایا اور جب سر اُٹھایا تو اپنے آپ کو دیکھ کر حیران ہوا اور روتے روتے جب کہ پانی سے باہر کنارے پر آیا تو اس کے کپڑے اور گھوڑا وہاں موجود نہ تھے ان کی جگہ عورت کا لباس پڑا ہوا تھا۔ نزلی نے جب وہ لباس پہنا تو انتہائی خوبصورت عورت کے روپ میں بدل گیا۔ نزلی سخت پریشان ہوا اور اس پر سکتہ سا طاری ہو گیا۔ اور اسی کیفیت میں کنارے پر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا چند منٹ گزرے ایک گھوڑ سوار اس طرف سے گزرا۔ جب اس کی نگاہ اس درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی عورت پر اُٹھی تو جلدی ہی سواری سے نیچے اترا اور کہنے لگا کہ اے عورت تو یہاں کیوں بیٹھی ہے یہ کوہ قاف کی بستی ہے کوئی تمہیں ضرور اُٹھا کر لے جائے گا چلو

میں تمہیں تمہاری رہائش گاہ پر چھوڑ آؤں۔ مگر نزلی خاموش رہا۔ اس گھوڑ سوار نے اس کو اپنے ساتھ گھوڑے پر بٹھایا اور اپنی رہائش گاہ پر لے گیا اس سے عقد کیا اور اپنی زوجیت میں لے لیا۔ لہٰذا نزلی نسوانی روپ میں وہاں زندگی گزارنے پر مجبور ہو گیا۔ جب کافی وقت گزر گیا تو نزلی کے گھر والوں کو خیال آیا کہ اتنے عرصہ سے ملک شام گیا ہوا ہے واپس نہیں آیا شاید کسی مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہے لہٰذا تمام جگہوں پر جا کر تلاش کیا مگر اس کا کوئی سراغ نہ مل سکا ایک دن انتہائی پریشانی کے عالم میں نزلی کی بیوی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے خاوند نزلی کے لئے دعا فرمائیں کافی عرصہ سے ملک شام تجارت کی غرض سے گیا ہوا ہے مگر ابھی تک واپس نہیں لوٹا اور میں یہ بھی جانتی ہوں کہ میرے خاوند کو اس بات کی سزا ملی ہے کہ اس نے آپ حضور علیہ السلام کی زبان مبارک سے کہی ہوئی بات کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے بہت کچھ ناجائز کہا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نزلی کی بیوی کی بات سن کر فرمایا کہ گھبراؤ مت نزلی زندہ ہے اور جس بھی مصیبت میں گرفتار ہے اللہ اس کو ضرور

رہائی دلائے گا اور جلد ہی انشاءاللہ گھر لوٹ آئے گا نزلی کی بیوی
ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ خوشخبری سن
کر مطمئن ہو گئی اور گھر لوٹ آئی۔ اس کے چند دن بعد نزلی کا دوست
ملک شام سے مکہ مکرمہ پہنچا اور نزلی کے گھر والوں کو اس کا سارا
حال سنایا۔ جب نزلی کی بیوی نے یہ بات سنی کہ وہ غار میں گیا
اور واپس نہیں آیا تو رونے لگی سر کو پیٹتے پیٹتے حضور
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے
لگی کہ میرا خاوند ایک غار کے اندر گیا ہے اور وہاں سے واپس
باہر نہیں نکل سکا شاید اس کو کسی ہوائی مخلوق نے پکڑ لیا ہے
یا کسی سانپ نے کاٹ کھایا ہے۔ وہ یقیناً مر گیا ہوگا یہی وجہ
ہے کہ وہ واپس نہیں آیا حضور پُر نور رحمت اللعالمین صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بی بی صاحبہ تم کو اس بات کا کس طرح
علم ہوا ہے کہ تمہارا خاوند مر چکا ہے نزلی کی بیوی نے سارا واقعہ
جو نزلی کے دوست نے بتایا تھا عرض کیا۔ واقعہ سن کر حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بی بی صاحبہ میں نے پہلے بھی
کہا تھا کہ تمہارا خاوند اللہ کے فضل و کرم سے زندہ ہے اور اب
پھر تمہاری تسلی کے لئے کہتا ہوں کہ تمہارا خاوند زندہ سلامت ہے

اور انشاء اللہ جلدی گھر لوٹ آئے گا۔ یہ سب کچھ میں نے بحکم خدا کہا ہے لہٰذا تم اپنے گھر جاؤ اور اطمینان سے رہو۔ چنانچہ نزلی کی بیوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی اور گھر لوٹ آئی۔ لیکن پھر بھی عورت ذات تھی کب تک صبر کر سکتی تھی۔ آخر جب کافی وقت گزر گیا تو اس بیچاری نے محنت مزدوری کرنی شروع کر دی تاکہ بچوں کو پال سکے۔ لیکن اس کے باوجود بھی اکثر اپنے خاوند کی جدائی میں روتی رہتی یہاں تک کہ اُس کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ اِدھر یہ حالت ہو گئی اور دوسری طرف نزلی اس نسوانی روپ میں وہاں عیش و عشرت میں مصروف سب کچھ بھول گیا۔ اور عرصہ سات سال تک کوہ قاف کے علاقہ میں گزر گیا بلکہ ایک روایت ہے کہ نزلی کے بطن سے تین لڑکے بھی تولد ہوئے۔ آخر ایک رات نزلی نے خواب دیکھا کہ کوئی بزرگ اس سے کہہ رہے ہیں کہ اے نزلی تو تحقیق کی بازی لگانے میں پھنس گیا ہے تو جانتا نہیں کہ تو بہترین شاعر، محقق اور سیاح ہے اگر تو ان لوگوں کے پھندے سے نکلنا چاہتا ہے تو پھر اسی تالاب میں جا کر نہاؤ۔ بس تمہاری ماہیت بدل جائے گی۔ صبح ہوتے ہی نزلی چپکے سے نکلا اور اسی تالاب پر آیا اور جونہی وہ نہانے

لگا تو آوازیں آنی شروع ہوگئیں کہ مت نہاؤ اس تالاب میں مگر
نزلی نے جلدی سے کپڑے اتار کر تالاب میں چھلانگ لگا دی اور
غوطہ لگا کر جب پانی سے باہر نکلا تو اس کی خوشی کی حد نہ رہی کہ
پھر وہ پہلے ہی روپ میں تھا۔ جب تالاب سے باہر نکلا تو وہی
کپڑے اس کے جو گھر سے پہن کر آیا تھا کنارے پر پڑے ہوئے تھے
نزلی نے کپڑے پہنے ہی تھے کہ ایک گھوڑ سوار آئے اور نیچے اتر کر
فرمانے لگے کہ اے نزلی یاد رکھو آئندہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کی کسی بات کو جھوٹ مت خیال کرنا۔ میرا ایمان ہے کہ ایک شب
کیا ہر روز چاہیں تو اللہ تعالٰے ان کو آسمانوں کی سیر کرا سکتا ہے اللہ
کے محبوب نبی ہیں تمہارے ہی نہیں بلکہ تمام مخلوقات کے نبی
ہیں۔ نزلی نے حیرانگی سے پوچھا آپ کون ہیں۔ بزرگ فرمانے لگے
میں قوم جنات کا سردار ہوں۔ نزلی چونکہ شاعر تھا اس نے جلدی
سے پوچھا آپ یہ بتائیں کہ آپ کی قوم ہم انسانوں پر کیوں وارد
ہوتی ہے سردار جن فرمانے لگے ہر قوم میں اچھے اور شیطان لوگ
ہوتے ہیں اسی طرح ہماری قوم میں جو شریر ہیں وہ ایسا کرتے ہیں
دوسرے بالکل کسی انسانی مخلوق کو تنگ نہیں کرتے کیوں کہ ہم
سب قوم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی قسم کھائی ہوئی ہے

کہ انسانی مخلوق کو تنگ نہیں کرنا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم سب دنیا
سے الگ تھلگ دور دراز کوہ قاف میں رہتے ہیں تاکہ کسی انسانی
مخلوق کی یہاں سے گزر ہی نہ ہو اور اگر کوئی غلطی سے اس علاقہ
میں آجائے تو ہماری قوم اس کو پریشان نہیں کرتی۔ بلکہ مہمان بنا کر
رکھتی ہے۔ نزلی نے حیران ہو کر پوچھا کہ میرے ساتھ ایسا کیوں ہوا
ہے کہ میرا روپ بدل دیا اور میرے بطن سے بچے ہوئے۔ سردار
جن نے فرمایا کہ اوّلاً تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کو کہ
ان کو معراج ہوا ہے تسلیم نہ کیا اور مخالفت کی۔ ثانیاً تو نے بلاوجہ
غار کے اندر داخل ہو کر آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ اور پھر تم نے اس
تالاب میں نہانے کی غلطی کی لہٰذا تمہیں اللہ کے حکم سے ہم نے
دکھایا ہے کہ قدرت جو چاہے کرے۔ اگر اللہ قادر مطلق تمہاری
ماہیت کو بدل کر تمہارے بطن سے اولاد پیدا کر سکتا ہے تو کیا
اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جس کی خاطر اس جہان کو
تخلیق فرمایا اس کو آسمان پر بیداری کی حالت میں نہیں لے جا
سکتا۔ اور پھر یہ بھی تو ہمارا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ نزلی نے اس سردار جن کی اس
پاکیزہ عقیدہ کی گفتگو سن کر کہا کہ حق سچ ہے جو کچھ محمد صلی اللہ

علیہ وسلم فرماتے ہیں منجانب اللہ ہوتا ہے۔ میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں اور اگر اس جگہ سے مجھے رہائی مل گئی تو انشاء اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں زندگی گزار دوں گا۔ اور پھر رونے لگا کہ میرے گھر والے مجھے دیکھنے کے لئے ترس گئے ہوں گے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں حضور علیہ السلام کی زیارت کروں اور پھر اپنے بچوں کو دیکھوں۔ سردار جن کو نزلی کی رقت آمیز حالت پر رحم آیا اور نزلی کو فرمایا کہ کھڑے ہو کر میری طرف پشت کرو اور آنکھیں بند کر لو۔ نزلی نے حکم کی تعمیل کی۔ اور اس وقت کھڑا ہو گیا اور رُخ ملک شام کی طرف کر لیا اور پشت سردار جن کی طرف کر لی۔ سردار جن نے نزلی کو زور سے دھکا دیا اور فرمایا آنکھیں کھول لو۔ جونہی نزلی نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو اسی غار کے منہ پر کھڑا تھا۔ جس غار میں داخل ہو کر کوہ قاف پہنچا تھا۔ نزلی کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ پہاڑ سے نیچے اترا اور اپنے دوست کے پاس پہنچا۔ جب اُس کے دوست نے دیکھا تو انتہائی دلی مسرت کا اظہار کیا اور کہنے لگا اے نزلی تمہارے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا ہے مگر پہلے کھانا کھاؤ پھر اپنی سرگزشت سنانا۔ چنانچہ دونوں نے مل کر کھانا کھایا اور بعد میں نزلی نے اپنی مصیبت کی

حال بیان کیا۔ نزلی کے دوست نے جب یہ واقعہ سنا تو حیران رہ گیا۔ مگر اس نے حیرانگی سے کہا کہ کون اس بات کو قبول کرے گا کوئی نشانی ہے تمہارے پاس۔ نزلی نے جواب دیا کہ صرف ایک انگوٹھی ہے جس میں ایسا نگینہ ہے جو رات کو اتنی روشنی دیتا ہے کہ اندھیرے میں آدمی بخوبی چل سکتا ہے دوسرے یہ کہ نگینہ اپنے رنگ بدل دیتا ہے۔ اس میں سات مختلف رنگ ہیں اور یہ نگینہ کوہ قاف کے علاقہ میں صرف سردار جن سے مل سکتا ہے۔ اور یہ مجھ کو بطور تحفہ جب میں عورت کے لباس میں تھا ملا تھا۔ نزلی کے دوست نے جب اس نگینہ کو دیکھا تو حیران ہوا۔ اور جب رات ہوئی تو اندھیرے میں اس کی روشنی اتنی تھی کہ راستہ بخوبی نظر آتا تھا نزلی کے دوست نے کہا کہ اس کے علاوہ کوئی اور نشانی ہے۔ نزلی نے کہا کہ ہاں ایک اور خاص نشانی ہے جو میری موت تک قائم رہے گی تب نزلی نے اپنی پشت سے کپڑا اٹھایا تو اس کے دوست نے دیکھا کہ شانوں کے درمیان پورے ہاتھ کے پنجے کا نشان ہے۔ نزلی نے بتایا کہ یہ نشان سردار جن کے ہاتھ کا ہے اور یہ نشان اس وقت پڑا جب اس نے مجھے اپنے دائیں ہاتھ سے دھکا دیا اور میں نے جب آنکھیں

کھولیں تو اپنے آپ کو غار کے منہ پر پایا۔ نزلی کا دوست دیکھ کر حیران رہ گیا۔ پھر نزلی نے اپنی ڈائری دکھائی جس میں اس نے اپنی مکمل مصیبت کا حال اشعار میں بیان کیا تھا۔ تب نزلی کے دوست کو یقین ہوا۔ جب نزلی کو اپنے دوست کے پاس ٹھہرے ہوئے چند دن گزرے تو اس نے چاہا کہ میں واپس مکہ مکرمہ اپنے گھر جاؤں۔ اس نے اپنے دوست سے کہا کہ اب اجازت دو۔ تب نزلی کے دوست نے سواری تیار کی سفر کا سامان تیار کیا اور رخصت کیا۔ نزلی جب مکہ مکرمہ پہنچا تو کسی نے اس کو نہ پہچانا اس کی حالت عجیب و غریب تھی اور ویسے بھی یہ مشہور ہو چکا تھا کہ نزلی مر گیا ہے۔ جب نزلی گھر پہنچا تو سواری سے نیچے اتر کر دروازہ پر دستک دی تو اندر سے اس کا بچہ آیا اور کہنے لگا کس کو ملنا ہے نزلی نے کہا کہ اے بیٹے تمہارے باپ کو ملنا ہے میں ملک شام سے آیا ہوں۔ لڑکے نے جواب دیا کہ میرا باپ بھی ملک شام تجارت کی غرض سے گیا تھا اور پہاڑ پر ایک غار دیکھنے گیا اور جب اس میں داخل ہوا تو واپس نہیں آیا اور میرے والد کے دوست نے میری والدہ سے کہا کہ وہ غار سے باہر نہیں آیا تب ہم سب نے خیال کیا کہ وہ

مر گئے ہوں گے۔ لڑکے کی بات سن کر نزلی نے کہا کہ اے میرے بیٹے والدہ کو بلاؤ میں اس سے بات کر لیتا ہوں۔ لڑکے نے جواب دیا کہ میری والدہ میرے باپ کے غم میں روتے روتے اندھی ہو چکی ہے میں بلاتا ہوں۔ لڑکے نے اندر جا کر والدہ سے کہا کہ کوئی اجنبی ہیں آپ کو بلاتے ہیں۔ جب لڑکے کی والدہ دروازہ پر آئی اور پوچھا کہ کون ہیں۔ نزلی نے جواب دیا کہ میری آواز سے پہچان لیں کہ میں کون ہوں۔ نزلی نے پھر کہا کہ میں اِس گھر کا وارث ہوں۔ اور ایک عجیب مصیبت میں پھنسا ہوا تھا اب صدقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری رہائی ہوئی ہے جب نزلی کی بیوی نے یہ بات سنی تو فوراً دروازہ کھول کر کہا کہ سب کچھ ضائع کر کے پھر عظمت رسول اللہ کو سمجھا ہے۔ نزلی نے رو کر جواب دیا کہ اچھا جب بھی انسان راہِ راست پر آجائے۔ اللہ معاف فرماتا ہے۔ نزلی اپنی بیوی کی حالت دیکھ کر رونے لگا اور پھر اپنی تمام سرگزشت سنائی۔ گھر والوں نے سب ماجرا سنا تو حیران ہوئے مگر ساتھ اللہ کا شکر بجا لائے کہ اتنے عرصہ کے بعد زندہ سلامت لوٹ آئے ہیں۔ نزلی کی بیوی نے کہا کہ لوگوں سے ملاقات کرنے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں حاضر ہو کر

معافی حاصل کرو۔ جن کی برکت سے تم بچ کر آگئے ہو۔ جب نزلی اس مقصد کے لئے اٹھا تو اس کی بیوی نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ پاک میں قیام پذیر ہو چکے ہیں۔ نزلی نے کہا کہ اچھا میں اپنے دوستوں سے ملاقات کر آؤں اور پھر دو دن کے بعد اکٹھے مدینہ چلیں گے۔ نزلی یہ کہہ کر گھر سے باہر نکل گیا سب سے پہلے اس کی ملاقات سردار عروہ سے ہوئی۔ نزلی کو دیکھتے ہی سردار عروہ نے سب دوستوں کو اکٹھا کیا اور بتایا کہ نزلی زندہ ہے اور آگیا ہے مگر عجیب حیران کن باتیں کرتا ہے۔ جب سب افراد اکٹھے ہو گئے تو نزلی نے اپنی پوری مصیبت کی کہانی سنائی۔ جو اس نے اشعار میں لکھی ہوئی تھی۔ لوگ سن کر حیران ہوئے۔ مگر سردار عروہ نے کہا کہ اے نزلی اب بتاؤ کہ کیا ہم مان لیں کہ آدمی ہونے کی شکل میں تمہارے پیٹ سے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ نزلی نے جواب دیا کہ اللہ قادر مطلق ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔ سردار عروہ نے جواب دیا کہ جب تم نے معراج کا واقعہ سن کر انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ عقل قبول نہیں کرتی۔ اس وقت کوئی اور اللہ تھا۔ نزلی نے جواب دیا کہ اگر میں نے عظمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا تھا تو اس قدر سزا پائی ہے کہ ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ تب لوگوں نے پوچھا کہ

جو کچھ تم نے سنایا ہے اس کے لئے کوئی نشانی ہے کہ واقعی تمہارے ساتھ ایسا ہوا ہے۔ نزلی نے کہا ہاں دو ایسی نشانیاں ہیں جو ہمیشہ میری موت تک اس واقعہ کی تصدیق کریں گی نزلی نے بتایا کہ یہ انگوٹھی جو میرے ہاتھ میں ہے اس کا نگینہ ایسا ہے کہ رات کے اندھیرے میں اس قدر روشنی دیتا ہے کہ بخوبی انسان راستہ دیکھ سکتا ہے اور سات رنگ ظاہر کرتا ہے۔ دوسری نشانی میرے جسم کے اوپر ایک ہاتھ کی پانچوں انگلیاں کا نشان ہے۔ تب لوگوں نے دیکھا کہ واقعی اس کے شانوں کے درمیان ہاتھ کے پنجے کا نشان تھا۔ یہ دو نشانیاں دیکھ کر لوگوں نے مکمل یقین کر لیا کہ واقعی نزلی کو عظمتِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر شک کرنے کی وجہ سے سزا ملی ہے۔ اس کے بعد نزلی اپنے گھر آیا۔ سواری تیار کی اور اپنی بیوی کو ساتھ لے کر مدینہ روانہ ہوا۔ جب مدینہ پہنچا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں مشغول عبادت تھے نزلی اور اس کی بیوی دونوں حضور علیہ السلام کے پاس جا کر بیٹھ گئے جب آپ فارغ ہوئے تو صحابہ کو کہا کہ ان مہمانوں کو کھانا کھلاؤ۔ بحکم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابی کھانا لائے اور مہمانوں کے سامنے رکھ دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق دونوں نے کھانا کھایا

اور بعد میں عرض کیا کہ حضور علیہ السلام ہم مکّہ مکرمہ سے آئے ہیں۔
اور معافی چاہتے ہیں۔ نزلی نے ابھی اپنی بات شروع نہیں کی تھی
کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ اللہ تعالےٰ جب اور
جس طرح چاہتے ہیں گمراہ انسان کو اندھیرے سے نکال کر روشنی
کی طرف لے آتے ہیں۔ اللہ کے کاموں میں دخل دینا حماقت ہے۔
وہ مالک دوجہاں ہے جو بات میں کرتا ہوں اپنے اللہ کے حکم کے مطابق
کرتا ہوں۔ نزلی حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ارشاد
ربانی سن کر رونے لگا اور آپؐ کے قدموں میں گرا اور عرض کیا کہ آپؐ
رحمت اللعالمین ہیں مجھے معاف کر دیں۔ حضور رحمت اللعالمین
خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک نے اپنے دست مبارک
اس کے سر پر رکھے اور دُعا فرمائی کہ اللہ تمہاری عاقبت بخیر فرمائے۔ نزلی
کی بیوی کی آنکھوں پر حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب
مبارک لگایا اور دُعا فرمائی تو اسی وقت اُس کی آنکھیں درست ہو گئیں
اور نزلی کی بیوی کا بیان ہے کہ مجھے اب جو بینائی نصیب ہوئی ہے
اور میں نے دیکھا ہے تو پہلے کی نسبت آنکھوں کی روشنائی کئی
گنا تیز اور شفاف ہو گئی ہے اور مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے
مجھے جوانی کی آنکھیں دوبارہ مل گئی ہیں۔

اس کے بعد نزلی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں نشانیاں بتائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تو ان نشانیوں کا علم ہے یہ صرف لوگوں کے لئے ہیں۔ اس کے بعد سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو واپس جانے کی اجازت دے دی۔ نزلی مسجد نبوی سے اٹھ کر جب باہر آیا تو اس نے کہا کہ اے مسلمانو! معراج کا واقعہ اسی طرح مان لو جیسے حق ہے۔ یوں مت خیال کرو کہ خواب میں معراج ہوا ہے بلکہ بیداری کی حالت میں اللہ تعالےٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کی عجائبات دکھائی ہیں۔ مسلمان ہو کر اگر کسی نے اس طرح قبول نہ کیا تو یاد رکھو تمہارے صالح اعمال اکارت ہو جائیں گے اس کے بعد نزلی اور اس کی بیوی دونوں اپنی سواری پر بیٹھ کر مدینہ سے مکّہ مکرمہ پہنچے۔ چند دن ٹھہرنے کے بعد نزلی بمعہ اہل وعیال مکہ مکرمہ سے مدینہ پہنچا اور وہیں سکونت اختیار کی نزلی کے باقی خاندان کے افراد بھی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضور علیہ السلام سے بیعت ہوئے اور جاں نثاری کا حلف اٹھایا۔ ان سب کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عقائد و اعمالِ اسلام سکھلائے۔ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اُن کی مالی مدد کرنے کا حکم دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور پُر

نور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی اور آن کی رہائش پر کا بند و بست
کیا صحابی براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے نزلی کو اپنے کاٹھ بار میں شامل
کرلیا۔ نزلی ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی
اللہ عنہم کے اخلاق حسنہ سے اس قدر متاثر اور خوش ہوا کہ اس نے
اپنی باقی ساری زندگی سند الاصفیاء! اشرف الانبیاء! احمد مجتبیٰ! فخر
کائنات! فخرِ موجودات! محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس
مبارک قدموں میں گذار دی۔ اور مدت تک اس کی زبان سے جو کلمات
جاری رہے۔ تحریر ہیں:-

اے خدا تجھ کو ہی زیبا ہے بڑائی تیری
بے نیازی تو کسی نے بھی نہ پائی تیری
جاگنے والے کو محرومِ دو عالم رکھا
سونے والے سے کہا ساری خدائی تیری

حرفِ تاثر

اللہ برتر و اعلیٰ اُولیٰ انتہائی بلند شان والا انسان مجبور عاجز کیا تعریف کر سکتا ہے کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہے بس اُسی کے قبضہ و قدرت میں سب کی جانیں ہیں لہٰذا ہرگز مبالغہ آمیزی نہیں کی جا رہی ہے۔ نہ مصنّف۔ نہ شاعر نہ علم کی بات نہ کاروبار کی خاطر نہ عزّت نفس کی خاطر محض اک راز جذبۂ عشق، محبّت اور خلوص دل کی بات سکہ جن مقدس ہستیوں کا ذکر پاک بطورِ تبرک کیا ہے انہی کے صدقہ و برکت سے انہی کی زیارتیں رحمتِ الٰہی سے نصیب ہوئی ہیں بس یہی میری روحانی آرزو تھی اور یہی صلہ سمجھتا ہوں۔ آخری لمحات تک انشاء اللہ شکر گذار رہوں گا اس پروردگار عالم کا جس نے مجھ پر رحم کیا اور توفیق عطا فرمائی کہ عظمت جمال رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بطور ہدیہ کچھ لکھ دیا ہے۔

دعاؤں کا طالب

ڈاکٹر سید اصغر علی کاظمی

۱۹ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ ۱۳ ستمبر ۱۹۸۷ء

۷۸۶

انتہائی اہم التماس!

دلی معذرت کے ساتھ دینی کتب کے مصنفین کی خدمت میں گذارش ہے کہ کسی اعلیٰ شخصیت یا کسی پیغمبر کی سوانح حیات یا سیرتِ پاک لکھتے وقت اِس بات کی طرف خصوصی توجہ ہونی چاہئے کہ زیرِ موضوع یا زیرِ تحریر کتاب میں کسی سابقہ تاریخ سے دیا گیا حوالہ عقل و فکر کے مطابق کس حد تک درست ہے۔ اور پڑھنے والے حضرات کی طبائع پر اس کا اثر اچھا ثابت ہوگا یا مُضر کیوں کہ دینی کتب پڑھنے والے بعض صاحبان بھی لکیر کے فقیر ہوتے ہیں اور دینی کتب کا مطالعہ بھی ناولوں یا قِصّہ کہانیوں کی طرح لاپرواہی سے کرتے ہیں جو کچھ کتاب میں لکھا ہوا دیکھا پڑھنے کے بعد بغیر کسی غور و فکر کے دوسرے لوگوں کو غلط تاثرات دینے شروع کر دیئے شاید ایسے لوگ غور و فکر کرنے کے عادی نہیں ہوتے۔ دین کے مسائل کچھ ایسے بھی ہیں جن پر عمل کرتے وقت قطعاً بحث یا تحقیق کی اجازت نہیں ہے۔ جیسا کہ حج کے مسائل یا دیگر ارکانِ دین کے مسائل ہیں یعنیہٖ امرِ الٰہی اور فرمانِ نبوی کے مطابق عمل کرنا

پڑتا ہے۔ لیکن کچھ مسائل ایسے ہیں جن میں حکم خداوندی ہے کہ اندھا دھند پیروی نہ کی جائے بلکہ عمل کرتے وقت تدبر و تفکر کیا جائے۔ جیساکہ نظری مسائل یا مذہبی رسومات جن کی ادائیگی میں مسلمان لوگ اتنی شدت اختیار کر چکے ہیں یعنی اس قدر حد سے تجاوز کر چکے ہیں کہ اگر کوئی صاحبِ شعور انسان مداخلت کرے تو اولاً قتل تک یا کم ازکم جھگڑے تک نوبت ضرور پہنچ جاتی ہے لیکن کچھ باتیں ایسی ہیں وہ نہ تو مسائل نظری سے تعلق رکھتی ہیں اور نہ ہی ان کا مسائلِ دین سے کوئی واسطہ ہوتا ہے بلکہ کسی ایک فردِ واحد عام یا کسی بلند شخصیت سے ہوتا ہے اور اگر کسی ایک بات یا حوالہ سے کسی ایسی برگزیدہ ہستی کی عظمت پر خدانخواستہ کوئی آنچ آئے تو ایسے الفاظ یا کلمات کو اچھے پیرائے میں بیان کرنا چاہیئے یا تحریر کرنے سے گریز کرنا چاہیئے۔ اگرچہ وہ حوالہ پرانی کتابوں میں ہی کیوں نہ مرقوم ہو۔ جیساکہ عام دینی کتابوں یا تاریخوں میں درج ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حالات کے پیشِ نظر حاکم مصر سے کہا کہ سائرہ رضی اللہ عنہا میری ہمشیرہ ہے جب کہ سائرہ رضی اللہ عنہا آپ کی بیوی تھی۔ گویا آپ نے (نعوذ باللہ من ذالک) جھوٹ بولا۔ معاذ اللہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ سائرہ رضی اللہ عنہا ایک قبیلہ کے سردار کی بیٹی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظمت کو دیکھ کر خود آپ کے قدموں پر گری۔ اور بحکم خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سائرہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ اور حاکم مصر نے جب

نگاہِ بد کی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا سے سارہ رضی اللہ عنہا کی عصمت محفوظ رہی۔ اور حاکمِ مصر کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے توسّط سے مصیبت سے نجات ملی۔ اور اُس نے توبہ کی اور بعد میں حاجرہ رضی اللہ عنہا بھی حاکم مصر کی سرپرستی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجیت میں آئیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حاکم مصر نے بڑی شان و شوکت کے ساتھ رخصت کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اتنے بڑے جابر اور ظالم بادشاہ نمرود سے خوفزدہ نہ ہوئے۔ چنانچہ نمرود نے جب خدا کے وجود سے انکار کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کہ اے نمرود اللہ تعالےٰ نے تم کو اس خطۂ زمین پر بسنے والے لوگوں پر حاکم مقرر کیا تیرے لئے لازمی ہے کہ تو خدا کا شکر ادا کرے۔ مگر تو اُس کے وجود سے ہی انکار کر رہا ہے۔ **اللہ کے وجود سے تو انکار نہیں ہو سکتا۔**

۔ اللہ کا وجود تو ہمیشہ قائم رہے گا البتہ تم کو اپنی فکر کرنی چاہئے پھر نمرود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تحریر شدہ اشعار عکاسی کرتے ہیں ؎

تری نگاہ میں ثابت نہیں خدا کا وجود
مری نگاہ میں ثابت نہیں وجود ترا

وجود کیا ہے؟ فقط جوہرِ خودی کا نمود
کر اپنی فکر کہ جوہر ہے بے نمود ترا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ان کلمات کو سن کر نمرود نے جواب دیا کہ اگر خدا کا وجود قائم دائم ہے اور آپ کی خودی کا جوہر نمودار رہے تو مجھے اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے آپ صرف اپنی غلطی کا اعتراف کریں۔ اور آپ یہ بھی بتائیں کہ خدا نے آپ کو ہی توحید اجاگر کرنے کے لئے معبوث فرمایا ہے۔ اور صرف میرے اور میری قوم کے لئے یا اس سے پہلے بھی کوئی آپ جیسے لوگ پیدا ہوئے ہیں جو کفر و شرک کے خلاف جہاد کرتے رہے ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کہ خدا کی طرف سے ہر زمانے میں ایسے لوگ آتے رہے ہیں اور آئندہ بھی آتے رہیں گے جو ماہیئت خداوندی سے گمراہ لوگوں کو آگاہ کرتے رہیں گے۔ کیوں کہ انسان اگرچہ بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اس کے دل میں شیطان کے موافق اور خدا کے مخالف خواہشیں پیدا ہوتی رہتی ہیں جیسا کہ مرد پیر شد حرص جواں شد۔ اور اگر انسان خدا کی طرف نہ لوٹے تو مردہ دلی زیادتی غفلت کے باعث انسان شیطان کی قید میں رہتا ہے تو پھر اُس سے حق پرستی کی توقع نہیں ہو سکتی لہٰذا اے نمرود اگر تو ایک لمحہ کے لئے

بھی اپنے وجود کو نفی کر کے صرف ایک دفعہ رب العزت کے سامنے جھک جائے تو ہزار سجدے جو تُو لات ومنات دل میں رکھ کر کرتا ہے۔ ان سے نجات مل جائے گی۔ اس کے بعد جو کچھ آپ نے فرمایا اُن اشعار سے بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے ؎

بدل کے بھیس پھر آتے ہیں ہر زمانے میں
اگرچہ پیر ہے آدم جواں ہیں لات ومنات
یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایسے پاکیزہ۔ عارفانہ اور حقیقت پر مبنی خیالات کے اظہار سے نمرود پلید کو آگ لگ گئی کیوں کہ شیطان کے پھندے میں پھنسا ہوا تھا۔ کب راہِ راست پر آسکتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظمت کو نہ سمجھ سکا اور سخت غصّہ کی حالت میں بولا کہ اے ابراہیم علیہ السلام اگر آپ کے عقیدہ کو مان لوں یا آپ کے قدموں میں گر جاؤں تو پھر کیا میری حقیقی خدا تک رسائی ہو جائے گی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی یہ بات سن کر اس کی طرف توجّہ فرماتے ہوئے جو کچھ فرمایا شعر کے متن میں پنہاں ہے ؎

عجب نہیں کہ خدا تک تری رسائی ہو
تری نگاہ سے ہے پوشیدہ آدمی کا مقام

نمرود نے خفا ہو کر کہا کہ میں ملک کا بادشاہ ہوں آپ کتنی جرأت اور بیباکی کے ساتھ مجھ سے گفتگو کر رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کہ مجھے تمہاری سلطنت کا خوف نہیں ہے پھر جوش ربوبیت سے فرمانے لگے ؎

کہتا ہے زمانے سے یہ درویش جوانمرد
جاتا ہے جدھر بندۂ حق تو بھی اُدھر جا
توڑا نہیں جادو مری تکبیر نے تیرا
ہے تجھ میں مکر جانے کی عادت تو مکر جا

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں تو خزانوں کا مالک ہے۔ تخت و تاراج کا وارث ہے۔ کثیر فوج تیری تابع فرمان ہے۔ رعایا تیری نگہبان ہے مگر یہ سب کچھ عارضی ہے رہے نام اللہ کا۔ اس کے بعد جو کچھ نمرود کو کہا اشعار ترجمانی کرتے ہیں ؎

کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا   فریبِ سود و زیاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ
یہ مال و دولتِ دنیا یہ رشتہ و پیوند   بتانِ وہم و گماں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

نمرود کے وزیر ہامان نے کہا کہ اے ابراہیم علیہ السلام آپ درست فرماتے

مگر نمرود حاکم وقت ہے۔ اپنے حکم کو چاہے تو بدل سکتا ہے لیکن تمام قوم کے سامنے جو فیصلہ کر چکا ہے اُسے کبھی نہیں بدلے گا لہٰذا آپ اپنے علم اور عقل سے اس معاملہ پر غور کر کے اپنی غلطی کی معذرت دربار میں کر لیں اور خواہ مخواہ اپنی قیمتی زندگی کو خطرے میں نہ ڈالیں عشق اور جہاد کی باتیں چھوڑ دیں۔ ہامان کی بات سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام حقیقی جذبۂ عشق سے سرشار ہو کر فرمانے لگے کہ اے ہامان یہ عقل و علم کی بات نہیں بلکہ احکامِ الٰہی کی بات ہے۔ مجھے اللہ نے کفر و شرک کے خلاف جہاد کرنے کے لئے پیدا فرمایا ہے اور سب سے بڑا ظلم شرک ہے ہمیشہ اس کے خلاف جہاد کرتا رہوں گا سچے دین کی تبلیغ کرتا رہوں گا میرے نزدیک عیش و عشرت کا کوئی وجود نہیں صرف ذہن کا ایک خوشنما دھوکا ہے اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا ان اشعار سے مکمل وضاحت اور دلی تسکین ہو جاتی ہے ؎

علم نے مجھ سے کہا عشق ہے دیوانہ پن
عشق نے مجھ سے کہا علم ہے تخمین و ظن
عشق کی گرمی سے ہے معرکۂ کائنات
علم مقامِ صفات، عشق تماشائے ذات
شرعِ محبت میں ہے عشرتِ منزل حرام
شورشِ طوفاں حلال، لذّتِ ساحل حرام

عشق پہ بجلی حلال، عشق پہ حاصل حرام
علم ہے ابن الکتاب، عشق ہے اُمّ الکتاب

حقائق کی روشنی میں دیکھنے سے محسوس ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات بابرکات نے تمام مشکلات سے گزر کر بھی کلمۂ حق نہ چھوڑا۔ گویا اپنے ربّ العزت کی وحدانیت اور الوہیت میں سرشار رہ کر باطل کے خلاف جہاد کرتے رہے۔ اللہ اللہ کتنی عظمت ہے آپ کی بیان کرنا احاطۂ تحریر سے باہر ہے الغرض جب کسی قسم کی نمرودی طاقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مغلوب نہ کر سکی تو نمرود نے جَل بھُن کر حکم دیا کہ ان کو آتش کدہ میں پھینک دو۔ اللہ اکبر حقیقتاً مومن صرف احکامِ الٰہی کا پابند ہوتا ہے۔ آپ نے اس وقت بھی کلمۂ حق کہنے سے گریز نہ کیا اور نمرود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا وہ اِنسان جو خدا کی طرف سے لاپرواہ اور بے خوف بنا رہتا ہے اُسی قدر وہ متکبر، ظالم، سرکش اور بدکار ہو جاتا ہے اور حدودِ انسانیت سے جو عجز و نیاز، راست روی اور عبودیت ہیں خارج ہو جاتا ہے اور پھر فرمایا۔ جان لو کہ نہیں ہے معبود مگر وہ۔ وہی اوّل ہے۔ وہی آخر ہے۔ وہی ظاہر ہے۔ وہی باطن ہے نگاہیں اس کو دیکھ نہیں سکتیں اور وہ نگاہوں کو دیکھتا ہے۔ پس برتر ہے اللہ جو حقیقی بادشاہ

ہے وہی ہے پروردگار آسمان و زمین کا اور اسی کے قبضہ قدرت میں ہم سب کی جانیں ہیں۔ آخری الفاظ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان مبارک سے نکلے کتنے ارفع و اعلیٰ ہیں۔ فرمایا ؎

بیان میں نکتہ توحید آ گیا ہے مگر
ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہئے!

پس انہی کلمات کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام خود دہکتی ہوئی آگ میں کود پڑے۔ رحمتِ خداوندی جوش میں آئی۔ اور خداوند قدوس نے آپ کی عظمت کو بحال رکھا اور شعلہ مارتی ہوئی آگ سے محفوظ باہر نکالا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کئی مشکل کلمات سے گزارا اور اپنی رحمتِ کاملہ سے کامیاب فرمایا اور پھر لوگوں کا امام اور اپنا نائب مقرر فرمایا۔ دنیا اور آخرت میں صالحین میں سے شمار کئے جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق یہ مان لینا کہ حاکمِ مصر سے خوفزدہ ہو کر اپنی بیوی سائرہ رضی اللہ عنہا کو اپنی بہن کہہ دیا۔ صرف متزلزل ایمان کی علامت یا نشانی ہے۔ ہم سب مسلمان ہیں اور ملتِ ابراہیمی سے تعلق رکھتے ہیں اور قرآن پاک کی روشنی میں ملتِ ابراہیمی سے مراد محمدی شرح ہے اور سرکار دو عالم حضور پُر نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا

ظہور ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو کل پیغمبروں کی قرآن پاک کے مطابق تعظیم و تکریم کرنے اور اُن کی عظمت بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔
(آمین)

لا دیں ہو تو ہے زہر ہلاہل سے بھی بڑھ کر
ہو دین کی حفاظت میں تو ہر زہر کا تریاق

٭ ٭ ٭

صدقِ خلیل بھی ہے عشق صبرِ حسین رضؓ بھی ہے عشق
معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

٭ ٭ ٭

یہ چند اوراق بصد عجز و نیاز پیش کرتا ہوں
"گر قبول افتد زہے عزّ و شرف"

٭ ٭ ٭

ڈاکٹر سید اصغر علی کاظمی

دُعا

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب پر اپنا فضل و کرم کرے مصیبتوں
سے نجات دلائے اور نیک تمناؤں کو قبول و منظور فرمائے
بفضلِ ہمارے حقیقی روحانی پیرومرشد شہنشاہ کونین
محبوبِ کبریا۔ فخرِ انبیاء۔ فخر کائنات۔ فخر موجودات سند
الاصفیا۔ سید الانبیاء۔ سید الاولیاء۔ اشرف الانبیاء
احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ تعالیٰ ہم سب کی دین و دنیا بخیر کر دے۔ آمین

خاک بوس نعلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ڈاکٹر سید اصغر علی کاظمی